Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
فاطمہ ادریس

زخرف

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم فاطمہ ادریس

All Rights Reserved

Copyright: Fatima Idrees (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

زخرف کے تمام جملہ حقوق لکھاری "فاطمہ ادریس" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر:08

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پورے لاہور پر بارش اس وقت تڑاتڑ برس رہی تھی۔ وہ ویران اور پر اسرار علاقہ بھی بارش سے بھیگ چکا تھا۔ وہاں موجود قد آور اور رعب دار درختوں کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے آج وہ بھی کمزور پڑ کر رونے لگے ہوں۔

سعد اس کمرے کے دروازے میں کھڑا اندر ایزی چیئر پر بیٹھے لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے چہرے پر باندھا رومال اتارا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ چلتا ہوا میز تک آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"لانگ ٹائم نو سی، ہیکر۔" مسکرا کر ایچ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ایچ اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ان کے سروں پر موجود چھت پر بارش گرنے کی آواز ماحول کی پر اسراریت میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔

"آخری دفعہ جب ہم ملے تھے تو تم مختلف تھے، اب مختلف دکھ رہے ہو۔" سعد نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔ پھر سر گھما کر اس چھوٹے سے کمرے کو دیکھا۔ "یہاں تمہارا دم نہیں گھٹتا کیا؟" ایچ بغیر کوئی جواب دیے قہر آلود نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

سعد نے بھی اپنا چہرہ اب اس کی جانب موڑا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ نہایت خاموشی سے۔ کچھ لمحے ایسے ہی سرد گزرے۔ اور پھر۔ پھر ایچ اپنی کرسی سے اٹھا اور آگے بڑھ کر سعد کو اس کی شرٹ کی کالر سے پکڑا۔ اس نے جھٹکے سے سعد کو کھڑا کیا اور اسے دھکیلتے ہوئے پیچھے دیوار تک لے گیا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک۔۔۔۔۔" سعد کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ ایچ اس کے آگے غرایا تھا۔

"تم نے اس کے کمرے میں کیمرہ لگایا؟" وہ خون آلود نظروں سے سعد کو دیکھ رہا تھا۔ سعد کچھ لمحے خاموش ہو گیا۔

"تو تمہیں اس بات کا غصہ۔۔۔۔"

"غصہ؟ تم نے جو گھٹیا حرکت کی ہے میں تمہیں زمین میں زندہ گاڑ دوں گا۔" اس نے سعد کا سر زور سے پیچھے دیوار میں مارا۔ وہ درد سے کراہا۔ ایچ نے اس کی شرٹ چھوڑ دی۔

سعد نے تکلیف سے دانت بھینچے۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما اور سر اٹھا کر ایچ کو دیکھا۔ وہ ابھی بھی اسے ایسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں نے وہ کیمرہ کسی غلط کام کے لیے نہیں لگایا تھا۔" سعد سنبھلتا ہوا بولا۔ ایچ پھر سے اس کی جانب بڑھا اور ایک زور دار مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔ سعد کئی قدم پیچھے ہٹا۔ خون اس کے منہ سے فوارے کی صورت نکلا تھا۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم نے کوئی بھی گھٹیا حرکت کی یا زخرف کو نقصان پہنچایا تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔" ایچ کی آواز بے حد سرد تھی۔

سعد سیدھا ہوا اور اپنی شرٹ کی آستین سے اپنا منہ صاف کیا۔ اس کی پیٹھ اس وقت ایچ کی جانب تھی۔ پھر وہ جھٹکے سے مڑا اور اسی کی طرح زور دار مکا اس کے منہ پر مارا۔ اب کے ایچ لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹا۔ اس نے اپنا ہاتھ ہونٹ پر رکھ کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا تو وہ خون سے لال تھا۔ سعد اس کے قریب آیا اور اسے کالر سے پکڑا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے کہا نا۔۔۔ میں نے وہ کیمرہ کسی غلط کام کے لیے نہیں لگایا تھا۔" ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا۔

"میں تم جیسے گھٹیا انسان پر کیسے یقین کر لوں؟" ایچ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تھا۔ اس کی اپنی آنکھیں اس وقت آگ بگولہ تھیں۔ سعد نے اس کی کالر سے پکڑے اسے زور سے پیچھے کو دھکا دیا۔ وہ میز پر جا گرا۔ میز سے بہت سی چیزیں نیچے گر گئیں۔

"نہیں یقین کرنا تو بھاڑ میں جاو۔ میں اپنے اعمال کے لیے ایک زمین میں چھپ کے رہنے والے چوہے کو جوابدہ نہیں ہوں۔" سعد اپنے منہ سے خون کو تھوکتے ہوئے بولا۔

اس کی بات سے ایچ کا چہرہ اور آنکھیں مزید لال ہوئی تھیں۔ وہ کسی قہر کی طرح سعد کے قریب آیا اور اسے کالر سے پکڑے گھسیٹ کر میز تک لایا اور اس کے اوپر پٹخا۔ خود وہ اس کے اوپر جھکا۔

"میرے بارے میں بکواس کرنے سے پہلے یاد رکھنا گھٹیا انسان کہ میں تمہیں لمحوں میں برباد کر سکتا ہوں۔ اگر میں نے زخرف کو تمہارے بارے میں بتا دیا تو تم اپنی اس شکل کو کہیں بھی دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔" اس نے سعد کو گردن سے پکڑ رکھا تھا۔

"اگر تم نے ایسا کیا تو انجام تم جانتے ہو کیا ہو گا۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔ اور اگر تم نے اس کو سچ بتانے کی کوشش کی تو تم اپنے ہاتھوں سے سب کچھ برباد کو دو گے۔ تم اپنی، زخرف کی اور میری، تینوں کی زندگی برباد کر دو گے۔" سعد اس گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی گرفت سخت تھی۔

"اور اگر تم نے دوبارہ ایسی کوئی حرکت کی یا زخرف کو کوئی بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں سچ میں اپنی اور اس کی زندگی برباد ہونے کی پرواہ نہیں کروں گا۔" اس نے سعد کو چھوڑا اور سیدھا ہوا۔

سعد بھی کھانستا ہوا اٹھا اور ایچ کو دیکھا۔

"تم جانتے ہو میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میں اس دنیا میں کسی کو بھی تکلیف دے سکتا ہوں لیکن اسے؟ سعد مر سکتا ہے لیکن زخرف کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" اس نے اپنی شرٹ درست کی اور اور میز سے رومال پکڑ کر اس سے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ اس دنیا میں تمہارے جیسا انسان پیدا ہوا۔ جو اپنی گھٹیا حرکتوں کو محبت کا نام دیتا ہے۔" ایچ کمرے کی ایک طرف آیا جہاں ایک چھوٹا سا نلکا لگا تھا۔ اس نے وہ کھولا اور اس کے پانی سے اپنا چہرہ دھونے لگا۔

سعد پیچھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرے احساسات کے بارے میں ایسی بکواس کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔ میں اس سے سچی محبت کرتا ہوں۔"

ایچ چہرہ دھوتے ہوئے اس پر طنزیہ ہنسا۔

"اور وہ تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالتی۔" کہہ کر وہ سیدھا ہوا اور گیلے ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرے۔

پیچھے کھڑے سعد کے چہرے کے تاثرات اس کی بات پر بدلے تھے۔ اس کے الفاظ سے اسے تکلیف پہنچی تھی۔ پھر اس نے سر جھٹک کر اپنے تاثرات سخت کیے۔

"مجھے وہ گھاس ڈالے یا نا ڈالے لیکن تم، تم اس سے دور رہو سمجھے؟" اب کے دانت پیس کر بولا تھا۔ ایچ اس کی طرف دیکھ کر پہلی دفعہ مسکرایا۔ وہ سعد کے قریب آیا۔

"کیوں تمہیں اس کے میرے قریب آنے سے جلن ہوتی ہے؟" محظوظ ہوتے بولا۔

"تم مجھے جانتے نہیں ہو ہیکر۔۔۔" وہ ایک قدم ایچ کی جانب بڑھا۔

"میں تمہیں بڑے اچھے سے جانتا ہوں۔" ایچ دو قدم اس کے قریب آیا۔ "تم انتہائی گھٹیا انسان ہو جو ایک لڑکی کی زندگی میں اس کے دوست کی حیثیت سے گھس کر اسے دھوکا دے رہے ہو۔ اور تو اور تم اپنی ان گھٹیا حرکتوں کو محبت کا نام دیتے ہو۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بول رہا تھا۔

"میرے بارے میں تمہیں جو رائے قائم رکھنی ہے شوق سے رکھو۔ لیکن میری بات کان میں ڈال لو۔ زخرف سے فاصلے پہ رہا کرو۔ مجھے اس کے قریب آنے والے لوگ زہر لگتے ہیں۔"

"نہیں رہوں گا۔ جو کرنا ہے کرلو۔" ایچ اس کو زچ کرتے ہوئے بولا۔ وہ اپنی کرسی کی جانب بڑھا لیکن پھر رک کر اس کی جانب مڑا۔ چہرے پر ایک دم محظوظ سی مسکراہٹ آگئی تھی۔

"ویسے جانتے ہو میں نے اسے بہت دفعہ کہا ہے کہ مجھ سے دور رہا کرے لیکن وہ نہیں رہتی۔ ہر جگہ خود میرے پیچھے آجاتی ہے۔ اب تم بتاو کے تمہارے پیچھے بھی آئی ہے کبھی؟ ارے ہاں،۔" اس نے افسوس

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سے اپنے سر پر چپت لگائی۔ "تم تو اس کے آس پاس بھی ہو تو وہ تمہیں زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔" اس نے ایک ہاتھ آگے بڑھا کر سعد کا کندھا جھاڑا۔ "اتنی بے عزتی، اتنا اگنور ہو کر بھی تمہیں شرم نہیں محسوس ہوتی؟" سعد نے اس کا ہاتھ زور سے اپنے کندھے سے جھٹکا۔ ایچ سر جھٹکتا اپنے کرسی کی جانب بڑھ گیا۔

سعد کمرے کے دروازے تک آیا اور پھر پیچھے مڑا۔

"اگر میں نے تم سے کہا ہے نا کہ مجھے اس کے قریب آنے والے لوگ نہیں پسند تو اس بات کو اپنے ذہن میں رکھنا چھپکلیوں سے ڈرنے والے ہیکر۔"

"دوبارہ زخرف کے ساتھ ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہیں پوری دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔ تم بھی یہ بات یاد رکھنا گھٹیا انسان۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو سرد نظروں سے کچھ لمحے دیکھتے رہے۔ پھر سعد سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ ایچ نے اپنا فون پکڑ کر ایک دو بٹن دبائے تو باہر سلیٹ کے سرکنے کی آواز آئی۔ اس نے سعد کو گالیاں بکتے نیچے گری چیزیں اٹھا کر میز پر رکھیں اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر پیچھے ٹکا لیا۔ اس کی نظریں اس کمرے کی چھت پر تھیں۔ اب بارش کی آواز قدرے کم ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں کچھ پرانے مناظر ابھرنے لگے تھے۔

(ایچ نے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال رکھے تھے۔ اس کے سر پر پی کیپ تھی اور چہرے پر ماسک۔ وہ خاموشی سے سڑک کے کنارے چلتا جا رہا تھا۔ پھر وہ ایک عمارت کے سامنے آ کر رکا۔ وہ ایک ٹیبل ٹینس کلب تھا۔ اس نے رک کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے سامنے تین لڑکے کلب سے نکلے۔ کلب کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا ڈھابہ بنا تھا۔ وہ لڑکے اس ڈھابے کے باہر کرسیوں پر بیٹھ کر چائے پینے لگے۔ وہ کچھ دیر ان کو دیکھتا رہا پھر چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔ وہ ان کے قریب سے تیزی سے گزرا لیکن گزرتے ہوئے اس کی

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک لڑکے کی کرسی سے بری طرح ٹکر ہوئی۔ وہ گرنے لگا جب اس کرسی پر بیٹھے لڑکے نے فوراً اس کے بازو سے پکڑ کر اسے سہارا دیا۔ ایچ اس کی جیب کے مقام پر دباو ڈال کر سیدھا ہوا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ ایچ کے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

"شکریہ۔" ایچ نے مسکرا کر اس کی جیب کے قریب ہاتھ سے تھپکی دی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ واپس اپنی جیب میں ڈال لیا۔ وہ لڑکا سر ہلا کر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ایچ واپس مڑا اور کلب کی جانب آیا۔ اس نے جیب سے ہاتھ نکالا تو اس میں ایک ممبر شپ کارڈ تھا۔ وہ اندر بڑھ گیا۔

اندر بہت سے ان ڈور رومز تھے۔ وہ سب میں دیکھتا آگے بڑھتا گیا۔ وہ دونوں کہیں نہیں تھے۔ آخر میں ایک اوپن ائیر ہال تھا۔ ایچ کو وہ دونوں دور سے ہی دکھ گئے۔ وہ نیچے ہال میں جاتی سیڑھیوں کے قریب ایک دیوار کی اوٹ میں چھپ کر ان کو دیکھنے لگا۔

زخرف ٹینس ٹیبل کے اوپر بیٹھی تھی۔ اس نے گہری لال لپ سٹک لگا رکھی تھی۔ وہ دور آسمان کو دیکھتی کچھ کہہ رہی تھی۔ اور وہ لڑکا اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ زخرف کی جانب منہ موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

ایچ نے اپنا فون آن کیا اور ایک نمبر ملایا۔ فون کو کان سے لگا کر وہ پھر سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ جلد ہی دوسری جانب سے ایک ہیلو گونجا۔

"ہاں ظہیر۔ تم نے مجھے زخرف کے کیفے میں کام کرنے والے ایک لڑکے کا بتایا تھا۔ میں تمہیں ایک تصویر بھیجتا ہوں، دیکھ کر بتاو کیا یہ وہی ہے؟" کہہ کر اس نے کال کاٹی اور کیمرہ آن کر کے ان کی ایک تصویر بنائی اور اسے بھیج دی۔ کچھ دیر بعد ظہیر کی کال آنے لگی۔

"ہاں یہی ہے وہ لڑکا جو ہمارے کیفے میں کام کرتا تھا اور زخرف کا اچھا خاصا دوست تھا۔"

"کیا اس کے علاوہ زخرف کی کسی سے دوستی نہیں تھی؟"

"وہ میرے علاوہ ہر کسی سے اچھے سے بات کرتی تھی لیکن ہاں زیادہ وقت اسی لڑکے کے ساتھ رہتی تھی۔"

"اور کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا؟"

"ایم جی۔"

"ایم جی؟ اصل نام کیا ہے اس کا؟"

"اس نے ایک دفعہ بتایا تھا لیکن یاد نہیں ہے مجھے۔ سب اسے ایم جی ہی بلاتے تھے۔"

"اور کیا یہ لڑکا ایم جی اور زخرف بہت اچھے دوست تھے؟"

"تمہیں ایک سچ بات بتاؤں؟" سرگوشی میں بولا۔

"کہو۔"

"کوئی خاص دوست نہیں تھے وہ۔ زخرف صرف اس معصوم لڑکے پر ہر وقت رعب جھاڑتی تھی، کسی باس کی طرح بیہیو کرتی تھی اس کے سامنے اور اپنے سارے کام بھی نکلوا لیتی تھی۔ وہ چھپکلی کسی کی دوست بن ہی نہیں سکتی۔ پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتی تھی۔"

"یہ چھپکلی کس کو کہا ہے تم نے؟" ایچ فون کو گھورتے بولا۔

"زخرف کو اور کس کو۔ ویسے تم اس کے بارے میں یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا تمہارے ساتھ بھی اس چھپکلی نے۔۔۔۔"

"زیادہ بکواس نہیں کرو سمجھے۔ اپنی زبان سنبھالو۔"

"میں نے کچھ بھی غلط نہیں کہا، وہ واقعی چھپکلی ہی ہے۔" وہ تقریباً منمناتا بولا۔

"لگتا ہے تمہیں باقی کی رقم نہیں چاہیے۔"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" وہ فورا سنبھل کر بولا۔ "اب دیکھا جائے تو اتنی بری شکل نہیں ہے اس کی کے اسے چھپکلی کہا جائے۔ ویسے تم سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟ تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟ اور تم یہ ساری انویسٹیگیشن کیوں کر رہے ہو؟"

ایچ اس کے سوال پر کچھ لمحے خاموش رہا۔ وہ زخرف کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ٹیبل کے اوپر بیٹھی، اپنے گال پر انگلی رکھ کر کچھ سوچتی دنیا کی معصوم ترین لڑکی لگ رہی تھی۔۔ اس نے سر جھٹکا۔

"تم اپنے کام سے کام رکھو۔ پہلے ہی کہا تھا میں نے تمہیں کہ فضول سوال نہیں کرو گے تم۔" کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔

زخرف میز سے اتر گئی تھی اور اب وہ اسی طرف آ رہی تھی۔ ایچ مزید دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہ منہ میں کچھ گنگناتی سیڑھیاں چڑھی اور اس کے پاس سے گزر گئی۔

"چھپکلی؟ واقعی؟" وہ اسے دیکھ کر منہ میں بڑبڑایا اور ہنسا۔ پھر اس نے ایک دم اپنے بازوں پر ہاتھ پھیرا۔ چھپکلی کے نام سے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ وہ واپس ہال کی جانب مڑا۔

اب وہ لڑکا بھی دھیرے دھیرے چلتا سیڑھیوں کی جانب آ رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سعد آغا خود کو دوسروں کے سامنے نہیں لاتا۔ بہت سالوں پہلے اس کی انٹرنیٹ پر موجود ساری تصویریں اور ہر قسم کی ڈیٹیلز ہٹا دی گئی تھیں۔ اس کا تو ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔" ایچ گہری نظروں سے اس لڑکے کو دیکھ کر بڑبڑایا۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ یہ تم ہو سعد آغا۔"

وہ سیڑھیاں چڑھ چکا تھا۔ وہ اس کے بے حد قریب تھا۔ پھر وہ اس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔ ایچ خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

وہ باہر نکلا تو وہ لڑکا کلب کی بائیں جانب چلنے لگا۔ ایچ نے اپنی جیب سے ممبر شپ کارڈ نکالا اور وہاں کھڑے گارڈ کے نذدیک خاموشی سے پھینک دیا۔ خود وہ اس لڑکے کے پیچھے چلتا رہا۔

کلب کی عمارت ختم ہوتے ہی ساتھ ایک تنگ سی گلی تھی۔ وہ لڑکا اس گلی میں مڑ گیا۔ ایچ کے قدم رکے۔ وہ گلی میں مڑا تھا یعنی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس نے چہرے کا ماسک درست کیا اور اپنی جیکٹ میں رکھی گن کو چھو کر تسلی کی اور اس گلی کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اس گلی میں داخل ہوا تو وہ گلی آگے سے بند تھی۔ اور وہ لڑکا دوسری جانب منہ کیے کھڑا تھا۔ ایچ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور دو تین قدم مزید آگے آیا۔

"کون ہو تم؟" اس لڑکے کی بھاری آواز گونجی۔

"یہی سوال تو مجھے تم سے کرنا ہے۔ کون ہو تم۔۔۔ ایم جی؟" اس کا ہاتھ اس کی جیب میں موجود گن پر تھا۔

وہ لڑکا دھیرے سے اس کی جانب مڑا۔ اس کا چہرہ ننگا تھا۔ ایچ اس کا چہرہ بلکل صاف دیکھ سکتا تھا۔ وہ ماسک کے اندر مسکرایا تھا۔

"تمہارے نین نقش بلکل تمہارے باپ جیسے ہیں۔ جیسے کسی فرشتے کا چہرہ ہو۔" وہ دھیرے سے بڑبڑایا تھا۔

"میں کون ہوں؟" وہ دھیرے سے قدم اٹھاتا ایچ کی جانب بڑھنے لگا۔

ایک گاڑی تیزی سے آ کر ایچ کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ فوراً پیچھے کو مڑا۔ ایک آدمی گاڑی سے نکلا تھا۔ ایچ فوراً اس جانب کو دوڑا۔ اس تنگ گلی کے دہانے پر آ کر اس نے دونوں جانب کی دیوار کو ہاتھ ڈالا، اور دیوار کا سہارا لیے وہ ہوا میں بلند ہو گیا۔ اس نے اپنا شوز زور سے اس آدمی کے چہرے پر مارا اور بغیر کچھ

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دیکھے گاڑی کے اوپر کودا۔ گاڑی سے چھلانگ لگا کر وہ اترا اور سڑک کی جانب دوڑا۔ جلد ہی وہ لوگوں کی بھیڑ میں غائب ہو گیا۔

یہ کچھ گھنٹے بعد کا منظر تھا۔ اس نے اپنی بائیک کو اس ویرانے میں روکا اور اتر کر اس کو لاک کیا۔ اپنا ہیلمٹ اتار کر ہاتھ میں پکڑے وہ ان درختوں کی جانب بڑھنے لگا جن کے بیچ اس کا سیکرٹ ہول تھا۔ اس نے زخرف کو فلحال کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ سعد آغا کی نظر میں ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اس کے پیچھے ضرور آئے گا۔ اس نے ایک دم اس کے سامنے آکر غلطی کر دی تھی۔ وہ تیز تیز چلتا آگے بڑھ رہا تھا لیکن پھر اس کی رفتار کم ہوئی۔ اس کے کان ایک دم چوکنے ہوئے۔

کوئی تھا جو وہاں موجود تھا۔ کوئی تھا جو اس کے پیچھے آرہا تھا۔ اس کے قدم رک گئے۔ اسے اپنے پیچھے کسی کی سانس چلتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دھیرے سے پیچھے کو مڑا اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے پیچھے آنے والے شخص کو دیکھتا، کوئی نہایت بھاری شے اس کے سر میں لگی۔ اس کی آنکھوں کے آگے ایک دم اندھیرا آگیا۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن پھر سے اس کے سر پر اس بھاری شے سے وار ہوا۔ ہیلمٹ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ اس کا دماغ ایک دم سن ہو گیا۔ اور پھر ہر شے ساکت ہو گئی۔ وہ کسی روئی کے گالے کی طرح زمین پر گرتا چلا گیا۔۔۔۔

وہ اپنی بھاری پلکوں کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا سر لوہے کی طرح بھاری تھا۔ اسے اپنا جسم کسی شے میں جکڑا محسوس ہو رہا تھا۔ بمشکل اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنے سامنے کا منظر دیکھا۔ وہ وہیں تھا۔ اس کے سامنے بہت سے آدمی ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ سامنے کچھ گاڑیاں بھی کھڑی تھیں۔ اس نے سر جھکا کر خود کو دیکھا۔ وہ ایک درخت کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس کے پورے جسم کو درخت کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ ایک آدمی اس کے قریب آیا اور ایک بوتل سے پانی اس کے منہ پر پھینکا۔ ایچ نے اپنے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

چہرے سے پانی جھٹکا۔ اس کا دماغ پوری طرح ہوش میں آگیا تھا۔ اور پھر وہ اسے اپنے سامنے سے آتا دکھا۔ سعد آغا سامنے سے چلتا آرہا تھا۔ وہ اس کے قریب آیا اور پھر اس کے پاس نیچے اپنے قدموں پر بیٹھا۔

"تو تم اس علاقے میں ایک بِل میں چھپ کر رہتے ہو؟ کسی چوہے کی طرح۔" ساتھ سمجھ کر سر ہلایا۔ ایچ قہر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ چہرے سے پانی قطروں کی صورت نیچے بہہ رہا تھا۔

"مجھے یاد ہے جب وہ مدد کے لیے تمہارے پاس آئی تھی۔ میرے آدمیوں کی نظر ہر اس شخص پر ہوتی ہے جس سے وہ ملتی ہے۔ لیکن مجھے لگا کہ تم ایک معمولی سے ہیکر ہو گے۔ اس لیے میں نے تمہیں اگنور کر دیا۔" اس نے ایچ کی شرٹ کو دبوچا اور اس کے قریب جھکا۔ "لیکن تم تو بہت شاطر نکلے۔ میں امپریس ہوا ہوں تم سے۔ کیسے تلاش کر لیا تم نے مجھے؟" وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"بلکل ویسے ہی جیسے تم اس پر نظر رکھتے ہو۔ میری بھی اس کے قریبی سب لوگوں پر نظر تھی۔ مجھے امید تھی کہ ضرور تم بھیس بدل کر اس کے قریب ہو گے۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ تم خود کو دنیا سے چھپا کر رکھتے ہو۔" سعد اس کے قریب سے اٹھا اور ہنسنے لگا۔ وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنستا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے کھڑے لوگ خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

سعد نے ہنسی روک کر چہرہ اس کی جانب کیا۔

"تم سچ میں بہت شاطر ہو۔ اور جانتے ہو تمہارے جیسے شاطر لوگوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ ان کی زندگی بہت چھوٹی ہوتی ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے اپنی ویسٹ سے گن نکالی اور اس کی جانب تانی۔ "کوئی آخری خواہش ہے تو بتا دو تمہاری بوڑھی ماں تک پہنچا دوں گا میں۔" ایچ نے تھوک نگلا۔ تو وہ پوری تیاری سے آیا تھا۔ لیکن ایچ بھی تیار تھا۔

"میری آخری خواہش چھوڑو اور اپنے بارے میں سوچو۔" سعد کی ٹریگر پر موجود انگلی نرم پڑی۔ "میں جانتا تھا تم میرے پیچھے آؤ گے۔ اور تم نے بلکل ٹھیک کہا کہ میں بہت شاطر ہوں۔ میں پہلے سے ہی جانتا تھا کہ تم

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہی سب کرو گے۔ تم پہلی فرصت میں ہی یہاں آو گے اور مجھے مارنے کی کوشش کرو گے۔ اس لیے میں پہلے ہی سارا بندوبست کر چکا ہوں۔" وہ گہری نظروں سے سعد کو دیکھ رہا تھا۔

"اچھا کیا بندوبست کر چکے ہو تم؟" سعد محظوظ ہوتے بولا۔ ایچ بھی بدلے میں محظوظ ہوا تھا۔

"زخرف تک تمہارا سچ پہنچانے کا بندوبست۔" سعد کی مسکراہٹ ایک جھٹکے سے غائب ہو گئی۔ "میں سچ میں بہت شاطر ہوں سعد آغا۔ یہاں تم مجھ پر گولی چلاو گے اور وہاں میرے خفیہ ذرائعے زخرف تک تمہاری حقیقت پہنچا دیں گے۔ تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو علم نہیں ہو گا کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ شاباش چلاو گولی۔ وہ تمہارے گولی چلانے کا ہی انتظار کر رہے ہیں۔" وہ مسکرا کر سعد کو دیکھ رہا تھا۔

"جھوٹ بول رہے ہو تم۔" سعد غصے سے بولا۔

"گولی چلا کر دیکھ لو کہ جھوٹ ہے یا سچ۔"

سعد کئی لمحے دانت پیس کر اسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ اپنے آدمیوں کی جانب مڑا اور گن ایک آدمی کی طرف پھینکی۔ خود وہ ایچ کے قریب آیا اور اس کے بال اپنے ہاتھ میں جکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کو کیا۔

"تم زخرف کو کچھ نہیں بتاو گے۔ اگر اسے میری حقیقت معلوم ہو گئی تو میں ہر چیز برباد دوں گا۔"

"ٹھیک ہے پھر مجھے جانے دو۔"

"ایسے کیسے جانے دوں ہاں۔ تم جیسے شخص پر بھروسہ کروں میں؟"

"پھر مار دو۔ اور اس کے بعد ہونے والا تماشہ انجوائے کرو۔" ایچ نے اپنا چہرہ نارمل رکھتے ہوئے کندھے اچکائے۔

سعد نے جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے اور سیدھا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جانتے ہو میں نے اپنے باپ سے ایک بہت کام کی چیز سیکھی ہے اور وہ یہ کہ اپنے دشمن کے پاس جانے سے پہلے آپ کو اس کے بارے میں سب کچھ رٹا ہونا چاہیے۔ اس کی کیا طاقتیں ہیں اور کیا کمزوریاں، سب کچھ۔" اس نے پیچھے کھڑے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور واپس ایچ کی جانب مڑا۔ ایچ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ آدمی ایک ڈبے سمیت ایچ کے قریب آیا۔ اس نے اس لکڑی کے ڈبے کا ڈھکن کھولا اور اس میں جو بھی تھا وہ ایچ پر الٹ دیا۔

ایچ کی چیخوں سے اس علاقے کے سارے پرندے خوفزدہ ہو کر درختوں سے اڑ گئے۔

اس کے جسم پر چھپکلیاں تھیں۔ ڈھیروں چھپکلیاں جو تقریباً آدھی بے ہوش لگتی تھیں۔ وہ دھیرے دھیرے سے اس کے جسم پر ہل رہی تھیں۔ اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں الٹی ہو گئی تھیں۔ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ سعد اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ ایچ کی آنکھیں آسمان کی طرف تھیں۔ اس کی بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور نیچے بہہ گیا۔

سعد نے آدمی کو اشارہ کیا تو وہ جھک کر ان چھپکلیوں کو اس کے جسم سے اٹھا کر واپس اس باکس میں ڈالنے لگا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اب کا منظر کچھ گھنٹے بعد کا تھا۔ سعد اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ باہر اس ویران علاقے میں اندھیرا چھا چکا تھا۔ ایک آدمی نے گاڑی کی کھڑکی پر دستک دی تو سعد نے شیشہ نیچے کیا۔

"وہ لڑکا کافی حد تک اپنے ہوش و حواس میں آ چکا ہے۔" سعد نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ گاڑی سے نکلا اور اس درخت کے قریب آیا جہاں ایچ ابھی تک بندھا ہوا تھا۔ اس کے قریب پڑا فون کب سے بج رہا تھا لیکن وہ اس کی پہنچ سے دور تھا۔ سعد زمین پر بیٹھا اور اس کا فون اٹھایا۔ اس کی ماں کا فون تھا۔ سعد نے فون آف کر کے پرے ڈال دیا۔

"کھولو اس کو۔" اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کی اور کھڑا ہو گیا۔

آدمی ایچ کو کھول کر پیچھے ہٹ گئے۔ ایچ درخت کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے کہا کہ اگر میں تمہیں مار ڈالوں گا تو میری حقیقت زخرف تک پہنچ جائے گی۔ اسے میرے بارے میں علم ہو جائے گا؟"

"بلکل۔" ایچ نے سنبھلتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کی آنکھیں اب خشک تھیں اور چہرہ بے حد زرد۔

"اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر زخرف کو میری حقیقت معلوم ہو گئی تو کیا ہو گا۔" وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ایچ کے قریب آیا۔ "جانتے ہو میں اس کی زندگی میں بھیس بدل کر کیوں آیا تھا؟ میرے باپ کے دشمن کی بیٹی ہے وہ، لیکن میں اسے کوئی نقصان کیوں نہیں پہنچاتا؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا۔ ایچ بلکل خاموشی سے سن رہا تھا۔ اس نے کمر پیچھے درخت کے ساتھ ٹکا رکھی تھی۔

"بہت سال پہلے میرے باپ نے اس کو مارنے کا حکم دیا تھا۔ اور اس وقت میں نے اس کو بچایا تھا۔ ہاں میں نے، سعد آغا نے زخرف کو واصف آغا کے بندوں سے بچایا تھا۔ اور اس دن کے بعد میں نے اس کی حفاظت کی، جانتے ہو کیوں؟" ایچ نے کوئی جواب نا دیا۔

"کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ میں سعد آغا، واصف آغا کا بیٹا، اس واصف آغا کا بیٹا جو یوسف مرجان سے شدید نفرت کرتا تھا۔ میں یوسف مرجان کی بیٹی سے محبت کرتا ہوں۔"

"یہ محبت نہیں تمہارا گھٹیا پن ہے۔ تم اس کے دوست بن کر اسے دھوکا دے رہے ہو۔" سعد اس کے قریب آیا اور اس کی کالر سے اسے پکڑا۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو ہیکر۔ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ بلکہ محبت شاید چھوٹا لفظ ہے۔ میں اس کے پیچھے پاگل ہوں۔ اور اگر کبھی غلطی سے بھی اسے علم ہو گیا کہ اس کا دوست ہی اصل میں سعد آغا ہے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟"

"وہ تم سے نفرت کرنے لگے گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں، اور میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے میرے پاس پھر صرف ایک ہی راستہ بچے گا۔ اور تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ راستہ کیا ہے۔"

اس ویرانے میں ایک بھیانک سی خاموشی تھی۔ ان دونوں کی آوازوں کے علاوہ وہاں کوئی اور آواز نا تھی۔

"میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ لیکن تم اسے میری حقیقت نہیں بتاوگے۔ اور اگر تم نے غلطی سے بھی اسے بتا دیا۔" اس نے اپنا چہرہ ایچ کے کان کے قریب مزید جھکایا۔ "تو سب سے پہلے میں تمہاری جان لوں گا، پھر زخرف کی اور سب سے آخر میں اپنی۔"

الفاظ تھے کہ کیا، ایچ کی ریڑھ کی ہڈی میں کرنٹ کی لہر سی دوڑی تھی۔ سعد نے اپنا چہرہ اس کے سامنے کیا۔ اس کی آنکھیں دہک رہی تھیں۔

"میں نے اپنی زندگی اس عورت کے لیے برباد کر دی ہے۔ اگر اسے میری حقیقت معلوم ہو گئی تو پھر میری زندگی میں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ سب ختم ہو جائے گا۔ اور بہتر ہو گا اگر میں اپنے ہاتھوں سے سب ختم کر دوں۔ اگر وہ مجھے نہیں ملے گی تو وہ زندہ بھی نہیں رہے گی۔ اسے مارتے ہوئے مجھے تکلیف ہو گی لیکن اس سے زیادہ تکلیف مجھے یہ جان کر ہو گی کہ وہ مجھ سے میرے وجود سے نفرت کرتی ہے۔ میں اس نفرت کے لمحے کے آنے سے پہلے ہی اس کی سانسیں بند کر دوں گا۔ اور اس سب کے ذمے دار تم ہو گے۔ اگر زخرف کی موت میرے ہاتھوں ہوئی تو اس کے ذمے دار صرف اور صرف تم ہو گے۔ اب فیصلہ تمہارا ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ میں اسے مار دوں تو جاو جا کر اسے حقیقت بتا دو۔" اس نے ایچ کی کالر چھوڑی اور پیچھے ہٹ گیا۔ ایچ اسے بے یقین نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم اس کے ساتھ ایسا نہیں کرو گے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں اس کے پیچھے پاگل ہوں ہیکر۔ اور میں اس پاگل پن میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ یقین نہیں آتا تو آزما لو۔ راستہ صاف ہے تمہارا۔ جاو اور جا کر اسے بتا دو۔"

ایچ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر وہ اسی درخت کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا اور سر اپنے گھٹنوں پر ٹکا دیا۔

"تم اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ بہت معصوم ہے سعد آغا۔ وہ بہت پیاری ہے، تم اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" ایک آنسوں ایچ کی بائیں آنکھ سے نکل کر گال پر پھسل گیا۔

"جانتا ہوں۔" سعد چلتا ہوا ایک دوسرے درخت تک آیا اور اس کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا۔ "جانتا ہوں۔ مجھے بہت عزیز ہے وہ۔"

"اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ تم اس کی زندگی سے چلے کیوں نہیں جاتے؟ اس نے بچپن سے تمہارے باپ کی وجہ سے بہت تکلیفیں کاٹی ہیں۔ مزید تکلیف کیوں پہنچا رہے ہو اسے؟ خاموشی سے اس کی زندگی سے چلے جاو۔ میں اسے کچھ نہیں بتاوں گا۔"

"میں اسے تکلیف نہیں پہنچا رہا بیوقوف ہیکر۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اور اگر تم اسے حقیقت بتا دو گے تو پھر اسے جو تکلیف پہنچے گی اس کے ذمے دار تم ہو گے۔"

"میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میں تمہیں ایک معصوم لڑکی کی جان نہیں لینے دوں گا۔"

"تو ٹھیک ہے، پھر اسے حقیقت بتانے کی غلطی نا کرنا۔"

ایچ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم اسے دھوکا دے رہے ہو۔ میں اسے حقیقت بتاوں یا نہیں، ایک نا ایک دن اسے معلوم ہو ہی جائے گا۔"

"تم اس ایک دن کی فکر مت کرو۔ تم بس اپنے کام سے کام رکھو اور ہمارے بیچ آنے کی کوشش مت کرو۔" سعد کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ایچ بھی کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے، پھر ایک معاہدہ کرتے ہیں۔" اس کی بات پر سعد نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔

"میں اسے حقیقت نہیں بتاوں گا۔ میں تمہارے راستے میں بھی نہیں آوں گا۔ لیکن میری نظر تم پر ہی ہو گی۔ تم اس کی زندگی میں صرف ایک دوست کی حیثیت سے رہو گے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور اگر تم نے کبھی بھی اس کے ساتھ کچھ غلط کرنے کی کوشش کی یا اسے نقصان پہنچایا تو اس دن یہ معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر اس دن میں یہ پرواہ نہیں کروں گا کہ کس کس کا خون بہتا ہے۔"

"میں ہمیشہ سے اس کے قریب صرف ایک دوست کی حیثیت سے رہا ہوں۔ اس سے آگے کبھی نہیں بڑھا۔ لیکن مجھے پورا یقین ہے ایک دن اسے بھی مجھ سے محبت ہو جائے گی۔ اور جس دن ایسا ہوا، تم اس دن بھی ہمارے بیچ نہیں آوگے۔"

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ اسے تم سے کبھی محبت نہیں ہو گی۔"

"تم اس دن ہمارے بیچ نہیں آوگے۔ اگر وہ میرے ساتھ خوش ہوئی تو تم اپنی زبان کبھی نہیں کھولو گے۔"

"تم ایک عرصے سے اس کے ساتھ ہو۔ اگر اسے تم سے محبت ہونی ہوتی تو اب تک ہو چکی ہوتی۔ تم صرف ایک لاحاصل چیز کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔" سعد خاموش رہا۔ کچھ لمحے یونہی خاموشی سے بیت گئے۔ پھر وہ ایچ کی جانب آیا اور اپنا ہاتھ مصافحے کی صورت اس کی جانب بڑھایا۔

"تو پھر آج کے بعد ہم دونوں اس معاہدے پر قائم رہیں گے۔ تم اسے حقیقت نہیں بتاوگے اور میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاوں گا۔"

"مجھے معاہدہ منظور ہے۔ اور اپنا ہاتھ پیچھے کر لو ورنہ توڑ دوں گا میں۔" ایچ اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے بولا۔ سعد نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ وہ اپنی گاڑیوں کی جانب بڑھ گیا۔

ایچ یونہی درخت کے ساتھ لگا ان گاڑیوں کو وہاں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گھٹیا انسان۔" وہ منہ میں بڑبڑاتا اپنے فون تک آیا اور اسے زمین سے اٹھایا۔ فون آن کیا تو اس کی امی کی ڈھیروں مسڈ کالز تھیں۔ اس نے فوراً فون ان کو ملایا۔

فون اٹھاتے ہی وہ رونے لگیں۔

"امی رونا تو بند کریں۔"

"تم فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟ تم ٹھیک تو ہو نا؟ تمہیں پتہ ہے میں کتنا ڈر گئی تھی۔ وقت دیکھا ہے تم نے؟" وہ روتے ہوئے بولتی جا رہی تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔ ٹریفک میں پھنسا تھا اور فون کی بیٹری ڈیڈ تھی، ایک شاپ پر آکر چارج کیا ہے۔"

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ میں مسلسل دعائیں مانگ رہی تھی۔ بس جلدی سے گھر آجاو میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔")

باہر بارش مکمل تھم چکی تھی۔ اس کے سامنے کمپیوٹر پر نیوز چینل چل رہا تھا۔ وہاں زخرف کو نیویارک کے ائیرپورٹ سے نکلتا دکھایا جا رہا تھا۔ پیٹر رچرڈسن نامی شخص اس کے استقبال کے لیے پھول لیے کھڑا تھا۔ زخرف مسکرا کر اس سے پھول پکڑ رہی تھی۔ اس کو دیکھتے ہوئے ایچ اداسی سے مسکرایا۔

"میں نہیں جانتا کہ جب تمہیں سعد آغا کی حقیقت معلوم ہو گی تو تم کیا کرو گی۔ لیکن مجھے اس دن سے خوف آتا ہے جب تمہیں یہ معلوم ہو گا کہ میں یہ سب جانتا تھا۔ میں تمہیں اس بات کا یقین کیسے دلاوں گا زخرف کہ میں تمہاری حفاظت کر رہا تھا؟" اس کی آواز میں بے حد اداسی گھلی تھی۔

....

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

نیویارک کی سرزمین پر عمارتیں بڑی تھیں اور لوگوں کے دل چھوٹے۔ ہر کوئی اپنی ہی دنیا میں مگن تیز تیز چلتا تھا۔ عمارتیں مجسمہ بنے اپنے اردگرد چلتے لوگوں کو انہماک سے دیکھتی تھیں۔ ایسے ہی ایک خوبصورت سفید رنگ کی عمارت اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ اس عمارت کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے سفید رنگ کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔ ہوا سے اس کے بھورے بال اڑ رہے تھے اور اس کا سفید کوٹ بھی۔ اس کے دونوں ہاتھ ڈریس پینٹ کی جیبوں میں تھے۔ پرس اس نے بغل میں دبا رکھا تھا۔ وہ اپنے سامنے اس خوبصورت گیلری کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے کندھوں پر سکول بیگ تھا۔ سب بچے سکول سے گھروں کو لوٹ گئے تھے۔ سب اپنی ماں کی آغوش میں جا کر آرام کر رہے تھے۔ لیکن وہ یہاں کھڑی تھی۔ اسے اپنے کندھوں سے ان کتابوں کے بوجھ کو اتار کر اب ایک دوسرا بوجھ اٹھانا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے سامنے گیلری کے دروازے کھلے اور اسے پیٹر رچرڈسن باہر آتا دکھا۔ اس کے ساتھ اور بھی چند لوگ تھے۔ وہ سب مسکرا کر زخرف کو دیکھتے اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے ہوٹل سے ایک بھاری جسامت والا مرد نکلتا دکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ماچس کی تیلی تھی جسے وہ اپنے دانت میں پھیر رہا تھا۔ زخرف کو دیکھ کر اس کے چہرے کا زاویہ بگڑا۔ وہ ماچس کی تیلی کو پھینک کر اس کی جانب بڑھا۔۔۔۔

پیٹر رچرڈسن اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ زخرف کے چہرے پر بھی مسکراہٹ امنڈ آئی۔۔۔۔۔۔

اس آدمی کو دیکھتے زخرف نے تھوک نگلا۔ اس کے چہرے پر خوف ابھرا تھا۔

"آج پھر دیر سے آئی ہے توں۔ ہاں؟ زور کا تماشہ بنالیا ہے توں نے۔"

"وہ میرے سکول کی چھٹی کا وقت تبدیل ہو گیا ہے۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی۔

"مجھے تیرے سکول سے کوئی غرض نہیں ہے سمجھی۔ دو گھنٹے سے برتن ایسے ہی پڑے ہیں۔ تیرا باپ دھوئے گا آکر۔"

زخرف خاموش رہی۔

"اگر تیری یہی حرکتیں چلنی ہیں ناتو میں تجھے نوکری سے نکال دوں گا۔" وہ اسے آنکھیں دکھاتا بولا۔

"ایسا نہیں کرو۔ مجھے نوکری سے مت نکالو۔ میں شام کو ایک گھنٹہ مزید لگالوں گی۔" وہ اس سے التجہ کرتے ہوئے بولی۔ آدمی کے تاثرات نرم پڑے۔

"چل اندر جاکر کام شروع کر۔"--------

وہ لوگ اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ پیٹر رچرڈسن مسکرا کر ان سب سے زخرف کا تعارف کروا رہا تھا۔ وہ سب اس سے بے حد عزت سے مل رہے تھے--------

وہ ہوٹل کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ارد گرد دکانوں پر موجود لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ خاموشی اور افسوس سے------

وہ ان لوگوں کے ساتھ گیلری کی جانب بڑھ گئی۔ وہ سب ہنس کر باتیں کرتے جا رہے تھے۔ وہاں کچھ پاکستانی رپوٹرز موجود تھے جو اپنے کیمروں کا رُخ زخرف کی جانب کیے ان کے ساتھ دوڑ رہے تھے------

وہ ایک بڑے سے پتیلے کے اندر جو پانی سے بھرا تھا، برتنوں کو صاف کر رہی تھی۔ قریب ہی کرسیاں لگی تھیں جہاں ایک دو آدمی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ ایک آدمی نے گوشت کی ہڈی زخرف کی جانب پھینکی۔ ہڈی اس کے پیٹ سے ٹکرا کر گر گئی۔ اس نے سر اٹھا کر ان آدمیوں کو دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ وہ خاموشی سے برتن دھوتی گئی---------

وہ اس وقت گیلری میں کھڑی تھی۔ گیلری کا ایک پورا سیکشن اس کی پینٹنگز کو ڈیڈیکیٹ کیا گیا تھا۔ وہ مسکرا کر سب کے سامنے کھڑی بول رہی تھی۔ سب انہماک سے اسے سن رہے تھے اور آنکھ بھر کر اس کے آرٹ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ دوسرا ہوٹل تھا۔ وہ پلیٹ میں چائے کے کپ لیے ایک میز تک آئی اور اس پر بیٹھے آدمیوں کے سامنے رکھنے لگی۔ ایک آدمی جو کہ اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا تھا اس نے ہاتھ آگے بڑھایا اور اسے چھوا۔ زخرف نے ہاتھ روک کر اس کی جانب دیکھا۔ اس کے چہرے پر خبیث مسکراہٹ تھی۔ زخرف کا صبر جواب دینے لگا تھا۔ اس نے چائے کا گرم کپ پکڑ کر اس آدمی کے اوپر انڈیل دیا۔ وہ ایک دم کراہا۔
کچھ لمحے بعد وہ ہوٹل کے کچن میں تھی۔

"تیری ہمت بھی کیسے ہوئی کہ توں نے اس آدمی پر چائے انڈیل دی۔ ہاں؟ کیا چاہتی ہے میرا ہوٹل بند ہو جائے؟" اس نے ایک تھپڑ زخرف کے منہ پر مارا۔

"اس نے مجھے ہاتھ لگایا تھا۔" وہ چیختے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا ہاتھ لگا دیا تو۔ تو کیا کوئی مہارانی ہے؟ کسی بادشاہ کی بیٹی ہے جو کوئی تجھے ہاتھ نہیں لگا سکتا؟"۔۔۔۔۔۔

ایک آدمی زخرف کی جانب بڑھا اور مصافحے کے لیے ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔ پیٹر رچرڈسن جو زخرف کے ساتھ کھڑا تھا اس نے نرمی سے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا اور پیچھے ہٹا دیا۔ زخرف نے پیٹر رچرڈسن کی جانب دیکھا اور مسکرائی۔

پیٹر رچرڈسن اس کے قریب ہوا اور چہرہ اس کے کان کے قریب کیا۔

"زخرف تم اس عورت کو دیکھ رہی ہو، وہ جو وائٹ ٹاپ میں ہے؟"

"ہاں کیا ہوا؟" وہ دور ایک پینٹنگ کے پاس کھڑی بوڑھی عورت کو دیکھ کر بولی۔

"وہ عورت کوئی معمولی عورت نہیں ہے۔وہ ایک میلینر ہے اور نیو جرسی میں رہتی ہے۔ آرٹ کے علاوہ اس کو دنیا کی کسی شے میں دلچسپی نہیں ہے۔اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ تم اس عورت کا پورٹریٹ بناو۔وہ تمہیں اس کے لیے ایک کثیر رقم دے گی۔"زخرف نے حیران ہو کر پیٹر رچرڈسن کو دیکھا۔

"مسٹر پیٹر میں لوگوں کے پورٹریٹ نہیں بناتی۔آپ اس خاتون سے معذرت کر لیجیے گا۔"

پیٹر رچرڈسن نے کوئی جواب نا دیا۔وہ دونوں کچھ لمحے خاموش رہے پھر زخرف نے اس عورت کو دوبارہ دیکھا۔

"کیا آپ نے یہی کہا کہ یہ عورت نیو جرسی میں رہتی ہے؟"وہ اس عورت کو دیکھ رہی تھی لیکن دماغ کسی گہری سوچ میں تھا۔

"ہاں بلکل۔"

"نیو جرسی۔"وہ دھیما سا بڑبڑائی۔پیٹر رچرڈسن نے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"کیا سب ٹھیک ہے؟"

زخرف نے اثبات میں سر ہلایا۔گلے میں ایک گلٹی سی ابھر کر ڈوبی تھی۔

"مجھے بس یہ ایگزیبیشن کے بعد فوراواپس جانا تھا۔لیکن مجھے لگتا ہے قدرت میرے لیے بہانے ڈھونڈ رہی ہے۔یہ عورت صرف ایک بہانہ ہے۔"

"کیا مطلب؟"وہ الجھ کر زخرف کو دیکھ رہا تھا۔

"اس عورت کو کہہ دیں کہ میں اس کا پورٹریٹ بنا دوں گی۔"

پیٹر رچرڈسن فوراسے اس کے فیصلہ بدلنے پر حیران تھا لیکن اس نے مزید کچھ نا پوچھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

وہ لاونج میں صوفے پر ٹانگیں اوپر کیے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس کی امی کے ہاتھ میں کپڑے کی پوٹلی تھی جس میں گرم ریت تھی۔ وہ وقفے وقفے سے وہ پوٹلی اس کے چہرے پر آئے ہلکے پھلکے زخموں پر رکھ رہی تھیں۔

"کس سے جھگڑ کر آئے ہو؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"تھا ایک گدھا۔" وہ نوالہ منہ میں ڈالتا بولا۔ انہوں نے افسوس سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"مت کیا کرو جھگڑے۔ مجھے خوف آتا ہے۔ تمہارے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے۔ اگر تمہیں کبھی کچھ ہو گیا تو میں کس کے پاس جاوں گی؟"

ایچ نے کھانے سے ہاتھ روک کر ان کو دیکھا۔ وہ پوٹلی رکھ کر اب دوپٹے سے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کر رہی تھیں۔

"امی۔ مجھے کیوں کچھ ہو گا؟ میرے کونسے دشمن ہیں جو مجھے نقصان پہنچائیں گے؟ ایک معمولی سی لڑائی تھی۔ آپ تو ایسے ہی پریشان ہو جاتی ہیں۔" انہوں نے اپنا دوپٹہ چھوڑا اور ریموٹ پکڑ لیا۔

"تمہاری معمولی لڑائیوں سے بھی دل ڈرتا ہے میرا۔" انہوں نے ٹی وی چلایا اور نیوز چینل لگا لیا۔ وہاں امریکہ کی وہ گیلری دکھائی جا رہی تھی جہاں زخرف موجود تھی۔ زخرف لوگوں کے ہجوم میں کھڑی مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھی۔ آج کل میڈیا پر بس وہی ہوتی تھی۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ سب کو چیخ چیخ کر بتاوں کہ یوسف مرجان کی بیٹی زخرف میرے بیٹے کے ساتھ کام کرتی تھی۔" وہ مسکراتے ہوئے ٹی وی کی سکرین کو دیکھ کر بولیں۔ ایچ نے سر جھٹکا اور وہ بھی کھانا کھاتے ہوئے ٹی وی دیکھنے لگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

انہوں نے چہرہ اس کی جانب موڑا اور ریموٹ زور سے اس کے گھٹنے پر مارا۔ ایچ نے حیران ہو کر ان کو دیکھا۔

"تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا کہ وہ یوسف مرجان کی بیٹی ہے۔ میں اس کی خوب خدمت کرتی، اس کو خوب کھانے کھلاتی۔" پھر سے ریموٹ زور سے اس کے گھٹنے پر مارا۔ "لیکن تم نے نہیں بتایا۔ میں نے ایک دفعہ بھی اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ کیا سوچتی ہو گی وہ؟" ان کے چہرے پر اس وقت بے حد غصہ تھا۔ ایچ نے اپنے گھٹنے کو مسلا۔

"اچھا کیا جو آپ نے کچھ نہیں کھلایا۔ وہ اس قابل بھی نہیں ہے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

انہوں نے اب ریموٹ اس کے کندھے پر مارا۔

"خبردار جو تم نے اس کے بارے میں ایسے بات کی۔ اور میں دیکھ چکی ہوں تم اس سے بدتمیزی سے بات کرتے ہو۔ تمہیں تو چاہیے کہ اس لڑکی کے سامنے تمہاری آنکھیں بھی اوپر نا اٹھیں۔"

"خدا کا خوف کریں امی۔" وہ اپنا کندھا سہلاتا ہوا بولا۔

"بس وہ جیسے ہی امریکہ سے واپس آئے گی تم اس کو اور یوسف مرجان کو دعوت پر بلاؤ گے۔ میں ان کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گی۔"

"اور وہ لوگ آپ کے بلانے پر دعوت پر کیوں آنے لگے۔ ملک کی وزیر اعظم لگی ہیں آپ؟" وہ ان کو چڑانے والے انداز میں بولا۔

"زیادہ بولو مت۔ میں آج سے ہی ان کی دعوت کی تیاریاں شروع کرتی ہوں۔ مجھے امید ہے یوسف مرجان کو میں ضرور یاد ہوں گی۔"

"امی۔" ایچ کے تاثرات سخت ہوئے۔ "یوسف مرجان بہت بڑے آدمی ہیں۔ انہیں دن میں ہماری طرح کے پچاس لوگ ملتے ہیں۔"

"ہاں تو ٹھیک ہے نا۔ ہم یاد کروادیں گے تو ان کو یاد آجائے گا۔" وہ بضد تھیں۔

"امی۔" ایچ نے آگے ہو کر ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔ "وہ یہاں نہیں آئیں گے۔ زخرف میرے ساتھ کام کرتی تھی لیکن وہ پہلے کی بات ہے۔ اب وہ کسی اور دنیا میں چلی گئی ہے۔ اس کی دنیا میں اور ہماری دنیا میں بہت فرق ہے۔ آپ یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ وہ دوبارہ یہاں آئے گی۔"

"لیکن وہ دو دفعہ یہاں آئی تو تھی حمزہ۔ تمہارے معمولی سے بخار پر وہ تمہاری عیادت کے لیے آگئی تھی۔ تو پھر اب کیوں نہیں آئے گی؟ تم اسے کہنا کہ میری امی نے تمہیں بلایا ہے۔ تم دیکھنا وہ آجائے گی۔"

"امی۔ میری عیادت کے لیے نہیں آئی تھی وہ۔ اپنے ایک کام سے آئی تھی۔ اور بہتر ہے کہ اب آپ اسے بھول جائیں۔" اتنا کہہ کر وہ اٹھا اور اپنے برتن لے کر کچن میں آگیا۔

اس نے سنک میں برتن رکھے اور وہیں کھڑا ہو کر انہیں دھونے لگا۔

"وہ بہت اچھی ہے حمزہ۔ تم اسے ایک دفعہ کہنا تو سہی۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو میں دوبارہ اصرار نہیں کروں گی۔" وہ اس کے پیچھے آئیں اور کچن کے دروازے میں کھڑی ہو گئیں۔

"بچوں کی طرح ضد مت کریں۔ میں نے کہا نا میں اسے نہیں کہوں گا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

یہ ستم گل کا ڈھابہ نما کیفے تھا۔ اندر گاہکوں کی گہما گہمی تھی۔ البتہ ایک طرف کونے والا میز خالی پڑا تھا۔ وہاں انار گل کرسی پر بیٹھا اداسی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ننھے ذہن میں زخرف کے ساتھ ہر ملاقات، اس کی کہی گئی سب باتیں چل رہی تھیں۔ اس نے نظریں جھکا کر اپنے چھوٹے ہاتھوں کو دیکھا۔ وہ ہاتھ کام کے باعث بے حد سخت تھے۔

'انار گل جب میں تمہارے جتنی تھی تو میں بھی تمہاری طرح بہت کام کرتی تھی۔ مجھے یہ سخت قسم کی محنت والے کام برے نہیں لگتے۔ یہ انسان کو جسمانی طور پر مضبوط بناتے ہیں اور عاجز بھی۔ لیکن اس سب کے باوجود میں نے تعلیم حاصل کی تھی۔ تم بھی صرف اتنا پڑھ لکھ لو کہ لوگ تمہیں گنوار نا کہیں۔ یاد رکھنا لوگ ہمیشہ اس شخص کی عزت کرتے ہیں جو پڑھا لکھا ہو، اچھے سے بات کرنا جانتا ہو۔' وہ اس کے سامنے بیٹھی تھی اور یہ سب کہہ رہی تھی۔ یہ بات اس نے انار گل کو بہت عرصہ پہلے کہی تھی لیکن اسے یونہی لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی اس کے سامنے بیٹھ کر یہ سب کہہ رہی ہو۔ اسے اس کے خیالوں سے ایک گاہک کی آواز نے نکالا۔

"اوئے چھوٹے، ایک اور چائے لا دو۔" انار گل نے مڑ کر اس جانب دیکھا اور سر ہلا کر اٹھ گیا۔

"چھوٹے یہ چائے گر گئی ہے۔ زرا صاف کر دینا۔" ایک مزید آدمی بولا۔

وہ دوڑ کر ایک چائے لایا اور جس گاہک نے مانگی تھی اس کے سامنے رکھی۔ پھر وہ دوڑ کر صفائی کا کپڑا لایا اور چائے صاف کی۔ اتنی دیر میں اس شخص نے اپنا پراٹھا ختم کر لیا۔ انار گل اس کے برتن اٹھانے لگا۔

برتن اٹھاتے اس کا ہلکا سا ہاتھ پانی کے جگ کو لگا جو میز پر پڑا تھا۔ تھوڑا سا پانی جھلک کر اس شخص کے کلف والے کپڑوں پر گر گر گیا۔

"کیا چھوٹے۔" وہ ایک دم اسے جھڑکتا بولا۔ "دیکھ کر کام کرو۔ سارے کپڑے خراب کر دیے۔" اس نے سر جھٹکتے اپنے والٹ سے پیسے نکالے اور میز پر پھینکے۔ اپنے کپڑوں کو جھاڑتے وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

اسی دوران ایک تھری پیس میں ملبوس شخص اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی اسی شخص سے ٹکر ہوئی۔

"معذرت جناب۔" کلف والے سوٹ میں ملبوس شخص فورا بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

انار گل اسی جانب دیکھ رہا تھا۔ قصور اندر آنے والے شخص کا تھا۔ لیکن پہلے والے نے ناصرف معذرت کی بلکہ پیچھے ہو کر آنے والے کے لیے راستہ بھی چھوڑا۔

انار گل تیزی سے برتن سمیٹ کر کچن میں آیا جہاں ستم گل ایک بڑے سے توے پر پراٹھے لگا رہا تھا۔

اس نے برتن رکھے اور وہیں کھڑا ہو گیا۔

"تم کھڑا کیوں ہو گیا۔ گاہک کو دیکھو جا کر۔" ستم گل کے سامنے توے پر سات آٹھ پراٹھے تھے۔ وہ ایک ڈبے سے گھی ان پر انڈیل رہا تھا۔

"ام نہیں جائے گا۔" انار گل اپنے پیروں کو دیکھتے بولا۔

"کیا؟" ستم گل نے مصروف سی نظر اس پر ڈالی۔ شاید اس نے کچھ غلط سن لیا تھا۔

"ام نے کہا کہ ام نہیں جائے گا۔" وہ یونہی نیچے دیکھتے بولا۔ اب کے ستم گل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"کیوں نہیں جائے گا؟"

"تم جانتے ہو ستم گل کہ ام نے سکول کیوں چھوڑا تھا؟"

"تم کو پڑھائی نہیں پسند تھا نا اسی لیے۔" ستم گل پراٹھوں کو گھی کے سمندر میں ہلاتے بولا۔

"ہاں، ام کو پڑھائی نہیں اچھا لگتا تھا لیکن صرف یہی ایک وجہ نہیں تھا ستم گل۔"

ستم گل نے پراٹھے توے سے اتارے اور مکمل اس کی جانب مڑا۔

"ام کو سب بچے تنگ کرتے تھے۔ وہ امارا بولنے کے انداز پر ہنستے تھے۔ ام پڑھائی میں نالائق ضرور تھا لیکن دماغ سے خالی نہیں تھا۔" اپنے پیروں پر نظر جمائے اس کی آنکھ سے ایک موٹا آنسو بہہ گیا۔

"انار گلے۔ کیا بات ہے؟" ستم گل ایک ہاتھ سے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔

"ام پھر سے سکول جانا چاہتا ہے۔ تم جانتا ہے زخرف خورے نے ام کو بتایا تھا کہ سکول میں سب بچہ ان کو پریشان کرتا تھا لیکن وہ تو بہت بہادر تھا ستم گل۔ وہ سب کا سامنا کرتا تھا۔ وہ سب کو جواب دیتا تھا تو اب ام

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

بھی یہی کرے گا۔ انار گل ساری زندگی ایسے نہیں گزارے گا۔ انار گل بھی زخرف خورے کی طرح ایک بڑا آدمی بنے گا۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔

ستم گل نے اپنے کندھے پر رکھے رومال سے اس کی آنکھیں صاف کیں۔

"ام نے پہلے تم کو کبھی کسی چیز سے روکا ہے کیا؟ تم پڑھنا چاہتا ہے تو ام ضرور تم کو پھر سے سکول میں داخل کروا دے گا۔ تم رو نہیں، تمہارا آنسو امارہ دل پر گرتا ہے۔"

انار گل نے ہاتھ سے زور سے اپنے گال رگڑے تو وہ مزید لال ہو گئے۔

....

یہ نیو جرسی کا پینسٹیشن تھا جہاں وہ کھڑی تھی۔ وہ آج ہی نیو جرسی آئی تھی۔ اس عورت کے گھر میں اپنا سامان رکھ کر وہ اس پینسٹیشن پر آ گئی تھی۔ اس وقت وہ ایک ٹرین کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ ٹرین جو اس پر بیٹھنے والوں کو ایک سمندری علاقے کی طرف لے جاتی تھی۔ نیلی جینز پر شاکنگ پنک کلر کی بٹن ڈاؤن شرٹ میں ملبوس اس نے پیچھے کندھوں پر بیک پیک پہن رکھا تھا۔ زخرف نے قدم آگے بڑھائے اور ٹرین میں سوار ہو گئی۔

تقریباً ڈھائی گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایسبری پارک کے پینسٹیشن پر اتر گئی۔ ایسبری پارک کے سٹیشن میں ہی ہوا نیو جرسی کے مقابلے میں مختلف تھی۔ یوں جیسے ہوا میں نمک شامل ہو۔

اس نے سٹیشن سے ایک ٹیکسی بُک کروائی اور ٹیکسی نے اسے سیدھا سمندری علاقے میں آ کر اتارا۔

زخرف ٹیکسی سے اتری تو ٹیکسی چلی گئی۔

اس وقت اس کے سامنے پورا سمندر پھیلا تھا۔ ہر طرف سفید پانی تھا۔ ایسبری پارک کا علاقہ چھٹیوں میں ٹورسٹس سے اٹا ہوتا تھا لیکن یہ چھٹیوں کے دن نہیں تھے لہٰذا وہ علاقہ اس وقت لوگوں سے کافی حد تک

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

پاک تھا۔ زخرِف نے اپنے پیروں سے جوتے اتارے اور پانی کی طرف چل پڑی۔ سامنے موجود سورج یوں لگتا تھا جیسے آدھا سمندر میں ڈوبا ہو۔ سمندر کی لہریں اس کی جانب آتی تھیں اور پھر لوٹ جاتی تھیں۔ یوں جیسے اس کو دیکھ کر وہ زیادہ گردش میں آگئی ہوں۔

کبھی اس ریت پر ایما چلا کرتی تھی۔ کبھی وہ اس ریت پر اپنے گھوڑے کو بھگایا کرتی تھی۔ یہ ریت، یہ سمندر کا پانی شاید کسی زمانے میں ایما کے عادی تھے۔ اور آج یوں لگتا تھا جیسے وہ اس بھورے بالوں والی لڑکی کو پہنچاننے کی کوشش کر رہے ہوں۔ کیا وہ اس سے واقف تھے؟ اس علاقے کی فضا میں ایک اپنائیت سی تھی۔

زخرف رکی اور اس نے اپنے جوتے نیچے رکھ دیے۔ اس کی جیب میں موجود فون بج رہا تھا۔ اس نے فون نکال کر سامنے کیا۔ علی مراد کی کال تھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ فون پر بھی اپنے سیشنز جاری رکھیں گے۔

زخرف فون کی سکرین کو دیکھتے ہوئے پیچھے کی جانب مڑی۔ دور ایک لمبی قطار میں گھر بنے تھے۔ ان میں ایک نیلی مخروطی چھت والا گھر تھا۔ وہ گھر جہاں ایما نے اپنی زندگی گزاری تھی۔ وہ اس گھر کو دیکھتے ہوئے نیچے ریت پر بیٹھ گئی۔ اس نے کال اٹھا کر فون اپنے سامنے رکھ لیا اور اپنے ماضی کا ایک تکلیف دہ قصہ سنانے لگی۔

(وہ اس وقت سکول میں تھی۔ کلاس میں کوئی ٹیچر نہیں تھی لہذا اس نے ہیڈ ڈاون کر رکھا تھا۔ کلاس کے بچے باتیں کر رہے تھے، کھیل رہے تھے۔ زخرف کا وہاں کوئی دوست نہیں تھا۔

ایک ٹیچر کلاس میں آئی اور اس نے زور سے دروازہ بجایا تو سب بچے خاموش ہو گئے۔ زخرف نے بھی سر اوپر اٹھا لیا۔

"زخرف انعام اللہ۔" ٹیچر نے اس کا نام پکارا تو سب بچے اسے دیکھنے لگے۔ وہ اپنی سیٹ سے کھڑی ہو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کل پیرینٹس ٹیچرز میٹنگ میں تمہارے پیرینٹس کیوں نہیں آئے؟"زخرف نے جواب نہیں دیا۔

"مس اس کے پیرینٹس نہیں ہیں۔"ایک بچہ بولا تو باقی سب ہنس پڑے۔ٹیچر نے ڈانٹ کر سب کو خاموش کروایا اور چلتی ہوئی اس تک آئی۔

"ثانیہ کی میٹنگ کے ٹائم تمہاری امی آئی تھیں تو کل کیوں نہیں آئیں؟"

"کیونکہ میں نے گھر پر نہیں بتایا تھا۔"وہ ٹیچر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"واٹ؟کیوں نہیں بتایا تھا؟"

سب بچے کانوں میں کھسر پھسر کرنے لگے۔

"میری مرضی۔"وہ سرد لہجے میں بولی۔اس کی بات پر اس کی ٹیچر نے اسے اچھا خاصا ڈانٹا اور کلاس سے نکال دیا۔وہ کلاس سے باہر آئی اور خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

اندر کلاس ختم ہوئی تو ٹیچر نکل کر چلی گئی۔اب سب بچے کلاس کے دروازے تک آکر اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے،ساتھ ہنس رہے تھے۔زخرف قہر آلود نظروں سے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔ایک لڑکی جو کلاس کی سی آر تھی وہ دروازے کے قریب آئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم سب کو پتہ ہے میری بہن ثانیہ آپی کی کلاس میں پڑھتی ہے۔ثانیہ آپی نے میری بہن کو بتایا کہ زخرف ہماری بہن نہیں ہے بلکہ وہ ہماری نوکرانی ہے۔"سب بچے ایک دم قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔

وہاں دروازے کے قریب ایک اینٹ پڑی تھی۔زخرف نے آگے بڑھ کر وہ اینٹ اٹھائی اور سیدھا اس لڑکی کے سر میں مار دی۔سب بچے ایک دم چیخنے لگے۔اس لڑکی کے سر سے خون کسی فوارے کی صورت نکلتا جا رہا تھا۔

اب کا منظر مختلف تھا۔وہ آفس میں پرنسپل کے سامنے بیٹھی تھی۔پرنسپل افسوس سے اسے دیکھ رہی تھی۔سکول کا سارا اسٹاف بھی وہیں اکٹھا ہوا تھا۔دروازہ کھلا اور فرزانہ آفس میں داخل ہوئی۔

"آئیں فرزانہ اور دیکھیں آپ کی بیٹی نے کیا کیا ہے آج۔" پرنسپل اس کو دیکھ کر بولی۔ فرزانہ نے ایک نظر زخرف کو دیکھا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ پرنسپل کی جانب مڑی۔

"کیا ہوا ہے میڈم جی؟"

"اپنی کلاس کی بچی کا سر پھاڑ دیا ہے اس نے۔ اس وقت ہسپتال میں ہے وہ بچی۔ وہ تو شکر ہے جلدی ہسپتال لے گئے اس کو۔ جانتی بھی ہیں کتنی مشکلوں سے اس بچی کے گھر والوں کو آپ لوگوں پر پرچہ کروانے سے روکا ہے میں نے۔"

فرزانہ نے حیرت سے زخرف کی جانب دیکھا۔ وہ دو قدم اس کے قریب آئی اور اس کا چہرہ پکڑ کر اوپر کیا۔

"کیا کہہ رہی ہے یہ میڈم؟" سرد نظروں سے اسے دیکھا۔

زخرف نے فرزانہ کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس کی اپنی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔

"میں نے جان کے نہیں کیا۔ اس نے مجھے پریشان کیا تھا۔" اور فرزانہ نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ زخرف کرسی سے نیچے گر گئی۔ فرزانہ نے اپنا جوتا اتارا اور بغیر کچھ دیکھے اسے مارتی گئی۔ سٹاف آگے بڑھ کر اسے روک رہا تھا لیکن وہ مارے جا رہی تھی۔۔۔۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

فرزانہ نے زخرف کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور تیزی سے چلتی جا رہی تھی۔ زخرف کے چہرے، بازو ہر جگہ جوتیوں کے نشان تھے۔ راستے میں وہ ایک دکان پر رکی اور کچھ سامان لینے لگی۔ زخرف خاموشی سے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ دکاندار نے فرزانہ کو سامان دیتے پیچھے اس کی جانب دیکھا۔

"بچی کو کیا ہوا ہے باجی؟" وہ اس کے چہرے کے نشانات کو دیکھ کر بولا تھا۔

"سکول کی استانی نے مارا ہے۔"

"چچ چچ، آج کل کے استادوں کو بھی اللہ یاد نہیں ہے۔" اس نے ایک ڈبے سے چاکلیٹ نکالی اور زخرف کی جانب بڑھائی۔

"لے لو بیٹا۔" پیار سے بولا۔ زخرف نے سر اٹھا کر دیکھا لیکن نا ہی وہ آگے بڑھی اور نا ہی چاکلیٹ پکڑی۔

فرزانہ سامان لے کر فارغ ہوئی تو اس نے پھر سے زخرف کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے چلنے لگی۔ فرزانہ کے ہاتھ میں موجود اس کا ہاتھ بے حد تکلیف میں تھا۔ اسے اس پتھر جیسے لمس سے نفرت تھی۔)

زخرف نے ہاتھ بڑھا کر فون آف کر دیا۔ وہ اپنا جوتا ہاتھ میں پکڑے کھڑی ہوئی اور ان گھروں کی جانب دیکھا۔ سمندر سے آتی ہوا اس کے جسم کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس ہوا کا لمس اس کے جسم پر بے حد نرم تھا۔ اس نے قدم اس نیلی مخروطی چھت والے گھر کی طرف بڑھا دیے۔

ایک قدم۔۔ دو قدم۔۔ تین قدم۔۔

کبھی اس ریت پر بیٹھ کر ایما سکیچز بنایا کرتی تھی۔ زخرف کی زندگی تو یہ تھی۔ اسے تو اپنی ماں کے ساتھ اس جگہ ان سمندر کی لہروں کو اپنے کینوس میں قید کرنا تھا، پھر اسے وہ زندگی کیوں ملی؟

چار قدم۔۔ پانچ قدم۔۔ چھ قدم۔۔

آج وہ اس گرم ریت پر چل رہی تھی۔ پھر وہ گرم ریت اس کے پیروں میں بھلی کیوں محسوس ہو رہی تھی؟ اور وہ گرم سڑکوں پر گھنٹوں پیدل چلنا۔ ایک ہوٹل سے دوسرے ہوٹل۔ ایک فیکٹری سے دوسری فیکٹری۔ وہ سب اتنا تکلیف دہ کیوں تھا؟

سات قدم۔۔ آٹھ قدم۔۔ نو قدم۔۔

وہ اپنی جسم پر فرزانہ کی جوتیوں کی تکلیف آج بھی محسوس کر سکتی تھی۔ اسے اس ہاتھ کی جلن آج بھی یاد تھی جب انعام اللہ نے اس کا ہاتھ گرم دودھ میں ڈالا تھا۔ اسے تو یہاں شہزادیوں کی طرح زندگی گزارنی تھی۔ پھر زندگی اسے اُن خوفناک گلیوں میں کیوں لے گئی؟

دس قدم۔۔ گیارہ قدم۔۔ بارہ قدم۔۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے تو ایما کا نرم ہاتھ پکڑ کر چلنا سیکھنا تھا۔ پھر اسے فرزانہ کے ہاتھوں کا سخت لمس کیوں ملا؟ وہ جب گرتی تھی تو سہارا دینے والا کوئی کیوں نہیں ہوتا تھا؟

تیرہ قدم۔۔چودہ قدم۔۔پندرہ قدم۔۔

وہ اس گھر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس گھر کے قریب ایک عجیب سا سکون تھا۔ ایسا سکون کہ جب آپ تھک ہار کر گھر لوٹو اور ماں کو دیکھ کر ملتا ہے۔ جب آپ ہر چیز سے تھک کر ماں کی گود میں سر رکھ دیں تو جسم میں ایک لطف سا اترتا ہے جو آہستہ سے آپ کے جسم کی تکلیف کو کم کرتا جاتا ہے۔ ایسا ہی سکون تھا اس گھر کی فضا میں جو اس کے جسم میں اتر رہا تھا۔ کیا ماں کے قریب ہو کر اتنا سکون ملتا ہے؟ وہ خاموشی سے اس گھر کو دیکھے گئی۔

اسی لمحے اس گھر کا دروازہ کھلا اور ایک عورت ایک بچے کے ساتھ باہر آئی۔ وہ بچہ زخرف کے قریب آ کر رکا۔

"کیا چاہیے تمہیں؟ ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں؟" وہ سر اٹھائے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔ اس بچے کے بالوں کا رنگ زخرف کے بالوں جیسا تھا۔

"لوری کون ہے؟" وہ عورت اپنے پرس میں کچھ کھنگالتی ان کے قریب آ کر رکی۔ زخرف کا چہرہ دیکھ کر وہ ٹھہر گئی۔ اس کے ہاتھ جہاں تھے وہیں جم گئے۔

"آپ ٹیرا ہیں نا؟" زخرف اس عورت کا چہرہ دیکھ کر بولی۔ وہ ٹیرا تھی، ایما کی بہن۔

وہ عورت آگے آئی اور زخرف کے چہرے کو چھوا۔

"زوک؟(zuk)" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "ہماری ایما کی زوک؟" دو آنسوؤں کی لڑیاں اس کے چہرے پر بہہ گئیں۔ اس نے اپنے کانپتے ہاتھ زخرف کے چہرے سے ہٹائے۔

"ممی، ممی دیکھیں کون آیا ہے۔" وہ چلاتے ہوئے اندر بھاگ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو وہ تم ہو؟" وہ بچہ بغور زخرف کو دیکھتے بولا۔ زخرف نے چہرہ جھکا کر اسے دیکھا۔ "ہم نے تمہاری نیوز سنی تھی۔ ممی اور جیک تم سے رابطہ کرنے کی بھی کوشش کر رہے تھے۔"

"تم ٹیرا کے بیٹے ہو؟"

"ہاں۔ لوری۔" اس نے اپنا ہاتھ زخرف کی جانب بڑھایا۔ زخرف نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم جانتی ہو تم ایک miracle کی طرح آئی ہو۔ ممی اور گرینی ہمیں ہمیشہ تمہارے بچپن کی کہانیاں سناتی تھیں۔ مجھے نہیں لگتا تھا کہ تم زندہ ہو گی۔" کہہ کر وہ ایک دم رکا اور زخرف کی جانب جھکا۔ "کیا میں بہت زیادہ بولتا ہوں؟"

"نہیں۔" زخرف نے ہنس کر سر جھٹکا۔

"چلو اندر چلتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے ممی اور گرینی اب تک بے ہوش ہو چکی ہوں گی۔" وہ زخرف کو لے کر اندر چلا گیا۔

زخرف کی نانی ایک بے حد بوڑھی عورت تھیں۔ وہ ٹانگوں سے معذور ہو چکی تھیں اور آنکھوں سے نابینا۔ وہ سب اس وقت ٹی وی لاونج میں بیٹھے تھے۔ زخرف اپنی نانی کے قریب بیٹھی تھی۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے، کبھی ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا چہرہ چھو لیتیں۔

"یہ بلکل ایما جیسی ہے ممی۔" ٹیرا جو ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی مسلسل اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔ ٹیرا کے ساتھ ایمیلی بیٹھی تھی۔ ٹیرا کی بیٹی۔ وہ زخرف سے چند سال چھوٹی لگتی تھی۔

لوری ان سب سے الگ ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ منہ بنا کر سب کو آنسو بہاتے دیکھ رہا تھا۔ اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہی وہ زخرف کی جانب جھکا۔

"کیا تمہیں بیس بال کھیلنا آتا ہے؟"

اس کی بہن ایمیلی نے زور سے ایک ٹانگ اسے ماری۔

"خاموش رہو۔"

"تو پھر مجھے بتا دو کہ تم لوگوں کا میلوڈرامہ کب تک چلے گا۔ میں بور ہو گیا ہوں۔" ایمیلی نے اسے گھورا تو وہ خاموش ہو گیا۔

زخرف نے سر اٹھا کر صوفے کے پیچھے دیوار کو دیکھا۔ اس پر ایک بڑی سی فیملی فوٹو لگی تھی۔ بیچ میں اس کی نانی تھیں۔ ایک طرف ٹیرا اور ایک طرف ایما۔ نانی کے قدموں میں جیک تھا، ایما کا بھائی۔ جیک نے زخرف کو اپنی گود میں بٹھا رکھا تھا۔

"اصول تو یہ ہے کہ اس فیملی فوٹو میں میری اور ایمیلی کی بھی تصویر ہو لیکن ممی اور گرینی اس کو تبدیل نہیں کرتیں۔ کیونکہ اس میں تم ہو۔" لوری پھر سے بولا۔ ایمیلی نے اسے آنکھیں دکھائیں لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔

"شکر ہے تم میرے مرنے سے پہلے آگئی۔" گرینی نے زخرف کا چہرہ چھوا۔ زخرف نے سر آگے بڑھا کر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ "اب میں بہت سکون سے مروں گی۔" وہ اس کے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

وہ ٹیرا کے ساتھ اس گھر کی لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر آگے ایک سفید رنگ کا دروازہ تھا۔

"یہ ایما کا کمرہ ہے۔ ممی نے آج تک یہ کمرہ کسی کو نہیں دیا۔ یہ آج بھی اسی حالت میں ہے۔" ٹیرا نے آگے ہو کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ زخرف بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئی۔

وہ کمرہ نا زیادہ بڑا تھا اور نا زیادہ چھوٹا۔ اس میں سامان بھی بہت کم تھا۔ ایک بڑا سا پلنگ کھڑکی کے ساتھ پڑا تھا جس پر سفید رنگ کی بیڈ شیٹ بچھی تھی۔

"جانتی ہو، جب ہم چھوٹے تھے تو ایما نے ضد کر کے یہ کمرہ لیا تھا۔ اور اس کی وجہ صرف ایک تھی۔" اس نے بیڈ پر چڑھ کر کھڑکیاں کھولیں۔ باہر اندھیرا چھا چکا تھا۔ دور سمندر کی لہریں گھروں کی جانب بڑھتی دکھ رہی تھیں۔

"اس کی وجہ سمندر تھا۔" زخرف نے اس کی بات مکمل کی۔

"ہاں بلکل۔ اس کا پسندیدہ کام ہر وقت سمندر کو دیکھنا تھا۔ جب وہ شادی کر کے پاکستان گئی تھی تو وہ کہا کرتی تھی کہ میں سب سے زیادہ سمندر کو مس کرتی ہوں۔"

ٹیرا بیڈ سے اتر گئی۔ زخرف بیڈ کے کنارے پر بیٹھ چکی تھی۔

"میں تمہیں ایک چیز دکھاتی ہوں۔" وہ چلتی ہوئی الماری تک آئی اور اس میں سے کچھ تلاش کرنے لگی۔

وہ زخرف کی طرف مڑی تو اس کے ہاتھ میں ایک ایلبم تھا۔ وہ بھی زخرف کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی اور اسے اس ایلبم میں موجود تصویریں اسے دکھانے لگی۔ وہ ان کا فیملی ایلبم تھا۔ اس نے ایک تصویر نکال کر زخرف کے سامنے کی۔

اس میں وہ سب تھے۔ وہ سمندر کے کنارے بیٹھے تھے۔ سب نے سوئمنگ سوٹ پہن رکھا تھا۔ ننھی زخرف بھی سوئمنگ سوٹ میں ملبوس تھی۔

"اس وقت ایما گرمیوں کی چھٹیوں کے لیے یہاں آئی تھی۔ وہ تمہیں لے کر یہاں صرف دو دفعہ آئی تھی۔" ٹیرا کی آواز میں اداسی آ گئی تھی۔ اس نے اگلی تصویر کھولی تو وہ مسکرائی۔

"یہ دیکھو۔" اس تصویر میں جیک تھا۔ اس نے زخرف کو پیروں سے پکڑ کر الٹا کر رکھا تھا۔ ساتھ وہ ہنس رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جیک ہمیشہ تمہارے ساتھ ایسی حرکتیں کرتا تھا۔ اور ایما ہمیشہ اس سے ناراض ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اسے پھر تمہارے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی تھی۔" ٹیرا نم آنکھوں سے مسکراتی بولی۔

"یہ کہاں ہیں؟"

"اپنے کسی کام سے نیو جرسی میں ہے۔ صبح تک آجائے گا۔" ٹیرا نے کہہ کر ایلبم بند کیا اور زخرف کو دیکھا۔

"اب تم بھی آرام کرلو۔ تھک گئی ہو گی۔" زخرف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیرا نے ایلبم بیڈ کے کنارے رکھ دیا اور اٹھ کر دروازے تک آئی۔

"زوک؟" اس نے مڑ کر زخرف کو پکارا تو زخرف نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہہ دینا۔"

"میری فکر مت کرو ٹیرا۔" کہہ کر وہ رکی۔ "تمہیں میرا ٹیرا کہنا برا تو نہیں لگا؟ کچھ اور کہتے مجھے عجیب لگ رہا ہے۔" ٹیرا مسکرائی۔

"تم نے مجھے ایما کی طرح ٹیرا کہہ کر پکارا تو مجھے اچھا لگا۔ اور تم جیک کو بھی جیک ہی کہنا۔ اسے انکل لفظ بلکل نہیں پسند۔" زخرف جواب میں مسکرا دی۔

ٹیرا چلی گئی تو وہ بیڈ کے اوپر چڑھی اور کھڑکی تک آئی۔ سمندر کی لہریں ان گھروں تک بڑھتی صاف دکھ رہی تھیں۔ رات کے اندھیرے میں وہ جھاگ بناتی لہروں میں ایک چمک تھی۔ زخرف نے اپنی جیب سے فون نکالا اور یوسف کو ملایا۔ فون کان کو لگا کر وہ سمندر کو دیکھنے لگی۔

"ہیلو۔"

"بابا۔" اس کی آواز رندھی تھی۔

"زخرف، کیا ہوا ہے؟ تمہاری آواز ایسی کیوں ہے؟ وہاں سب ٹھیک ہے نا؟"

"کیا آپ جانتے ہیں میں اس وقت کہاں ہوں؟"

"تم نیویارک میں ہی ہونا؟"زخرف نے نفی میں سر ہلایا، جیسے وہ اسے دیکھ سکتے ہوں۔

"میں اس وقت اس کھڑکی میں بیٹھی ہوں جہاں ایما بیٹھا کرتی تھی۔ میں اس سمندر کو دیکھ رہی ہوں جسے ایما دیکھا کرتی تھی۔ مجھے لگتا ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے بابا جیسے یہ سمندر میرا دوست ہو۔ مجھے لگتا ہے اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔"اس نے کہتے ہوئے سر کھڑکی کے ساتھ ٹکا لیا۔

"زخرف، تم اپنی نانی کے گھر ہو؟"یوسف کی دھیمی سی آواز ابھری۔

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ مجھے اس ظالم عورت کے ساتھ اتنے سال کیوں گزارنے پڑے؟ مجھے تو یہاں ہونا تھا بابا۔ مجھے تو سمندر میں کھیلنا تھا۔ ٹیرا اور جیک کے ساتھ۔ پھر ایسا کیوں ہوا بابا؟ میری ماں کیوں اتنی جلدی چلی گئی؟ اگر وہ زندہ ہوتیں تو ایسا کبھی نا ہوتا نا؟ وہ مجھے یہاں آکر چھپا دیتیں اور کوئی بھی مجھے آپ لوگوں سے نا چھین پاتا۔"یوسف خاموش تھے۔ وہ خاموشی سے اسے سن رہے تھے اور وہ روتے ہوئے بولتی جا رہی تھی۔

"ماں کے زندہ ہوتے ہوئے کوئی اس کے بچے کو ہاتھ بھی لگانے کا نہیں سوچ سکتا نا؟ بس جب وہ چلی جاتی ہے تو سب ہاتھ اسے نوچنے آجاتے ہیں۔ ماؤں کو جلدی نہیں جانا چاہیے نا بابا؟ میری ماں کو میری حفاظت کے لیے رُک جانا چاہیے تھا۔ اتنی جلدی کیوں چلی گئیں وہ؟"وہ ہچکیوں کے بیچ ساتھ روتی جا رہی تھی۔ روتے روتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے علم نا ہوا۔ فون اس کے ہاتھ سے پھسل کر بیڈ پر گر گیا۔

اس کی آنکھ کھلی تو وہ بیڈ پر لیٹی تھی۔ اس کے جسم کے اوپر سفید لحاف تھا۔ وہ انگڑائی لیتے ہوئے اٹھی اور کھڑکی کی جانب دیکھا۔ کھڑکی بھی بند تھی۔ شاید ٹیرا پھر سے کمرے میں آئی ہو۔ وہ بیڈ سے اتری اور کمرے سے باہر آئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

نیچے سے سب کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ایک مرد کی آواز ان میں سب سے اونچی تھی۔کیا وہ جیک تھا؟

زخرف سیڑھیاں اترنے لگی۔سیڑھیاں اترتے اسے لاونج میں وہ سب بیٹھے دکھ گئے۔وہ چالیس پینتالیس سال کا خوبرو نوجوان تھا۔بال گھنگھریالے تھے اور گلے میں موٹی سی چین۔وہ ہنستا ہوا کچھ کہہ رہا تھا۔

ٹیرا نے زخرف کو سیڑھیاں اترتے دیکھا تو وہ فوراجیک کے قریب آئی اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔

"جیک گیس کرو کہ ہمارے گھر کون آیا ہے؟"

زخرف سیڑھیاں اتری اور مسکراتے ہوئے ان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"ہمارے گھر کون آسکتا ہے؟"وہ سوچنے لگا۔"کیا شکیرا میری انسٹا گرام کی تصویریں دیکھ کر متاثر ہو کر آ گئی ہے؟"

"جیک۔"ٹیرا منہ بنا کر بولی۔زخرف ہنسی تھی۔ایمیلی اور لوری ایک طرف ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔گرینی بھی ایک طرف کرسی پر بیٹھی اپنے بچوں کو سنتی مسکرارہی تھیں۔

"اچھا تو پھر؟۔۔۔۔۔پریزیڈینٹ آئے ہیں؟ان کو صاف صاف بول دو اگر وہ دیوار نہیں بنائیں گے تو ہم ان کو ووٹ نہیں دیں گے۔"

"ممی،جیک کبھی سیریئس نہیں ہو سکتا۔"ٹیرا پیر پٹخ کر بولی۔

"تم جتنی بھی کوشش کرلو،ہالی ووڈ میں کام نہیں ملے گا تمہیں۔"لوری ٹوسٹ کھاتے ہوئے بولا۔

"اگر یہ سب نہیں ہیں تو میری گرل فرینڈ ہو گی۔"

"تمہاری گرل فرینڈ بھی ہے؟یقینا نابینا ہو گی یا پھر گرینی کی عمر کی ہو گی۔"ایمیلی نے لوری کو پیر مارا تو وہ منہ بنا کر اپنا ٹوسٹ کھانے لگا۔

ٹیرا نے جیک کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا دیے۔ اب وہ اپنے سامنے کھڑی مسکراتی لڑکی کو دیکھ سکتا تھا۔

"یہ کون ہے؟" وہ اسے سر سے پیر تک دیکھ کر بولا۔

"ہماری زوک۔" ٹیرا جھک کر اس کے کان میں بولی۔ جیک نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔" وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور زخرف کے قریب آیا۔

"یہ تو کوئی ڈزنی ورلڈ کی پرنسس ہے، ہماری زوک نہیں ہے۔" اس نے زخرف کی ناک پکڑ کر کھینچی۔

زخرف مسکراتی رہی، کوئی مذاہمت نا کی۔

"تم۔۔۔ تم۔" اب کے اس کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔ "تم میری زوک ہو؟ میری زوک۔۔۔" وہ بے یقینی سے بول رہا تھا۔

"اُف۔ اب دو گھنٹے اس خراب ایکٹر کو روتے ہوئے سننا پڑے گا۔" لوری منہ بنا کر بولا۔

"ممی، ممی۔" وہ دوڑ کر گرینی تک آیا۔ "ممی، یہ زوک ہے۔ ہماری زوک۔ آپ نے دیکھا اس کو؟ دیکھیں ممی وہ بلکل ایما جیسی ہے۔ بلکہ ایما سے بھی پیاری ہے۔ دیکھیں نا ممی۔" گرینی روتے ہوئے بار بار سر ہلا رہی تھیں۔ وہ پھر سے زخرف کے پاس آیا۔ کبھی وہ اس کے چہرہ کو چھو رہا تھا تو کبھی اس کے ہاتھوں کو۔

"اصلی ہی ہے وہ۔ بس کر دو۔" ایمیلی کا پیر لوری کے پیر کی جانب بڑھا لیکن اس نے پہلے ہی پیچھے کر لیا۔

جیک نے زور سے زخرف کو گلے لگا لیا۔

"تم کہاں چلی گئی تھی؟ تم کیوں چلی گئی تھی؟ اوہ کرائسٹ، ہم نے کتنے سال تمہارے بغیر گزار دیے۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔

ٹیرا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنا فون جیب سے نکالا اور ان کی ایک تصویر بنائی۔

••••••••••••••••••••••••

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

یوسف لان میں رکھی کرسیوں سے ایک پر بیٹھے تھے۔انہوں نے فون کی سکرین سامنے کرر کھی تھی۔ وہاں زخرف اور جیک کی تصویر تھی جو ٹیرا نے ان کو واٹس ایپ کی تھی۔انہوں نے فون بند کیا اور بوا کو دیکھا۔

وہ سامنے کرسی پر پیر اوپر کیے بیٹھی تھیں۔اپنا دوپٹا منہ پر رکھ کر روئے جا رہی تھیں۔

"ہائے میرے ربا، یہ کیا ہو گیا؟ مجھے کیا معلوم تھا وہ لور لور پھرنے والی لڑکی ہماری ہی زخرف ہے۔میں نے تو ایک دفعہ بھی اسے پیار نہیں کیا۔بس اسے جھڑکتی رہتی تھی۔"

"بوا رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔" یہ یوسف کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھیں ساجدہ بولی تھیں۔"اس نے آنا تو یہی ہے نا، پھر جتنا مرضی پیار کر لیجیے گا۔"

"اے جہانگیر۔۔۔" بوا اپنا چہرہ دوپٹے سے صاف کرتے ہوئے پیچھے کھڑے جہانگیر کی جانب مڑیں۔

"تصویر دکھا مجھے دوبارہ اس کی۔" جہانگیر نے سر جھٹکا اور اپنے فون پر زخرف کی تصویر نکال کر ان کو فون پکڑا دیا۔

"چچا جان، زخرف امریکا سے واپس کب آ رہی ہے؟" یہ حسن تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ اپنی نانی کے پاس نیو جرسی میں ہے۔ایک ہفتے تک آ جائے گی شاید۔"

"ماں کا گھر دیکھ کر تو بہت تکلیف ہوئی ہو گی اس کو۔اللہ اسے صبر دے۔" ساجدہ یوسف کو دیکھ کر بولیں۔

یوسف خاموش رہے۔ایک دفعہ پھر بوا نے چیخ کر رونا شروع کر دیا۔

"کتنی پیاری بچی ہے۔آنکھیں تو پوری ماں پر ہیں۔اللہ کے فیصلے بھی اللہ ہی بہتر جانے۔نا جانے کیوں اس ننھی سی جان کو ماں باپ سے دور کر دیا۔"

"بوا اب پرانی باتوں کو یاد کرنے کا کیا فائدہ؟" یوسف نرمی سے بولے۔

"ہائے یوسف۔"وہ گال پر انگلی رکھے تصویر کو بغور دیکھتے بولیں۔ان کے آنسوؤں کو بریک لگی تھی۔سب نے دلچسپی سے بوا کو دیکھا۔

"ناتم پر تو ایک بھی نقش نہیں ہے اسکا۔ناک بھی ناجانے کس پر ہے؟"وہ سب سر جھٹک کر رہ گئے۔

بوا کافی دیر وہاں بیٹھ کر اس کے چہرے میں نقص نکالتی رہیں۔جہانگیر جس کا فون بوا کے ہاتھ میں تھا اس کا صبر جواب دینے لگا تھا۔

••••••••••••••••••••••••••

ان دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور وہ سمندر کی جانب جا رہے تھے۔جیک اور زخرف۔

"تم جانتی ہو جب ایما تمہیں گرمیوں کی چھٹیوں میں یہاں لے کر آتی تھی تو ہم خوب سوئمنگ کرتے تھے۔"

"جانتی ہوں۔"

"زوک؟"جیک کے قدم رک گئے۔زخرف بھی رک گئی اور چہرہ اس کی جانب موڑا۔"ہمیں معاف کر دو زوک۔تمہاری حفاظت کرنا ہم سب کی ذمے داری تھی۔"

"ایسے نہیں کہو جیک۔"زخرف نے نرمی سے اس کا ہاتھ دبایا۔

"میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ مرنے کے بعد ایما کو کیا جواب دوں گا کہ اس کے جانے کے بعد ہم اس کی بیٹی کی حفاظت بھی نہیں کر سکے؟"اس کے لہجے میں زمانوں کا درد تھا۔

"ماضی کو بھول جاو۔"

"کیا تم بھول سکتی ہو؟"زخرف اس کی بات پر خاموش ہو گئی۔

"اوہ زوک، تم بہت سارا پیار ڈیزرو کرتی ہو۔"اس نے نرمی سے زخرف کا گال چھوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا تم ایکٹر بننا چاہتے ہو۔" زخرف نے اسکا موڈ بہتر کرنے کے لیے ٹاپک تبدیل کیا۔

"کسی زمانے میں بننا چاہتا تھا۔ لیکن اس ملک کی انڈسٹری نے ایک ہیرا کھو دیا۔" وہ دونوں پھر سے آگے کو چل پڑے۔ زخرف نے اداسی سے اسے دیکھا۔ جیک اس کی جانب جھکا۔ "یعنی کے میں ریجیکٹ ہو گیا۔" وہ ایک دم ہنس پڑا۔

"تم دکھنے میں بہت کول ہو۔ مجھے یقین ہے اگر تم ایکٹر ہوتے تو ایک اچھے ایکٹر ہوتے۔"

"ہے نا؟" وہ ایک دم رکا اور زخرف کے سامنے آیا۔ "دیکھو مجھے۔" وہ اس کے سامنے گھوما۔ "دیکھو، اگر میں ایکٹر ہوتا تو لیونارڈو ڈی کیپریو کی ٹکر کا ہوتا۔ دیکھو غور سے۔" زخرف اس کی حرکت پر ہنستی گئی۔

"نہیں تم اس سے بھی بہتر ہوتے۔"

وہ رکا، چہرہ سنجیدہ ہوا۔ وہ زخرف کے قریب آیا اور اس کا چہرہ ایک ہاتھ میں پکڑ کر دائیں بائیں ہلایا۔

"کتنی اچھی باتیں کرتی ہو تم۔ تم واقعی اصلی ہی ہو نا؟"

زخرف نے ہنس کر اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹایا۔

"تم بہت اچھے ہو جیک۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اسے ابھی بھی یونہی دیکھ رہا تھا۔

"جانتی ہو ایما کو میری سب سے بری حرکت کیا لگتی تھی؟" سنجیدگی سے بولا۔

"کیا؟" زخرف نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یہ۔" وہ نیچے بیٹھا اور زخرف کو اس کی دونوں ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچا۔ زخرف نے ایک دم اپنا توازن کھو دیا اور نیچے گر گئی۔ وہ ہنس کر اسے گھسیٹتے ہوئے سمندر کی جانب لے جانے لگا۔

"جیک چھوڑو مجھے۔" وہ چلا رہی تھی اور جیک ہنستا اسے گھسیٹتا جا رہا تھا۔

"اگر تمہاری ماں آج زندہ ہوتی تو میری اس حرکت پر مجھے جیل بھجوا دیتی۔" وہ بے حد اونچی آواز میں بولا اور پھر سے ہنسنے لگا۔ زخرف کو اچھا خاصا گھسیٹ کر اس نے چھوڑ دیا۔

وہ اٹھ کر بیٹھی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"تم بہت برے ہو۔" وہ اپنے بالوں کو جھاڑتے بولی جن میں بہت ساری ریت گھس گئی تھی۔ وہ جواب میں زور سے ہنسا۔

"کم آن پرنسس۔" اس نے ایک ہاتھ زخرف کی جانب بڑھایا۔ "میرے ساتھ ایک دن گزار کر ہی تھک گئی ہو تم؟" زخرف نے اس کا ہاتھ تھاما اور کھڑی ہو گئی۔

"اگر تم ایکٹر ہوتے تو ایک برے ایکٹر ہوتے۔" وہ اپنے کپڑے جھاڑنے لگی۔

"جب تم نے پہلے میری تعریف کی تھی تو تمہاری آنکھوں میں نمی تھی۔ میں جانتا ہوں تمہاری پہلی بات سچ تھی۔"

بدلے میں زخرف نے منہ بنایا اور مڑ کر گھروں کی جانب چل پڑی۔ وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ جیک بھاگ کر اس کے قریب آیا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"پرنسس تم تو اتنی جلدی ناراض ہو گئی۔"

زخرف رکی اور اسکی جانب گھومی۔

"تم جانتے ہو ایما کی سب سے اچھی عادت کیا تھی؟" دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولی۔

"یہی کہ وہ بہت سوفٹ تھی۔ اسے غصہ بھی آتا تھا تو اونچا نہیں بولتی تھی۔" وہ اس کے قریب جھکا۔ "اور اسے ایسی حرکتیں بلکل نہیں پسند تھیں۔" ساتھ ایک آنکھ دبائی۔

زخرف نے اس کی بات پر سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر وہ بھی اس کی جانب جھکی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لیکن جانتے ہو جیک، میں ایما جیسی نہیں ہوں۔" کہہ کر وہ نیچے جھکی اور جیک کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر زور سے اپنی جانب کھینچیں۔ اس کا توازن بگڑا اور وہ گر گیا۔ زخرف ہنس کر کھڑی ہوئی اور پورا زور لگا اسے گھسیٹتے ہوئے گھروں کی جانب لے جانے لگی۔

"میں تم سے تنگ نہیں آوں گی لیکن تم مجھ سے تنگ نہیں آوگے، اس کی گیرینٹی نہیں ہے میرے پاس۔" وہ ہنستی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی جب اسے ایک چھوٹا سا بچہ دکھا۔ وہ کھڑا، حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ زخرف نے جیک کی ٹانگیں چھوڑ دیں۔

وہ اپنے کپڑوں سے ریت جھاڑتا اٹھا اور اس بچے کو دیکھا۔

"مارک؟" جیک بچے کو دیکھتا بولا۔

وہ بچہ مارک زخرف کے قریب آیا اور ایک ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔

"ہیلو مس مرجان، میں مارک ہوں۔ تمہارے انکل جیک کا بیٹا۔" زخرف نے مسکرا کر اس کا ننھا سا ہاتھ تھاما۔ وہ محض پانچ سال کا لگتا تھا۔

"ہیلو مارک۔"

"تم سے مل کر اچھا لگا مس مرجان۔ میں نے گرینی سے تمہارے بارے میں بہت اچھی باتیں سن رکھی ہیں۔ ہماری فیملی میں تمہارا ویلکم۔"

زخرف نے حیرت سے جیک کو دیکھا۔ وہ اس کے قریب آیا۔

"زیادہ حیران مت ہو یہ غلطی سے میرے گھر پیدا ہو گیا تھا۔ اور اس کی فارمل لہجے کو اگنور کرو۔ ادب کے معاملے میں یہ اپنے باپ پر نہیں ہے۔"

"دِکھ رہا ہے۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی اور پھر مارک کے پاس نیچے بیٹھی۔

"مجھے بھی تم سے مل کر اچھا لگا مارک۔" اس نے پیار سے مارک کا گال کھینچا۔ مارک کا چہرہ ایک دم ٹماٹر کی طرح لال ہو گیا۔ اس نے شرما کر سر نیچے جھکا لیا۔ زخرف اس کی حرکت پر ہنسی۔

"دیکھو تو، تم تو بلش کر رہے ہو۔"

"کیونکہ تم ایک عورت ہو۔ جب opposite gender آپ کو چھوتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" زخرف نے اس کی بات پر بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"اگر تم یہی بات اپنی گرل فرینڈ سے بولو گے تو وہ پہلی فرصت میں تمہیں چھوڑ جائے گی۔ آج کل کی عورتوں کو بولڈ مرد پسند ہیں۔" جیک ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے بولا۔

"میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے ڈیڈ۔" وہ جیک کی جانب سر اٹھا کر بولا۔ "جب تک ایک مرد فنناشلی انڈیپینڈنٹ نہیں ہو جاتا تو اسے کسی عورت کے ساتھ ریلیشن شپ میں نہیں آنا چاہیے۔" اپنے باپ سے کہہ کر وہ زخرف کی جانب مڑا۔ "ایک عورت کے ساتھ ریلیشن شپ میں آنے کا مطلب ہوتا ہے اس کی ذمے داری لینا۔ اسے ہر روز ایک تحفہ دینا۔ اس کی پسند کا کھانا خریدنا اور اسے روزانہ اس کی پسند کی کافی پلانا۔" زخرف جو حیرت سے اسے سن رہی تھی آخر میں ہنسی۔

"اب یہ تمہیں بتائے گا کہ عورت کو گاڑی سے باہر کیسے نکالنا چاہیے، شاپنگ کرتے ہوئے اس کا کونسا ہاتھ پکڑنا چاہیے اور اسے نیند سے جگانے کی گستاخی کرنے سے پہلے کتنی دفعہ سانس لینا چاہیے۔" جیک کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

"میں تم سے بہت امپریس ہوئی ہوں مارک۔" وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

"اس میں میرا نہیں تمہاری خوبصورت آنکھوں اور دل کا کمال ہے۔" اس نے ایک طرف ہو کر زخرف کے لیے راستہ چھوڑا۔ "لیڈیز فرسٹ۔" زخرف نے ہنس کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ چلنے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک دم وہ رکی اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔مارک بھی اس کے ساتھ رک گیا۔ایک آدمی دور ساحل سمندر پر گھوڑا بھگا رہا تھا۔زخرف اسے دیکھے گئی۔

"وہ ایرن ہے۔ایسبری پارک کا سب سے تیز گھڑ سوار۔"

"کیا یہاں اب بھی گھوڑے ہوتے ہیں؟"وہ حیرت میں گھری بولی۔

"کیا مطلب اب بھی ہوتے ہیں؟ تمہیں شاید معلوم نہیں ہے، گھڑ سواری پہلے یہاں ضرورت تھی اور اب یہاں کے لوگوں کی ہابی۔ڈونٹ ٹیل می کے تم ابھی تک برسٹن سے نہیں ملی۔"وہ حیرت زدہ تاثرات سے زخرف کو دیکھ رہا تھا۔

"برسٹن کون ہے؟ کیا وہ بھی کوئی گھڑ سوار ہے؟"

"نو۔وہ گھوڑا ہے۔ایما کا گھوڑا۔اب وہ بہت بوڑھا ہے اور اپنی موت کے قریب ہے۔لیکن ایک وقت میں وہ یہاں کا سب سے ویل میز رڈ گھوڑا ہوتا تھا۔وہ جانتا تھا کہ عورتوں کو کیسے ٹریٹ کیا جاتا ہے۔"

"کیا سچ میں؟ اور برسٹن کہاں ہے؟"

"وہ اسطبل میں ہے باقی گھوڑوں کے ساتھ۔تم چاہو تو میں تمہیں وہاں لے چلوں گا۔اور اگر تم گھڑ سواری سیکھنا چاہتی ہو تو میں ایرن سے بات کر لوں گا۔وہ تمہیں خوشی سے سکھا دے گا۔ایرن میرا بہت اچھا دوست ہے۔"زخرف نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔اس بچے کا ہر جملہ اسے حیران کر رہا تھا۔

••••••••••••••••••••••••

وہ سب اس وقت ایسبری پارک کے ایک لوکل اسطبل میں موجود تھے۔زخرف،مارک،لوری اور ایمیلی ایک ساتھ وہاں گئے تھے۔

"ڈیڈ، آنٹ ٹیرا اور ایمیلی کے اپنے گھوڑے ہیں۔ میری اور لوری کی ٹانگیں ابھی چھوٹی ہیں اس لیے ہم ابھی گھڑسواری نہیں کرسکتے۔" مارک اس کا ہاتھ پکڑ کر چل رہا تھا ساتھ اسے ہر ممکن انفارمیشن دے رہا تھا۔

"تمہاری ٹانگیں چھوٹی ہیں، یہ بات درست ہے لیکن میری ٹانگوں کے بارے میں تم ایسا نہیں کہہ سکتے۔" لوری منہ بنا کر بولا۔

"وہ دیکھو ایرن، اس کے پاس چلتے ہیں۔" مارک دور زمین پر بیٹھے ایرن کو دیکھ کر بولا۔

ایرن ایک تیس پینتیس سال کا نوجوان تھا۔ وہ اس وقت بڑے بڑے ٹبز کے پاس بیٹھا ان میں گھوڑوں کی خوراک تیار کر رہا تھا۔

"ہیلو ایرن۔" وہ تینوں ایک ساتھ بولے تھے۔ زخرف خاموش رہی۔

ایرن نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا اور مسکرایا۔

"ہیلو بچو، کیسے ہو؟" مسکرا کر بولا اور پھر زخرف کو بغور دیکھا۔

"یہ مس مرجان ہیں۔ ایما ہارٹن کی بیٹی۔" مارک نے فوراً تعارف کروایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایرن نے اپنے ہاتھ صاف کیے، وہ خاموشی سے بس زخرف کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ ہاتھ صاف کر کے وہ اس کے قریب آیا۔

"اوہ، miracle girl نیوز میں سنا تھا میں نے۔ تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔" اس کے چہرے پر خوشی سے زیادہ حیرت تھی۔

"شکریہ۔" زخرف مسکرا کر بولی۔

"میں مس مرجان کو برسٹن سے ملوانے لایا ہوں۔" مارک فوراً بولا۔

"ہاں ضرور، ضرور۔ برسٹن کو مس مرجان سے مل کر خوشی ہوگی۔" وہ راستے سے ہٹا۔

مارک زخرف کا ہاتھ تھام کر اسے اندر لے گیا۔

اندر بے شمار گھوڑے تھے، مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں کے۔ وہ گھوڑوں کو دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی جب مارک نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ زخرف رک گئی۔

"اس سے پہلے کہ تم برسٹن سے ملو، کچھ اہم باتیں ہیں جو مجھے تمہیں بتانے دو۔" مارک انتہائی سنجیدہ تھا۔

"یہ چوہا کہیں بھی باز نہیں آسکتا۔" لوری منہ بنا کر ایک طرف چلا گیا۔

"نیور مائنڈ ہِم۔" ایمیلی زخرف کے کان میں معذرت خواہ انداز میں بولی اور وہ بھی ایک طرف چلی گئی۔

"میں سن رہی ہوں مارک۔" زخرف دل سے بولی۔ اسے مارک کی باتیں پریشان نہیں کر رہی تھیں۔

"جس طرح سے ہم انسان آپس میں ملتے ہیں اور اچھے سے گریٹ کرتے ہیں، ایسے ہی جانوروں میں کتے اور گھوڑے دو جانور ایسے ہیں جنہیں انسانوں کی طرح گریٹنگز پسند ہیں۔ ہم جب ان سے ملے تو ہمیں ان سے ایسے ہی ملنا چاہیے جیسے ہم دوسرے انسانوں سے ملتے ہیں۔"

زخرف نیچے مارک کے پاس بیٹھی۔

"اوکے مارک، پھر مجھے بتاو کے مجھے برسٹن سے کیسے ملنا چاہیے؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زیادہ مشکل نہیں ہے۔ پہلی بات تم اسے اس کے نام سے پکارنا، دوسرا یہ چیز اسے اپنا تعارف کروانا اور تیسرا یہ کہ اس سے اچھے سے بات کرنا۔"

"اوکے۔" وہ کھڑی ہوئی تو مارک اسے اسطبل کی دائیں جانب آخر پر لے آیا۔ اس چھوٹی دیواروں والے کمرے میں ایک سفید گھوڑا تھا۔ وہ گھوڑا جس پر ایما گھڑ سواری کیا کرتی تھی۔ ان کے وہاں آتے ہی وہ گھوڑا ان کی جانب آیا۔

زخرف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے قریب آئی۔

"ہیلو برسٹن۔" وہ اس گھوڑے کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ "میں زخرف ہوں۔ ایما کی بیٹی زخرف۔ شاید تم مجھے زوک کے نام سے کسی زمانے میں جانتے ہو۔" وہ گھوڑا اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اپنا سر زخرف کے قریب کیا۔ وہ فوراً سے پیچھے ہوئی۔

"ڈرو مت، اب وہ تمہیں گریٹ کرے گا۔"

برسٹن اپنا چہرہ زخرف کی گردن کے قریب لایا اور sniff sniff کرنے لگا۔ زخرف ایک دم سے ہنسنے لگی۔ وہ مسلسل اس کی گردن کو سونگھ رہا تھا اور وہ آنکھیں بند کر کے ہنستی جا رہی تھی۔

"شاید تم اسے پسند آگئی ہو۔ جانتی ہو برسٹن کو جلدی کوئی اچھا نہیں لگتا۔" مارک بے حد حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ایرن خاموشی سے آکر مارک کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"شاید وہ اس کو پہچان گیا ہے۔" وہ بھی دھیرے سے بولا۔ مارک نے چہرہ موڑ کر ایرن کو دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پنجرہ نما گھر تھا۔ اس میں ایک سرمئی رنگ کا چوہا تھا۔

"مسٹر ہوب۔" مارک نے جوش سے اپنے ہاتھ اس کی جانب بڑھائے تو ایرن نے وہ اسے پکڑا دیا۔ "مسٹر ہوب کا خیال رکھنے کا شکریہ ایرن۔"

"مجھے ہوب کا خیال رکھ کر خوشی ہوئی۔ یہ بہت اچھا چوہا ہے اور اس نے مجھے بلکل بھی پریشان نہیں کیا۔"

زخرف ان دونوں کی جانب مڑی اور اس نے حیرت سے مارک کے ہاتھوں میں وہ چوہا دیکھا۔

"مس مرجان، یہ ہوب ہے۔ میرا پیارا پیٹ۔" اس نے چوہا زخرف کی جانب بڑھایا۔ زخرف نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ایک چوہا؟ امریکا میں لوگ چوہوں کو بھی پالتے ہیں؟ اس نے جھرجھری سی لی۔

مارک اپنے چوہے کو لے کر باہر چلا گیا تو ایرن اس کے قریب آیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم جیسا سوچ رہی ہو ایسا بلکل نہیں ہے۔" وہ زخرف کا چہرہ دیکھ کر بولا۔

"کیا مطلب، میں کیا سوچ رہی ہوں؟"

"یہی کہ ہم امریکی چوہوں کو پالتے ہیں۔ ہم چوہے نہیں پالتے۔ مارک کو یہ چوہا جب بلکل چھوٹا سا تھا تو اس اسطبل سے ملا تھا۔ اس نے ایک بلی سے اس کی جان بچائی تھی اور پھر اسے اپنے گھر لے گیا۔ جیک نے چوہے کو گھر سے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن مارک بضد تھا کہ قدرت چاہتی ہے کہ اس چوہے کی دیکھ بھال وہ کرے۔" زخرف نے ہنس کر سر ہلا دیا۔

وہ واپس برسٹن کی جانب مڑی اور اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"برسٹن کو کوئی بھی مشکل سے پسند آتا ہے۔ یہ ایک بہت موڈی گھوڑا ہے۔ لیکن تم اسے پہلی ملاقات میں ہی اچھی لگی ہو۔"

"کیا واقعی؟" وہ حیرت سے بولی۔

"کیا میں تمہیں زوک بلا سکتا ہوں؟" وہ ایک دم سنجیدہ ہو کر بولا۔ زخرف نے اس کی جانب دیکھا۔" دراصل جب ایما زندہ تھی تو میں تمہیں۔۔۔۔ میں تمہیں زوک ہی بلاتا تھا۔" زخرف کو دیکھتے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"کیا ہم پہلے مل چکے ہیں؟" ایرن اس کے سوال پر ہلکے سے مسکرایا۔

"مجھے گھڑ سواری تمہاری ماں نے سکھائی تھی۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ شادی کے بعد وہ دو دفعہ یہاں آئی تھی۔ ایما میرے لیے بہت خاص تھی اور اس کی بیٹی بھی۔" وہ نم آنکھوں سے بولا۔ "وہ بہت اچھی گھڑ سوار تھی۔ میں اسے آج بھی مس کرتا ہوں۔"

"اوہ۔" اس نے واپس چہرہ برسٹن کی جانب موڑ لیا۔ اسے نہیں سمجھ آرہی تھی کہ وہ ایرن سے کیا بولے۔

برسٹن نے اچانک سے اپنا منہ زخرف کے قریب کیا اور اس کے بال اپنے منہ میں ڈال لیے۔ ایرن نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"دیکھو، دیکھو اس نے تمہارے بال منہ میں ڈالے ہیں۔ یہ ایما کے ساتھ بھی ایسے ہی کرتا تھا۔" وہ خوشی سے نہال بولتا جارہا تھا۔

دوسری جانب زخرف کے چہرے پر خوف ابھر آیا تھا۔

"ایرن پلیز اس کے منہ سے میرے بال نکالو۔ یہ میرے بال خراب کردے گا۔" وہ ہراساں چہرے کے ساتھ بولی۔

"میں صحیح تھا۔ برسٹن نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ اوہ کرائسٹ اس نے تمہیں سچ میں پہچان لیا ہے۔" وہ خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔

زخرف نے غصے سے ایرن کو دیکھا۔

"مجھے میرے بال بہت عزیز ہیں ایرن اور خدا کی قسم اگر اس نے میرے بال خراب کیے تو میں تم سب کو چھوڑوں گی نہیں۔ میرے بال نکالو اس کے منہ سے۔" وہ ایک دم چیخی تھی۔

ایرن فوراً سے سنبھل کر اس کے قریب آیا اور اس کے بال برسٹن کے منہ سے آزاد کروائے۔

زخرف فوراً وہاں سے پیچھے ہٹی۔ وہ اپنے بالوں کو چھو کر دیکھ رہی تھی۔

"جب برسٹن ایما کے بال منہ میں ڈالتا تھا تو اسے برا نہیں لگتا تھا۔" ایرن بڑبڑایا۔

"لیکن میں ایما نہیں ہوں۔ جانتے بھی ہو کتنا مہنگا بلو ڈرائے کروایا ہے میں نے۔" وہ ویسے ہی غصے سے بولی۔

ایرن نے سر جھکا لیا۔ برسٹن یونہی اسے دیکھ رہا تھا۔ زخرف نے ایک گہری سانس خارج کی اور سر جھٹکا۔ شاید وہ زیادہ تیز لہجے میں بول گئی تھی۔

"سوری۔" اپنے بال درست کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں سوری تو برسٹن کو بولنا چاہیے۔" ایرن نے جھکا سر اٹھایا اور برسٹن کی جانب مڑا۔ "میری بات کان کھول کر سنو برسٹن۔ یہ زخرف ہے ایما نہیں۔ تم ہر عورت کے بال نہیں کھا سکتے۔"

زخرف کی جیب میں اس کا فون بجنے لگا تو وہ ایرن کو چھوڑ کر باہر آگئی۔ فون ایذا کا تھا۔ وہ ایذا سے بات کرتے ہوئے اسطبل کے سامنے پھیلے سبزہ زار کی طرف چل پڑی۔

"کیا؟ تم اس وقت اسطبل میں ہو؟ اگر تم نے امریکا جا کر بھی گھوڑے ہی دیکھنے تھے تو کیا فائدہ تھا امریکا جانے کا۔ یہاں کسی گاؤں میں چلی جاتی۔"

زخرف نے اس کی بات پر سر جھٹکا۔

"اچھا سنو، امی اور یاسر کو جب سے پتا چلا ہے نا، ان کے تو پیر زمین پر نہیں لگ رہے۔ یاسر اپنے سب دوستوں کو کالز کر کے بڑھا چڑھا کر بتا رہا ہے کہ زخرف میری بہن کی دوست ہے۔ اور امی بھی محلے کی سب عورتوں کو جا جا کر بتا رہی ہیں۔ بہت ساری عورتوں سے تو انہوں نے وعدہ بھی کر لیا ہے کہ جلد زخرف یہاں آئے گی اور وہ سب کو تم سے ملوائیں گی۔" زخرف کے ذہن میں اس کی امی کی اس کے بارے میں کہیں کچھ عرصہ پہلے کی باتیں گونجی۔ اس نے ہنس کر جھٹک دیا۔

"تم فیصل آباد چلی گئی ہو؟"

"ہاں۔ اور جانتی ہو۔۔۔۔ اس وقت میرے ہاتھ میں منگنی کی انگوٹھی بھی ہے۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

زخرف کے قدم رک گئے۔

"ایذا۔۔۔ تم نے مجھے بتایا بھی نہیں؟"

"تم بزی تھی نا۔" کہتے ہوئے وہ رونے لگ گئی تھی۔

زخرف نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔ اسے روتے ہوئے سن کر اس کے دل میں تکلیف ہوئی تھی۔

"تم اس وقت امریکا میں ہو اور میں تمہیں فون کر کے رو رہی ہوں، پریشان کر رہی ہوں۔" وہ مسلسل روتے ہوئے بولی۔

"تم بہت بری دوست ہو۔ تم نے مجھے اپنی منگنی پر بھی نہیں بلایا۔" وہ بھی رونے لگی تھی۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ میں رو کر اپنی منگنی خراب کروں۔ اگر تم میرے سامنے ہوتی تو میں رونے لگ جاتی۔ بہت زیادہ روتی۔"

"کاش میں اس وقت تمہارے ساتھ ہوتی۔" وہ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نے تمہیں ایک ضروری کام کے لیے کال کی ہے۔" ایذا اپنا گلا صاف کرتے بولی۔

"کہو۔" زخرف اپنے گال صاف کرتے بولی۔

"میں نے واٹس ایپ پر تمہیں ایک پوری لسٹ بھیجی ہے۔ اس میں میک اپ، سکن کیئر اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ انسانوں کی طرح میرا سارا سامان لے کر واپس آنا ورنہ تمہاری فلائٹ کو پاکستان میں اترنے نہیں دوں گی میں۔" زخرف نے فون کان سے ہٹا کر اسے گھورا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ابھی تو تمہارے آنسو نہیں رک رہے تھے۔"

"تو؟ اب اگر گھر والے زبردستی شادی کر ہی رہے ہیں تو اپنی باقی خواہشیں بھی مار دوں؟ اور ہاں یہ سارا سامان تم اپنے پیسوں سے لاؤ گی۔ یہ تمہاری طرف سے میرا منگنی کا تحفہ ہو گا۔" وہ دوٹوک الفاظ میں بولی۔

"اور شادی کا کیا تحفہ کیا چاہیے ہو گا تمہیں پھر؟ جہیز بنوا دوں تمہارا؟" زخرف طنزیہ لہجے میں بولی۔

"کیا امریکا میں جہیز بھی بن جاتا ہے۔ ادھر جہیز کا رواج ہے کیا؟"

زخرف نے سر جھٹک کر فون بند کر دیا۔ فون بند کر کے اسے احساس ہوا کہ کوئی درخت کے پیچھے کھڑا ہے۔ اس نے آگے ہو کر دیکھا۔ وہ لوری تھا۔ زخرف کے دیکھنے پر وہ شرمندہ ہو گیا۔

"مجھے تمہاری کوئی بات سمجھ نہیں آئی کیونکہ تم کوئی اور زبان بول رہی تھی اس لیے برا مت ماننا۔" زخرف خاموش رہی۔ "میں صرف اس لیے یہاں چھپا تھا کیونکہ میں نے تمہیں روتے دیکھا تھا۔ تم رو کیوں رہی تھی؟" اب وہ درخت سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ زخرف نے پھر سے درخت کے ساتھ ٹیک لگا لی۔

"میری دوست کی کال تھی۔ اس کی شادی ہو رہی ہے، میں اسی لیے رو رہی تھی۔"

"تو یہ تو اچھی بات ہے۔ اس میں رونے والی کیا بات ہے؟" وہ حیران ہو کر بولا۔ زخرف کچھ دیر خاموش رہی۔

"تمہیں سمجھ نہیں آئے گی لوری۔"

"میں سمجھنا چاہتا ہوں۔ تم سمجھاؤ تو سہی۔"

"دیکھو جس ملک میں میں رہتی ہوں وہ تمہارے ملک کی طرح نہیں ہے۔ وہاں عورتیں اپنی مرضی سے اپنی زندگی کے فیصلے نہیں لے سکتیں۔ بہت سی عورتوں کو اپنے ماں باپ کی خواہش پر ایسے مردوں سے شادی کرنا پڑتی ہے جن کے بارے میں انہوں نے کبھی اس طرح سے سوچا بھی نا ہو۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لیکن ان عورتوں کے ماں باپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟"

"کیونکہ وہ معاشرے کی باتوں سے ڈرتے ہیں۔ وہاں اگر کسی لڑکی کی شادی کی عمر نکل جائے تو اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔"

"اوہ، یہ سب تو بہت غلط ہے۔ تم نے اچھا کیا جو تم امریکا آ گئی۔ اب تم یہیں رہنا۔ تمہیں ایسے ملک جانے کی ضرورت نہیں ہے جہاں عورتوں پر ظلم ہوتا ہے۔" وہ اس سے ہمدردی کرتا بولا۔ زخرف نے حیرت سے اسے دیکھا۔ شاید وہ اس کے سامنے زیادہ ہی بول گئی تھی۔

وہ لوری کے قریب آئی۔ چہرے پر غصہ تھا۔

"تم میرے ملک کے بارے میں ایسا نہیں بول سکتے۔" انگلی سے اسے وارن کرتی بولی۔

"لیکن ابھی کچھ دیر پہلے تم خود اپنے ملک کی برائی کر رہی تھی۔" وہ ایک دم سے اسکا لہجہ بدلنے پر حیران ہوتا بولا۔

"میں؟ میں نے کوئی برائی نہیں کی۔ ہمارے گھروں میں اچھے برے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور ویسے بھی میرے ملک میں عورتوں پر ظلم نہیں ہوتا۔ جانتے ہو وہاں عورتوں کو بہت عزت دی جاتی ہے۔ اور جہاں تک بات جلدی شادی کی ہے تو اس میں بھی کوئی برائی نہیں ہے۔ غلط ریلیشنشپس میں جانے سے اچھا ہے کہ نوجوانوں کی شادی کر دی جائے۔" وہ غصے سے بولتی جا رہی تھی۔ لوری بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم پہلے کچھ اور بول رہی تھی اور اب کچھ اور بول رہی ہو۔"

"دوبارہ تم میرے ملک کی برائی نہیں کرو گے سمجھے؟ میرا ملک تمہارے ملک سے بہت بہتر ہے۔" گردن اکڑا کر بولی۔

"تم ایسے نہیں کہہ سکتی۔ امریکا اس دنیا کا سب سے طاقتور اور سب سے عظیم ملک ہے۔" وہ اس کی بات سے سخت برا مناتے ہوئے بولا۔

"باتوں سے کچھ نہیں ہوتا سمجھے؟ تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے ملک نے لڑائیوں کے علاوہ آج تک کیا ہی کیا ہے؟" چیلنج کے انداز میں بولی۔

"ہمارا ملک چاند پر جانے والا پہلا ملک ہے۔ اور تو اور ہم نے aliens کو بھی دریافت کر لیا ہے۔ وہ ہمارے ملک میں آ کر رہتے بھی ہیں۔"

زخرف اس کی بات پر پیٹ پکڑ کر ہنستی گئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے۔ تم مجھے بتاؤ تمہارے ملک نے آج تک کیا کیا ہے؟" وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولا۔ وہ بھی اس بحث کے لیے مکمل تیار تھا۔

"کیا تم نے اپنی آنکھوں سی کسی ایلین کو دیکھا ہے؟ ہونہہ، ایسی کوئی چیز اپنا وجود نہیں رکھتی۔" زخرف نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"ہم نے اپنی آنکھوں سے ایک UFO کو زمین پر اترتا دیکھا ہے۔ اور ایسا کئی دفعہ ہوا ہے۔" لوری کا لہجہ پر عزم تھا۔

"دیکھو ہمارے ملک پاکستان کے آسمان پر بھی بہت سی عجیب و غریب چیزیں اڑتی ہیں لیکن ہم نے اتنا بڑا دعوی کبھی نہیں کیا۔" اس نے لوری کا کندھا تھپکا اور آگے بڑھ گئی۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تمہارے ملک نے کونسے بڑے کام کیے ہیں؟" وہ پیچھے سے چلایا۔ لیکن زخرف بغیر مڑے چلتی گئی۔

"میرا ملک بھی بہت عظیم کام کرتا ہے۔ وہاں کے طاقتور لوگ اپنے ملک کے اچھے لوگوں کو مروا دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسے سونگ ریلیز بنائے جاتے ہیں جن کو سن کر ہی ہمارے دشمنوں کی ٹانگیں کانپ جاتی ہیں۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔ "اگر اس لوری کے بچے نے مجھ سے دوبارہ پوچھ لیا تو میں کیا جواب دوں گی؟" وہ منہ بنائے اس طرف چلی گئی جہاں باقی سب کھڑے تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••••••••••••••••••••••

سعد اس وقت براون شوگر کیفے میں بیٹھا تھا۔ وہ کافی کے چھوٹے چھوٹے سِپ لیتا کسی گہری سوچ میں تھا۔ ایک ویٹر ہاتھ میں براونیز کی پلیٹ پکڑے اس کے میز تک آیا۔ اس کے سامنے میز پر براونیز رکھتے ہوئے وہ ایک دم ٹھٹکا۔

"تم؟"سعد نے چہرہ اس کی جانب موڑا۔وہ ظہیر تھا۔سعد بھی اس کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"تم؟تم ابھی بھی یہاں جاب کرتے ہو؟"

"میں نے یہ کیفے چھوڑ دیا تھا۔لیکن پھر زیادہ دیر کہیں ٹِک نہیں پایا اس لیے دوبارہ یہیں آگیا۔"وہ ایک کرسی کھینچ کر سعد کے پاس بیٹھا اور اس کے قریب چہرہ کیا۔

"میں نے ٹی وی دیکھا تھا۔وہ وہی زخرف ہے نا؟یوسف مرجان کی بیٹی۔"سعد نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا خاموشی سے اپنی کافی پیتا رہا۔ظہیر نے ایک افسردہ سانس خارج کی۔

"کیا کچھ نہیں کہہ دیتا تھا میں اس کو۔اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اتنے بڑے آدمی کی بیٹی ہے تو یقین جانو میں کبھی اس سے دشمنی نا کرتا۔"سعد نے ناگواریت سے اسے دیکھا۔

"اٹھو۔"سر سے اشارہ کرتا بولا۔

"کیا؟"ظہیر حیرت سے بولا۔

"میں کہہ رہا ہوں اٹھو۔کیا اس کیفے کے رولز بھول چکے ہو تم۔کیا سٹاف یوں کسٹمرز کے ساتھ فرینک ہو کر ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ظہیر عجیب سا منہ بنا کر اٹھا۔

"زخرف کے غرور کی سمجھ آتی ہے،وہ ایک بڑے آدمی کی بیٹی ہے لیکن تم میں اتنی اکڑ کس بات کی ہے؟"

"جاو اور جا کر اپنا کام کرو۔"سعد نحوست سے اسے دیکھتے بولا۔

"اچھا بس اتنا بتا دو کہ کیا تم دونوں ابھی بھی دوست ہو؟دراصل کیفے کا سارا اسٹاف چاہتا ہے کہ وہ ایک دفعہ یہاں آئے۔سب اس سے ملنا چاہتے ہیں۔"وہ بول رہا تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ فوراً پیچھے کو مڑا۔

اس کے پیچھے اپج کھڑا تھا۔ وہ دھیما سا مسکرا رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر اپنی سن گلاسز اتاریں اور ظہیر کو دیکھا۔

"تم زخرف سے ملنا چاہتے ہو نا؟ میں تمہیں اس سے ملوا دوں گا۔ بلکہ میں اس تک تمہارے سارے کیفے کا پیغام بھی پہنچا دوں گا۔" پیار سے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ پھر سعد کی جانب دیکھا۔ "دراصل وہ میرے بہت قریب ہے اور میری کوئی بات نہیں ٹالتی۔" سعد دانت پیستے ہوئے قہر آلود نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اپج کی بات پر ظہیر ایک دم پرجوش ہوا۔

"کیا واقعی؟ تم اسے یہاں بلوا سکتے ہو؟"

"بلکل، اب جاو شاباش میرے لیے کافی لے کر آو۔" ظہیر فوراً اندر کی جانب دوڑا۔

اپج نے کرسی کھینچی اور سعد کے سامنے بیٹھا۔

"کیوں بلایا ہے مجھے؟" کہتے ہوئے اس نے سعد کے آگے سے براونیز کی پلیٹ اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور ایک پوری براونی اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔

"تم ظہیر سے ایسے بات کر رہے تھے جیسے پہلی دفعہ نامل رہے ہو۔ یعنی میرے بارے میں ضرور تم نے اسی سے پوچھ پچھ کی ہو گی۔" وہ زہر نظروں سے اپج کو دیکھتا بولا۔ اپج نے کندھے اچکائے۔

"اس نے تم دونوں کے بارے میں صرف معمولی باتیں بتائی تھیں مجھے۔ اور ہاں ظہیر کو کچھ کہنے سے پہلے سوچ لینا۔" اس نے اپنا فون سعد کے سامنے لہرایا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے مجھے اس کی کال آئی تھی۔" اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ ظاہر سی بات تھی وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ زخرف نے امریکا جا کر اسے کوئی کال نہیں کی تھی۔

سعد نے افسوس سے اس کے فون کو دیکھا اور پھر میز پر پڑے اپنے فون کو۔ وہ کئی دفعہ زخرف کو فون کر چکا تھا لیکن اس نے کال نہیں اٹھائی تھی۔ اس نے اپنے غم کو خاموشی سے ہی اندر اتار لیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک دم وہاں شور سا مچا۔ کیفے کا سارا اسٹاف ان کے میز کی طرف آرہا تھا۔

"شیف یہ ہے وہ لڑکا۔ یہ زخرف کو یہاں بلوا سکتا ہے۔" ظہیر نے ایچ کی جانب اشارہ کیا۔ سب اکسائٹڈ سے ان کی میز کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔ "اور یہ ایم جی، وہ جو ان دنوں میں ہر وقت اس کے ساتھ ہوتا تھا، اس کی زخرف کے ساتھ کوئی خاص بات چیت نہیں ہے اب۔ لیکن یہ لڑکا اس کو یہاں لا سکتا ہے۔" آخر میں مسکرا کر ایچ کی جانب اشارہ کیا۔ سعد نے دانت پیس کر ظہیر کو دیکھا۔

"ایسا نہیں ہے، ہم اچھے دوست ہیں۔ میں اسے یہاں خود لے کر آؤں گا۔ جیسے ہی وہ امریکا سے واپس آئے گی تو میں آپ سب سے ملواؤں گا اسے۔" وہ فورا بولا۔ ایچ نے اسے دیکھ کر اپنی ہنسی روکی۔

"کیا مجھے زخرف کے ساتھ ایک سیلفی مل سکتی ہے؟" ایک ویٹرس ایچ کے قریب آکر بولی۔ "اور مجھے بھی؟" ایک اور بولی۔ سعد نے خود کو نارمل کرتے ہوئے اپنی ٹانگ ہلانا شروع کر دی۔

"کیوں نہیں۔ تم سب جتنی سیلفیاں چاہتی ہو مل جائیں گی۔ میں اسے صرف ایک کال کروں گا۔ وہ میری کال پر بھی بھاگ کر آجائے گی۔" وہ مسکرا کر بولا۔ وہ مسلسل سعد کو دیکھ رہا تھا۔ سعد کا چہرہ اس وقت لال تھا۔ ایچ کی باتوں سے اس کے تن بدن آگ بگولہ بنا ہوا تھا۔

"اسے کہنا کہ ہم اس کا انتظار کریں گے۔ میں اسے ایک دفعہ پھر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ میرے کیفے میں کام کرنے والی سب سے اچھی انسان تھی۔" شیف نم آنکھوں سے بولے۔ ظہیر فورا ان کی طرف جھکا۔

"لیکن وہ براونیز چراتی تھی۔" شیف نے اسے گھورا تو وہ ایک دم سنبھلا۔ "لیکن کوئی بات نہیں براونیز ہی تو تھیں۔" زبردستی مسکرا کر بولا۔

"میں جانتا تھا کہ براونیز وہی کھاتی تھی۔" شیف نہایت نارمل لہجے میں بولے۔

"کیا؟" ظہیر نے بے یقینی سے ان کو دیکھا۔ سعد نے بھی مڑ کر ان کو دیکھا۔

"ہاں، میں جانتا تھا۔ پر وہ ہمیشہ چیریٹی باکس میں ایک کثیر رقم ڈالتی تھی۔ اور تم سب میں سے اس باکس کو کوئی دیکھتا تک نا تھا۔" شیف اسے جھاڑتے ہوئے بولے۔

"وہ ہمیشہ مجھے پھنساتی تھی اور آپ بھی اس کا ساتھ دیتے تھے؟" وہ منہ میں بڑبڑایا۔ شیف نے سارے سٹاف کو جھڑکا تو وہ سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

ظہیر جانے سے پہلے رکا اور ایچ کے قریب آیا۔

"پلیز، اسے مت بتانا کہ میں نے اسے چھپکلی بولا تھا۔" بے چارگی والے چہرے سے کہہ کر وہ فوراً اندر بڑھ گیا۔

ایچ سر جھٹک کر سعد کی جانب مڑا۔

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں جسے پاگل پن، جسے تم محبت کا نام دیتے ہو اس کے علاوہ کوئی کام نا ہو۔ تو جلدی بتاؤ کیوں بلایا ہے مجھے؟"

سعد کچھ لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس کی جانب جھکا۔

"میں چاہتا ہوں تم زخرف کو مجبور کرو کہ وہ سعد آغا کے بارے میں بھول جائے اور اس کو تلاش کرنا چھوڑ دے۔"

ایچ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"اب میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا جس سے وہ سعد آغا کے بارے میں سوچے۔ اور تم اسے یہ یقین دلانا کہ سعد آغا کی اسے لے کر دلچسپی ختم ہو گئی ہے۔ اس کے باپ کی دشمنی تھی، باپ کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ اب اسے زخرف سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ سعد آغا کے وجود کو بھی بھول جائے۔"

"اور پھر تم کیا کرو گے۔ اس کے لیے واقعی ایم جی بن کر ساری زندگی گزارو گے؟"

"ہاں، وہ سعد آغا کو بھول جائے گی تو میں بھی سعد آغا کو بھول جاوں گا۔"

"اب یہ مت کہنا کہ تم ایک اچھے انسان بھی بن جاوگے۔" ایچ طنزیہ مسکرا کر بولا۔

"اس کے لیے ایک اچھا انسان ہی بنوں گا۔ لیکن اگر تم اپنی ان حرکتوں سے باز نا آئے ناتو میں تمہیں سچ میں بتادوں گا کہ میں کتنابرا انسان ہوں۔"

"ہونہہ، ایک طرف کہہ رہے ہو کہ میں تمہارے لیے اسے بیٹھ کر سمجھاوں اور دوسری جانب اس سے دور رہنے کا کہہ رہے ہو۔ ایک دفعہ سوچ کیوں نہیں لیتے کہ تم آخر چاہتے کیا ہو۔"

"ضرورت میں گدھے کو بھی اپنا باپ بنانا پڑتا ہے۔ اگر اس کام کے لیے کوئی اور ہوتا تو تمہارے پاس کبھی نا آتا۔"

"گدھے تو تم ہو، جس کی زندگی کا مقصد صرف ایک عورت ہے۔ کبھی بیٹھ کر سنجیدگی سے سوچنا کہ زمین پر بوجھ ڈالنے کے علاوہ بھی تم نے کوئی کام کیا ہے۔" ایچ کہہ کر اٹھ گیا۔

سعد بھی اٹھا اور تیزی سے اس کے پیچھے آیا۔ پھر وہ رکا کیونکہ ایچ رک گیا تھا۔ ایچ کے سامنے ایک کسٹمر گلاب کا پھول پکڑے کھڑا تھا۔

"میں نے ابھی سٹاف کی باتیں سنی تھیں۔ تم زخرف مرجان کے دوست ہو۔ کیا تم یہ پھول اس کو میری طرف سے دے سکتے ہو؟"

ایچ نے اس لڑکے کے ہاتھ میں پھول کو دیکھا اور پھر اسے۔ وہ دو قدم اس لڑکے کے پاس آیا۔

"تمہاری کوئی بہن ہے؟" نرمی سے بولا۔

"ہاں ایک ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" لڑکا حیران ہو کر بولا۔

"تو اس کو جا کر یہ پھول دے دینا۔ کہنا میں نے بھجوائے ہیں۔" کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔

اس لڑکے نے پیچھے سے اسے اچھی خاصی سنائیں۔ سعد نے اس لڑکے کو گھورا اور وہ بھی کیفے سے نکل گیا۔

"یہ سب مجھے بولنا چاہیے جو یہ ہیکر کا بچہ بول رہا ہے۔" وہ منہ میں بڑبڑاتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••••••••••••••••••••••

زخرف بستر پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی جب اسکا دروازہ بجا۔اس نے ایک آنکھ کھول کر دیکھا۔دروازے میں مارک کھڑا تھا۔

"مارک، تم صبح صبح یہاں کیا کر رہے ہو؟"وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"اگر میں نے تمہاری نیند خراب کر دی تو معذرت۔سب جاگ چکے ہیں مجھے لگا تم بھی جاگ گئی ہو گی۔"

"اندر آجاو۔دراصل کل کی گھڑسواری کی پریکٹس کر کے میں بہت تھک گئی تھی۔اس لیے اتنا زیادہ سوئی۔"

مارک اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا۔اس کے چہرے کو دیکھ کر لگتا تھا کہ بارہ بجے ہوں۔

"کیا ہوا ہے مارک؟"

"ہوب کا آج صبح انتقال ہو گیا ہے۔"وہ افسردہ آواز میں بولا۔

زخرف نے حیرت سے اس کو دیکھا، بولی کچھ نہیں۔اسے نہیں علم تھا کہ ایک چوہے کے مرنے پر افسوس کیسے کرنا ہے۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔لیکن یہ سب کیسے ہوا؟"کچھ لمحے بعد بولی۔

"رات کو وہ بلکل ٹھیک تھا۔شاید اس نے مجھ سے چھپ کر کچھ غلط کھا لیا ہو۔"

"اوہ۔"

مارک نے وہ کارڈ زخرف کی جانب بڑھایا تو زخرف نے تھام۔اس نے اس کارڈ پر لکھی تحریر کو بے یقینی سے پڑھا۔

"یہ تو انویٹیشن کارڈ ہے۔وہ بھی burial ceremony کا۔"

"مجھے خوشی ہو گی اگر تم اس تقریب میں شرکت کرو گی۔"زخرف نے اپنی حیرت چھپائی اور شرکت کی حامی بھر لی۔

وہ باہر چلا گیا تو زخرف نے کارڈ کھولا۔اندر بہت سی ہدایات لکھی تھیں۔وہ دلچسپی سے ان کو پڑھنے لگی۔

"تقریب میں شرکت کرنے والوں سے گزارش ہے کہ وہ صرف کالے کپڑوں میں شرکت کریں۔"

"تقریب میں سفید گلابوں کے ساتھ آئیں۔"

"تقریب میں کسی قسم کی گوسپ نا کریں اور نا ہی مسکرائیں،اس سے لیٹ ہوب کی روح کو تکلیف ہو سکتی ہے۔"ایک منٹ رک کر وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی۔پھر سے پڑھنے لگی۔

"آپ کو سپیچ کا موقع دیا جائے گا جس میں آپ لیٹ ہوب کے لیے اچھے الفاظ کہہ سکتے ہیں،اس لیے اپنی سپیچ تیار کر کے آئیں۔"اس نے کارڈ بیڈ پر رکھا اور اپنا فون پکڑ کر اس کی ایک تصویر لے کر ایذا کو سینڈ کر دی۔

کچھ دیر بعد وہ شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔اس نے کالے تھری پیس سوٹ کے نیچے کالے کورٹ شوز پہن رکھے تھے۔وہ چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ کر رہی تھی۔پاس ہی فون پڑا تھا جس پر وہ ایذا کے ساتھ فیس ٹائم کر رہی تھی۔

"کالے کپڑے؟چوہے کے لیے سپیچ؟"ایذا نے کہتے ہوئے قہقہہ لگایا۔"تمہیں پورا یقین ہے نازی کہ تم اپنی نانی کے گھر گئی ہو نا کہ کسی پاگل خانے۔"ایذا ہنستی جا رہی تھی۔

"تم ہنس رہی ہو؟اس بیچارے کا چوہا مر گیا ہے۔"زخرف اپنی ہنسی دبا کر بولی۔

"میں نے کچھ دن پہلے نیوز میں سنا تھا کہ امریکا نے کتوں کے لیے بس سسٹم متعارف کروایا ہے۔اور اب ایک چوہے کی ڈیتھ سرمنی؟یار اگر یہی چوہا یہاں ہوتا تو یقین جانو میری امی وائپر لے کر کمرے میں گھس

جاتیں۔ اور پھر جب کمرے سے نکلتیں تو اس کی لاش وائپر کے اوپر ٹنگی ہوتی جسے وہ فخر سے باہر کوڑے میں پھینک کر آتیں۔"

"ہاں مگر یہ امریکا ہے۔" زخرف نے میک اپ برش رکھ کر ہئیر برش اٹھالیا۔

ایذا کے پیچھے سے یاسر سکرین پر ابھرا۔ اس نے فون ایذا کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

"زخرف باجی، میں یاد ہوں نا آپ کو؟" وہ اکسائٹڈ ہو کر بولا۔ زخرف جواب میں ہنسی۔

"ہاں بلکل، میں تمہیں کیوں بھولوں گی؟" بالوں میں برش چلاتے بولی۔

"وہ آپ بہت بڑے آدمی کی بیٹی ہیں نا۔ مجھے لگا شاید آپ مجھے بھول جائیں۔ اچھا ایک بات سنیں، میں نے اپنے سب دوستوں سے وعدہ کیا ہے کہ میں آپ کو ان سے ملواوں گا۔ آپ ان سے ملیں گی نا؟"

"ٹھیک ہے۔" اس نے برش رکھا اور ہاتھوں سے بال سیٹ کیے۔

"اور ایک اور بات۔ وہ دراصل میں نے جب سب کو بتایا کہ آپ میری بہن کی دوست ہیں تو یہ بات میرے کالج کے پرنسپل تک بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ آپ کالج کی تقریب میں شرکت کریں۔ وہ آپ کے لیے ایک خاص تقریب منعقد۔۔۔" وہ بول رہا تھا جب ایذا نے اس کے سر پر زور سے تھپڑ لگایا اور اس سے فون کھینچا۔

"تم کہاں کہاں تک یہ بات پھیلا رہے ہو۔ شرم نہیں آتی ہے تمہیں؟ کسی سے نہیں ملے گی وہ، تمہارے دوستوں سے بھی نہیں۔ فارغ نہیں ہے وہ سمجھے۔"

"تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ جیلس کیوں ہو رہی ہو۔"

"بکواس نہیں کرو سمجھے۔"

زخرف نے افسوس سے ان دونوں کو دیکھا اور کال کاٹ دی۔

خود وہ تیار ہو چکی تھی تو نیچے آگئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

نیچے سب تیار کھڑے تھے۔ ایمیلی، ٹیرا اور گرینی نے کالے رنگ کے گھٹنوں تک آتے ٹاپ پہن رکھے تھے۔ جب کے لوری نے زخرف کی طرح تھری پیس پہن رکھا تھا۔

"یہ لو زوک۔" ٹیرا نے ایک سفید گلاب زخرف کی جانب بڑھایا تو اس نے پکڑ لیا۔ باقی سب نے بھی ایک ایک گلاب تھام رکھا تھا۔

"سوچا نہیں تھا کہ اس زندگی میں ایک چوہے کی ڈیتھ سرمنی بھی اٹینڈ کرنی پڑے گی۔" لوری منہ بنا کر بولا۔

"لوری، تم وہاں کوئی الٹی حرکت نہیں کرو گے۔ سنا تم نے؟ میں نہیں چاہتی کہ تم مارک کی فیلنگز ہرٹ کرو۔" ٹیرا اسے وارن کرتے ہوئے بولی۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں۔" گرینی نرمی سے بولیں۔ "تم سب اچھے سے بیہیو کرنا، مارک بہت سینسیٹو بچہ ہے۔ وہ اس چوہے سے پیار کرتا تھا، ہمیں اسکا غم بانٹنا ہے۔" زخرف نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ شکر کے یہاں پاکستان سے کوئی نہیں تھا۔

وہ سب ایک ساتھ باہر کو بڑھ گئے۔

جیک کا گھر وہاں سے دو گھر چھوڑ کر ہی تھا۔ ٹیرا گرینی کی وہیل چئیر گھسیٹ رہی تھی۔ اور وہ تینوں آگے چل رہے تھے۔

"تم نے مجھے کل بتایا نہیں تھا کہ تمہارے ملک نے کونسے بڑے کام کیے ہیں؟" لوری اسے دیکھ کر بولا۔

زخرف اس کی بات پر اس کے قریب جھکی۔

"بڑے کاموں کا تو پتا نہیں لیکن ہمارے ملک میں چوہوں کے مرنے پر رویا نہیں جاتا۔ بلکہ خود ان کو فخر سے مارا جاتا ہے۔ اور ہاں، اگر کوئی ہم سے ہمارے ملک کے بارے میں بار بار سوال کرے تو ہم اس کے

ساتھ بھی وہی کرتے ہیں جو ہم چوہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔" کہہ کر وہ سیدھی ہو گئی۔ لوری منہ میں بڑبڑایا بولا کچھ نہیں۔

وہ جیک کے گھر آئے تو جیک اور مارک بلیک سوٹ میں ملبوس یارڈ کے دروازے پر ان کو ریسیو کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ سب ایک ایک کر کے آگے بڑھے، دو تین افسوس کے الفاظ کہے اور مارک کو پھول پکڑا کر اندر داخل ہو گئے۔

زخرف مارک کے قریب آئی تو اس نے پہلے اسے پھول پکڑایا۔ پھر وہ اس نیچے جھکی۔

"مجھے تمہارے لیے برا لگ رہا ہے۔ کاش میں تمہارے غم میں کچھ کمی کر سکتی۔" مارک نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا۔ پھر اس نے زخرف کا ہاتھ تھاما اور اسے چوما۔

"شکریہ مس مرجان۔"

وہ سیدھی ہوئی تو جیک اس کی جانب جھکا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں بہت ہنسی آ رہی ہو گی لیکن پلیز آج کنٹرول کر لینا۔ اپنے ملک واپس جا کر تم جتنا چاہے ہنس سکتی ہو۔" زخرف نے اسے گھورا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے ہنسی نہیں آ رہی ہے جیک۔" کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی۔

اب وہ یارڈ میں ایک قطار میں کھڑے تھے۔ ایرن بھی ان کے ساتھ اس قطار میں تھا۔ ایک طرف ایک چھوٹا سا کافن پڑا تھا جس میں لیٹ ہوب کی لاش تھی۔

مارک اس کافن تک آیا اور سارے پھول اس پر رکھے۔ پھر وہ سب کی جانب مڑا۔

"مسٹر ہوب کی بریل سرمنی میں شرکت کرنے پر میں آپ سب کا شکر گزار ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ یہاں آ کر مسٹر ہوب کے بارے میں کچھ اچھا کہیں۔ ہمیں مسٹر ہوب کی روح کو اچھے الفاظ میں الوداع کرنا چاہیے۔"

کہہ کر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ سب سے پہلے گرینی اپنی وہیل چیئر گھسیٹ کر وہاں آئیں۔

"ہوب ایک اچھا چوہا تھا۔ وہ ہمیں پریشان نہیں کرتا تھا۔ اور سب سے اچھی بات وہ مارک کا اچھا دوست تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ مارک نے ایک دوست کھو دیا۔ خداوند اس کا اچھے الفاظ میں جنت میں استقبال کریں۔" کہہ کر وہ واپس آ گئیں۔ اگلی باری ایمیلی کی تھی۔

زخرف کے فون پر میسج کی بپ ہوئی۔ اس نے فون دیکھا۔ ایذا کا میسج تھا۔

'ویڈیو کال کرو پلیز۔ مجھے بھی یہ فنی سرمنی دیکھنی ہے۔'

'منہ بند رکھو اپنا۔'

زخرف نے میسج بھیج کر فون بند کر دیا۔

ایمیلی اور ایرن کے بعد اب کافن کے پاس لوری آ کر کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے یاد ہے جب ایک دفعہ اس چوہے نے۔۔۔ میرا مطلب ہے ہوب نے میرا چیز سینڈوچ کھا لیا تھا۔ مجھے اس وقت بہت غصہ آیا تھا۔ لیکن اب وہ مر گیا ہے تو میں اسے اس کے لیے معاف کرتا ہوں۔"

کہہ کر وہ واپس آ گیا۔ اب کے کی زخرف کی باری تھی۔

وہ اس کافن تک آئی اور ایک نظر اس پر ڈالی۔ چوہے کا چھوٹا سا چہرہ اس میں سے جھلک رہا تھا۔

"میری صرف ہوب سے ایک دفعہ ملاقات ہوئی تھی وہ بھی سرسری سی۔ میں ہوب کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتی لیکن میں اتنا جان گئی ہوں کہ ہوب مارک کا اچھا دوست تھا۔ ایک دوست کو کھونا یقیناً آسان نہیں ہو گا۔ میری بھی ایک دوست ہے جو مجھے بہت عزیز ہے۔" اس کے ذہن میں ایذا کا چہرہ گھوما۔ اگر وہ یہاں ہوتی تو زخرف کا چوہے کے ساتھ اس کا موازنہ کرنے پر اس کا گلا دبا دیتی۔ "میں اسے کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ مجھے بہت افسوس ہے مارک کے تم سے ایک دوست بچھڑ گیا۔ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ہوب اب پہلے سے زیادہ اچھی جگہ پر ہو گا۔ اللہ تمہیں صبر دے۔" کہہ کر وہ واپس آ گئی۔

"تم تو کمال کی اداکارہ ہو۔" جیک اس کے کان میں بولا۔

"میں نے اداکاری نہیں کی۔" زخرف نے اسے کہنی ماری۔

اسی دوران ایک عورت یارڈ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ وہ بھی بلیک ٹوپ میں ملبوس تھی۔

وہ فوراً مارک کے قریب آئی اور جھک کر اسے گلے سے لگایا۔

"اوہ مارک، تمہیں ہوب کتنا عزیز تھا۔ یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

زخرف جیک کے قریب جھکی۔

"یہ عورت کون ہے؟" سرگوشی میں بولی۔

"مارک کی ماں۔" بدلے میں زخرف نے حیرت سے جیک کو دیکھا۔

"جو پوچھنا چاہتی ہو پوچھو۔ تم ہماری فیملی ہو۔"

"صرف مارک کی ماں؟" زخرف نے ایک ابرو اٹھائی۔

"میری ایکس وائف بھی ہے۔" جیک نارمل لہجے میں بولا۔

"تو پھر؟"

"کچھ سال پہلے طلاق ہو گئی تھی ہماری۔"

"اوہ۔ آئی ایم سوری۔" وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

مارک، لوری، ایرن اور جیک نے خاموشی سے اس کا فن کو یارڈ میں ہی دفن کر دیا۔ آخر میں مارک اپنی ماں کے پاس آیا۔

"میں آپ کو مس مرجان سے ملواتا ہوں۔" وہ اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر زخرف تک لایا۔ جیک پھر سے زخرف کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہ مس مرجان ہیں۔ آنٹ ایما کی بیٹی، جو چھوٹے ہوتے کھو گئی تھی۔ اور مس مرجان یہ میری مام ہیں۔"

اس عورت نے صرف ایک نظر زخرف پر ڈالی۔

"واٹ ایور۔" وہ بغیر مزید کچھ بولے مارک کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئی۔

زخرف نے جیک کی طرف دیکھا۔

"نیورمائینڈ ہر۔" اس نے محض کندھے اچکا دیے۔

....

یہ نیوجرسی میں موجود ایک عالیشان محل جیسا گھر تھا۔ وہ اس وقت اس گھر کے بیک یارڈ میں موجود تھی۔ اس نے سفید رنگ کے ٹراوزر پر سفید رنگ کی کھلی سی شرٹ پہن رکھی تھی۔ بالوں کو اونچی سی پونی میں باندھ رکھا تھا۔ چہرے پر ایک دو جگہ پینٹ لگا تھا۔ وہ کینوس پر ایک بوڑھی عورت کی آنکھیں بناتی مکمل طور پر اس میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس کے کینوس سے کچھ فاصلے پر ایک عورت ایک بڑی سی کرسی پر کسی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔ اس نے کئی قسم کے ہیرے جواہرت پہن رکھے تھے اور وہ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

زخرف نے کینوس سے سر نکال کر ایک گہری نظر اس عورت کے چہرے پر ڈالی اور پھر سے کینوس پر سٹروک چلانے لگی۔

"تم بہت خوبصورت ہو۔ بوائے فرینڈ تو ہو گا تمہارا۔" وہ عورت یونہی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

زخرف کے تاثرات اس بات پر نارمل تھے۔ وہ جانتی تھی یہاں یہ باتیں عام ہیں۔

"نہیں، میرا کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ مردوں کو اپنی زندگی سے جتنا دور رکھو اتنا ہی بہتر ہے۔"

زخرف کے تاثرات اس بات پر بدلے تھے۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہیں آپ؟"

" بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں میں۔ مرد صرف لالچی اور ہوس کا مارا ہوتا ہے۔ جو عورتیں مردوں کی محبت میں مبتلا ہو جاتی ہیں وہ خود کو کامیاب زندگی سے دور لے جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر کامیاب عورتیں سنگل ہوتی ہیں۔ جیسے کہ تم اور میں۔" کہہ کر اس عورت نے اپنا پوز درست کیا۔

زخرف نے ہنس کر سر جھٹکا۔

" آپ کا کسی مرد نے دل توڑا ہے کیا؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

" اوہ نو۔ میں نے کبھی کسی مرد کو اس چیز کی اجازت ہی نہیں دی۔ مردوں سے اعتبار اٹھانے کے لیے میرا باپ ہی کافی تھا۔" یہ بات کہتے اس عورت کے لہجے میں تبدیلی آئی تھی۔ زخرف نے کینوس سے سر نکال کر اس کے چہرے کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی لیکن اس کے باوجود وہ مسکرا رہی تھی۔

" یہ مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کچھ کو عورت کا جسم چاہیے ہوتا ہے اور کچھ کو اس کا پیسہ۔ اس سے زیادہ عورت سے انہیں کوئی چیز نہیں چاہیے ہوتی۔ میں نے سنا ہے تم بھی ایک مشہور سوشل ایکٹیویسٹ کی بیٹی ہو؟ یقیناً تمہارا باپ بھی ایسا ہی ہو گا۔ پیسوں کا لالچی۔"

" ایسا نہیں ہے۔" اس نے برش پاس پڑے ایک پانی کے باول میں ڈالا اور دھونے لگی۔" میرا باپ اس دنیا کا سب سے بہترین انسان ہے۔ میں نے ان سے زیادہ انسانیت کسی میں نہیں دیکھی۔"

اس عورت کی جانب سے کوئی جواب نا آیا۔

کچھ دیر بعد ایک میڈ چائے کے سامان کے ساتھ یارڈ میں داخل ہوئی اور اس عورت کے پاس نیچے بیٹھ کر چائے بنانے لگی۔

" کچھ دیر کے لیے کام چھوڑ دو اور میرے ساتھ آ کر چائے پیو۔" وہ عورت پیار سے زخرف کو دیکھ کر بولی۔

زخرف نے ہاتھ دھوئے اور اس طرف آ گئی۔ میڈ نے دونوں کی چائے ان کے سامنے رکھی اور چلی گئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اتنا خوبصورت چہرہ، اتنی خوبصورت آنکھیں۔ کوئی تو تمہاری محبت میں گرفتار ہوا ہو گا۔" وہ زخرف کا چہرہ بغور دیکھ کر بولی۔ زخرف جواب میں مسکرائی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔"

"اور تم؟ کیا تمہیں بھی کسی سے محبت نہیں ہوئی؟ اس عمر میں تو لڑکیاں محبت کر ہی بیٹھتی ہیں۔" زخرف نے اس عورت کی بات پر اپنی گردن پر موجود ہیروں کو دیکھا۔

"کیا یہ اس نے دیا تھا؟" عورت گہری مسکراہٹ سے بولی۔ زخرف ایک دم سنبھل کر بیٹھی۔ "خوبصورت ہے۔ اور اس پر تمہارے نام کا initial بھی ہے۔ یعنی وہ چاہتا ہے تم اس سے زیادہ خود کو اہمیت دو۔ بہت کم مرد ایسا سوچتے ہیں۔ یا شاید اس سے بھی کم۔" زخرف خاموشی سے بس اس عورت کو دیکھتی رہی۔

"کیا وہ اچھا ہونے کے باوجود بھی چھوڑ گیا؟" وہ میز سے اپنا چائے کا کپ اٹھاتے بولی۔

"غلطی میری تھی۔ میں نے اس پر اعتبار نہیں کیا۔"

"کیا اس نے تمہارا دل توڑا تھا۔"

"نہیں میں نے اپنا دل خود توڑا تھا۔" وہ جیسے کسی ٹرانس میں بول رہی تھی۔ وہ عورت گھونٹ گھونٹ چائے پیتی اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"کیا واپس آئے گا تو اس پر اعتبار کر لو گی؟"

"کیا وہ واپس آئے گا؟ کیا وہ مجھ پر اعتبار کر لے گا؟"

اس نے چہرہ اس عورت کی جانب اٹھایا۔ اس عورت نے کندھے اچکائے اور مزے سے اپنی چائے پیتی گئی۔

اس کے بعد وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔ زخرف نے خاموشی سے اپنی چائے ختم کی اور اٹھ کر پھر سے کام میں مصروف ہو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے تقریباً ڈھائی دن لگا کر اس عورت کا پورٹریٹ مکمل کر لیا۔ اس دوران وہ اس کے گھر ہی رہی۔ پورٹریٹ ختم کرتے ہی اس نے واپسی کی ٹکٹ بک کروالی۔ یہاں آنے سے پہلے وہ گرینی، ٹیرا، جیک اور باقی سب سے یہ پرومس کر کے آئی تھی کہ وہ واپس جانے سے پہلے ایک دفعہ پھر ان سے ملنے آجائے گی۔ لیکن اب وہ واپس جانے کے لیے بے تاب تھی۔ اس نے فون کر کے ٹیرا سے معذرت کر لی۔ ٹیرا اس سے سخت ناراض تھی، گرینی نے بھی اس سے ریکویسٹ کی کہ وہ ایک چکر لگا جائے لیکن زخرف بضد تھی۔ البتہ جیک نے اس سے بات کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔

وہ ٹیرا کو یہ یقین دلا کر کے وہ جلد پھر امریکا آئے گی، پاکستان کے لیے روانہ ہو گئی۔

....

اس میٹنگ روم میں موت جیسا سناٹا تھا۔ سعد سربراہی کرسی پر بیٹھا اپنے سامنے پڑے کاغذات کو قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھے سب لوگ سانس روکے اس کے بولنے کے منتظر تھے۔

سعد نے ایک فائل اٹھائی اور سامنے میز پر زور سے پٹخی۔

"کیا ہے یہ سب؟ ہمارے سارے بزنس لاس میں کیوں جا رہے ہیں؟ کوئی جواب دے گا مجھے یہاں؟"

اس کی آواز سرد اور بے حد اونچی تھی۔ سامنے بیٹھے سارے مرد خاموش رہے۔

ایک تقریباً پچاس سالہ آدمی نے اپنا گلا صاف کیا۔

"جب واصف آغا ہوتے تھے تو وہ خود سارا کام دیکھتے تھے۔ ایک ایک کمپنی پر ان کی نظر ہوتی تھی۔ جب باس کی نظر ہو تو سب لوگ محنت سے کام کرتے ہیں۔ اور جب امپلائز محنت سے کام کرتے ہیں تو کمپنیاں گھاٹے میں نہیں جاتیں۔" باقی سب اس آدمی کی جرات پر حیران تھے۔

سعد البتہ گہری نظروں سے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا۔وہ کرسی سے اٹھا اور چل کر اس آدمی کی کرسی تک آیا۔اس کے سامنے میز پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔اس کی کلائی کے گرد زخرف کی دی ہوئی گھڑی بندھی ہوئی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس آدمی نے نظر اٹھا کر سعد کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ کسی بھی کمپنی میں دلچسپی نہیں لیتے۔یہی وجہ ہے کہ سارے کاروبار گھاٹے میں جا رہے ہیں۔"

سب بے یقینی سے اس آدمی کو دیکھ رہے تھے۔سعد نے ایک ہاتھ اس آدمی کی جانب بڑھا کر اس کی ٹائی کو پکڑا۔

"تمہاری جرات کو سلام ہے۔لیکن میرے ایک سوال کا جواب دوگے ؟" وہ آدمی یونہی سعد کو دیکھتا رہا۔ البتہ ماتھے پر پسینے کی بوندیں آ گئی تھیں۔"تمہیں کس لیے تنخواہ دیتا ہوں میں۔ہاں؟" اس نے ایک فائل پکڑ کر اس کے سامنے رکھی۔ٹائی ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔

"یہ اس کمپنی کی فائل ہے جس کے ڈائریکٹر تم ہو۔پھر مجھے جواب دو کہ تم نے پچھلے چند مہینوں میں کیا کیا ہے ؟میری کمپنی کو گھاٹے میں کیوں جانے دیا تم نے؟ بولو۔"

"آپ مجھ سے ایسے بات نہیں کر سکتے۔" اس آدمی نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے یہ مت سکھاو کہ مجھے کیسے بات کرنی چاہیے اور کیسے نہیں۔میں تمہیں ایک مہینے کا وقت دے رہا ہوں۔اس ایک مہینے میں سیلز اوپر جانی چاہیے اور سارے نقصان کا ازالہ ہونا چاہیے۔اور اگر ایسا نا ہوا تو میں تم پر کیس کروا کر ساری زندگی کے لیے اندر کروادوں گا۔سمجھے ؟" اس نے ایک جھٹکے سے اس کی ٹائی کو چھوڑا اور سیدھا ہوا۔

"جا سکتے ہیں آپ سب لوگ۔" سب فورا سے اٹھے اور اپنی فائلز اٹھا کر فورا اس روم سے نکل گئے۔وہ آدمی بھی سرخ چہرے کے ساتھ اپنی ٹائی درست کرتا چلا گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

افتی جو باہر کھڑا شیشے کے دروازے سے سب دیکھ رہا تھا فوراً اندر آیا۔ سعد اب اپنی سربراہی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"یہ سب کیا تھا سعد؟" وہ فوراً ایک کرسی کھینچ کر اس کے پاس بیٹھا۔

"دیکھا نہیں تم نے یہ سب کتنے کام چور ہو گئے ہیں۔ اور میرے سامنے بولنے بھی لگے ہیں۔" وہ کرسی سے سر ٹکائے، آنکھیں موندھے بولا۔

"تمہیں دیکھ کر کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ تم اپنی کمپنیز کے ڈائریکٹرز کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہو۔ اس آدمی کی ٹائی کیوں پکڑی تھی تم نے؟ یہ ہماری زندگیوں کا سفید حصہ ہے سعد۔ یہاں تم یہ سب نہیں کر سکتے۔" افتی کے لہجے میں سختی تھی۔

"آج وہ میرے سامنے بولا تھا اور کل کو باقی بھی بولتے۔ اسے سب کے سامنے سبق سکھانا لازمی تھا۔"

"تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہمیں اتنا نقصان ہو کیوں رہا ہے؟ تمہیں اس سوال کے جواب سے خوف آتا ہے۔ لیکن اس سوال کا جواب وہ عورت ہے۔ اس کے سامنے تمہیں مزید کچھ بھی نہیں دکھتا۔"

"تم نے ٹھیک کہا۔ وہ ہے ہی اتنی خوبصورت۔ اب مجھے اس کے سامنے مزید کچھ نہیں دکھتا تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" وہ افتی کو دیکھ کر معصومیت سے بولا۔ افتی نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"مجھے خوف ہے کہ تم اپنے باپ کی اتنی مشکلوں سے کھڑی کی گئی سلطنت کو کچھ ہی سالوں میں زمین بوس کر دو گے۔"

"اور پھر میں زخرف کے ساتھ ایک عام انسان کی طرح ہنسی خوشی زندگی گزاروں گا۔" وہ آنکھیں بند کر کے بولا۔ ساتھ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"خیر میں صبح سے تمہارے لیے ہی کام کر رہا تھا۔ آج وہ لڑکی واپس پاکستان آ رہی ہے۔" افتی کی اتنی بات پر ہی سعد ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا سچ میں؟" اس کا چہرہ ایک دم کھل اٹھا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کلائی پر پہنی گھڑی کو چھوا۔

"ہاں، اور اسے ائیر پورٹ سے ریسیو کرنے تم جاوگے۔ یوسف مرجان ائیر پورٹ تک نہیں پہنچ پائے گا۔ اور کوئی بھی ائیر پورٹ نہیں جا پائے گا۔ اب تمہارا راستہ صاف ہے۔ تم اسے ریسیو کرنے جاوگے تو اس کے دل میں تمہاری قدر بڑھے گی۔ عورتوں کو وہ مرد اچھے لگتے ہیں جو ان کے لیے effort کرتے ہیں۔" افق عام سے انداز میں بول رہا تھا۔ سعد نے گھڑی سے نظر ہٹا کر مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور اس کے قریب جھکا۔

"تمہیں عورتوں کے بارے میں اتنا سب کہا سے پتہ لگنے لگا ہے۔ کہیں اس بڑھاپے میں کسی عورت کو دل تو نہیں دے بیٹھے؟" وہ افق کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا۔

"بکواس نہیں کرو۔" افق نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ سعد کا پیچھے سے ایک قہقہہ گونجا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

لاہور ائیر پورٹ پر آج پھر معمول سے ہٹ کر رش تھا۔ وہ ائیر پورٹ کی طرف سے اسے دی جانے والی سیکیورٹی کے حصار میں باہر آئی۔ باہر آتے ہی اس کا دل ایک دم گھبرایا۔ باہر لوگوں کا بہت رش تھا۔ میڈیا کے کیمروں کے فلیش اس کے چہرے پر تھے۔

اس نے اپنا سوٹ کیس گھسیٹتے وہاں کسی اپنے کا چہرہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ نا تو اسے یوسف کہیں دکھے اور نا ہی ایذا۔ اس کے گلے میں ایک دم آنسوؤں کا گولا اٹک گیا۔ وہ کہیں نہیں تھے۔ وہ اسے لینے نہیں آئے تھے؟ وہ سیکیورٹی کے بیچ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ میڈیا والوں کے دھکے سیکیورٹی گارڈز کو لگ رہے تھے۔ ایک سیکیورٹی گارڈ اس کو لگتے لگتے بچا۔ وہ سنبھل کر ان مردوں کے بیچ چل رہی تھی۔ یوسف

وہاں کیوں نہیں آئے تھے ؟انہیں یہاں ہونا چاہیے تھا۔ ان پرائے مردوں میں وہ سہج سہج کر چل رہی تھی جب اسے وہ دکھا۔ اور اسے دیکھتے ہی زخرف کا سانس میں سانس آیا۔

وہ چہرے پر ماسک لگائے ہاتھوں میں پھولوں کا بکے اٹھائے، لوگوں کو دھکیلتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

زخرف اسے ماسک کے پیچھے بھی پہچان گئی تھی۔ وہ ایم جی تھا۔ جہاں اس کی دوست اور اس کا باپ نہیں موجود تھے وہاں وہ موجود تھا۔ شاید وہ ہمیشہ اس کے لیے موجود ہونے کی کوشش کرتا تھا۔ وہی تھی جو اسے اپنی زندگی میں زیادہ اہمیت نہیں دیتی تھی۔

جو آپ کے لیے ہر جگہ موجود ہو، ایسے لوگوں کو آپ کو اہمیت دینی چاہیے۔ زخرف نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھیں بھی ماسک میں مسکرا رہی تھیں۔ وہ اس کی قریب پہنچا لیکن سکیورٹی گارڈ نے اسے پیچھے دھکیل دیا۔ زخرف نے سکیورٹی گارڈ کو اسے آگے آنے دیا۔ وہ اس کے قریب آیا اور پھول اس کی جانب بڑھائے۔ زخرف نے اس سے پھول تھام لیے۔

"ویلکم زخرف مرجان۔" وہ اس کی جانب جھک کر بولا۔ زخرف اس کی بات پر مسکرا دی۔ سعد نے اس کا سوٹ کیس پکڑا اور اس کے گرد بازو یوں پھیلایا کہ اسے چھوئے نا۔ وہ اسے اپنے حصار میں گاڑی کی جانب لے جانے لگا۔

یوسف وہاں موجود نہیں تھے لیکن انہوں نے کچھ گاڑیاں سکیورٹی سمیت بھجوائی تھیں۔

گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے زخرف کے لیے دروازہ کھولا۔ زخرف گاڑی میں بیٹھی اور اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ ایک دم کہیں غائب ہو گیا تھا۔ زخرف نے سر باہر نکال کر اسے دیکھنا چاہا لیکن کسی نے زور سے گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔ وہ کہیں نہیں تھا۔ اسے حفاظت سے گاڑی تک پہنچا کر وہ چلا گیا تھا۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ گاڑی لوگوں کے ہجوم میں دھیرے دھیرے سے آگے بڑھنے لگی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

راستے میں ہی انہیں یوسف کی گاڑیوں کا قافلہ مل گیا۔ ائیر پورٹ کی جانب جاتے ان کی سب گاڑیاں اچانک سے خراب ہو گئی تھیں۔ یوسف اور جہانگیر وہیں سے زخرف کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ایذا نے فیصل آباد جانے سے پہلے زخرف کا سارا ضروری سامان یوسف کے گھر بھجوا دیا تھا۔ اس وقت ان گاڑیوں کا رخ سید حامر جان ہاوس کی جانب تھا۔ آج وہ کئی سالوں بعد اپنے گھر واپس لوٹ رہی تھی۔

....

فاروقی اپنے دفتر میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔ اس نے رک کر ہارون کی جانب دیکھا۔ ہارون سامنے ٹی وی کی سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

"تم کیا بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے ٹی وی ہی دیکھتے رہو گے؟" وہ ایک دم غصے سے پھٹتے بولا۔ ہارون نے بیزاریت سے اسے دیکھا۔

"تو اور کیا کروں تم ہی بتادو۔"

"تم بلکل گدھے ہو۔ یہ وقت یوسف مرجان کی بیٹی کو ٹی وی پر دیکھنے کا نہیں بلکہ ہاتھ پیر مارنے کا ہے۔ تم دیکھ نہیں رہے کیا کہ اس وقت میڈیا کا سارا فوکس اس ایک لڑکی پر ہے۔ سب میڈیا چینل والے اس کوشش میں ہیں کسی طرح انہیں اس لڑکی کا انٹرویو مل جائے۔ تو تم آرام سے کیوں بیٹھے ہو؟"

ہارون نے خاموشی سے اپنے سامنے پڑے کولڈ ڈرنک کے کین کو اٹھا کر منہ سے لگایا۔ ایک لمبا سِپ لے کر اس نے کین کو ہونٹوں سے جدا کیا۔

"اس سب میں تمہاری کرم نوازی ہے۔ اگر تم نے یوسف مرجان کو ڈی فیم کرنے کی وہ فضول حرکت نا کی ہوتی تو اس وقت میں اپنے سٹوڈیو میں بیٹھ کر اس لڑکی کا انٹرویو لے رہا ہوتا۔ اور پورا پاکستان میرا شو دیکھتے ہوئے اس کے ماضی کی درد بھری داستان پر آنسو بہا رہا ہوتا۔ لیکن تم بھول رہے ہو کہ وہ ہمارے بارے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

میں کیسے خیالات رکھتی ہے۔یوسف مرجان کے گیسٹ ہاوس میں تمہاری ویڈیو بنانے والی بھی وہی تھی۔ یقینا بہت تیز ہے وہ۔" وہ بغور ٹی وی کی سکرین کو دیکھ کر بول رہا تھا۔زخرف کو پھول پکڑانے والے شخص کو اس نے غور سے دیکھا۔

"یہ لڑکا کون ہے ویسے؟ اور یوسف مرجان آج اسے ائیر پورٹ سے لینے کیوں نہیں گیا؟"

"تم ان فضول سوالوں کو چھوڑو اور میری بات غور سے سنو۔"ہارون نے چہرہ موڑ کر فاروقی کی جانب دیکھا۔"مجھے ریٹنگز چاہیے ہیں۔کچھ بھی کرو لیکن اس لڑکی کا انٹرویو تم کرو گے۔"

"تمہاری سوچ ہے کہ وہ ہمیں انٹرویو دے گی۔"ہارون نے سر جھٹکا۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کہا مجھے ریٹنگز چاہیے۔"فاروقی کا لہجہ اٹل تھا۔

"اب تمہاری ان ریٹنگز کے چکر میں میں اس لڑکی کے قدموں میں گر جاوں جا کر؟"ہارون غصے سے بولا۔

فاروقی نے اس کی بات پر ٹھہر کر اسے دیکھا۔

"برا آئیڈیا نہیں ہے۔ہم دونوں اس سے جا کر معافی مانگ لیتے ہیں۔"وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ میں نے ایسے ہی بولا ہے۔اور میں اس لڑکی سے معافی ہرگز نہیں مانگوں گا۔تمہیں تھوڑی سی شرم کرنی چاہیے۔یہی لڑکی ہے نا جس کے چکر میں تمہارا وہ دوست احمد مرا تھا۔بلکہ مار دیا گیا تھا۔"فاروقی نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"جانے والوں کو کیا یاد کرنا۔اور ویسے بھی وہ میرا دوست نہیں تھا۔اپنے کام کے لیے اسے استعمال کرتا تھا میں۔"

"تم ایک انتہائی لالچی انسان ہو۔"ہارون دانت پیس کر بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں مجھے کچھ اور بھی بولنا ہے تو بول لو۔ لیکن میرے ساتھ زخرف مرجان کے پاس جا کر اس سے معافی مانگنے کی تیاری کرو۔ اس کا پہلا انٹرویو ہم ہی کریں گے۔"

"میں اس لڑکی سے معافی نہیں مانگوں گا۔ اس لڑکی نے مجھے سارے ملک کے سامنے بدنام کیا تھا۔"

"یہ بات ہمارے اور اس کے علاوہ اور کون جانتا ہے کہ یہ کام اس نے کیا تھا؟ مجھے امید ہے وہ اپنے باپ کی طرح رحم دل ہو گی اور ہمیں معاف کر کے پرانی باتیں بھول جائے گی۔ اور تم اس سے معافی ضرور مانگو گے ہارون۔ کیونکہ ریٹنگز کے لیے کچھ بھی۔" آخری بات پر وہ مسکرایا تھا۔

....

ان کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی تو وہاں قطار میں بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ یوسف گاڑی سے اتر کر فورا اس طرف آئے۔

"یہ کیا؟ سب لوگ گھر پر ہیں؟" وہ اپنے ملازم کو دیکھ کر بولے۔

"سر آپ کے سب رشتے دار کچھ دیر پہلے ہی آئے ہیں۔ اب میں انہیں اندر آنے سے کیسے روک سکتا تھا۔"

یوسف نے اپنی کنپٹی پکڑ کر سہلائی۔ زخرف گاڑی سے نکل کر اس جانب آئی۔

"کیا یہاں بھی میڈیا آگیا ہے؟" وہ گاڑیوں کی جانب دیکھ کر بولی۔ یوسف اس کی جانب مڑے اور اسے افسوس سے دیکھا۔

"نہیں۔ سب رشتے دار آگئے ہیں۔ تم سے ملنے کے لیے بے تاب ہیں سب۔ میں نہیں چاہتا تھا زخرف کے واپس آتے ہی تم پر یہ سارا بوجھ ڈال دوں۔" زخرف جواب میں مسکرائی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کوئی بات نہیں بابا۔ ملنا تو ہے نا سب سے، تو پھر ابھی سہی۔" یوسف نے افسوس سے سر ہلایا اور وہ دونوں گھر کی جانب بڑھ گئے۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہوئے تو اندر بہت سارے اجنبی چہرے موجود تھے۔ زخرف نے تھوک نگلا۔ اسے ان سب سے ملنا تھا۔

وہاں تایا کبیر، چچا معین، پھپھو فصیحہ اور ان سب کے بچے موجود تھے۔ ان کے وہاں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے کبیر مرجان زخرف کی جانب بڑھے۔ یوسف رک گئے تو زخرف بھی رک گئی۔

وہ اس کے قریب آئے اور نم آنکھوں سے زخرف کا چہرہ دیکھا۔

"میری زخرف۔۔۔ میری بیٹی۔" انہوں نے زخرف کے چہرے کو چھوا اور اگلے ہی لمحے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ زخرف نے یوسف کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"یہ تمہارے تایا ہیں۔" یہ کہتے یوسف کے چہرے کا زاویہ بگڑا تھا۔

تایا کبیر نے فوراً سیدھے ہو کر یوسف کو دیکھا۔

"تایا کیوں کہہ رہے ہو دشمن کہو نا۔" یوسف نے سر جھٹکا، بولے کچھ نہیں۔ زخرف نے لاعلمی سے دونوں کے چہروں کو دیکھا۔

"تمہارے باپ کے بس میں ہوتا تو مجھے تمہاری شکل بھی نا دیکھنے دیتا۔" وہ زخرف کا چہرہ تھامے ہوئے بولے۔ یوسف منہ میں بڑبڑائے۔ زخرف خاموش رہی۔

"اب بس بھی کریں، باقی سب کو بھی ملنے دیں۔" یوسف بولے تو کبیر نے پھر سے تند ہی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ معین مرجان زخرف کے پاس آ کر اس سے ملے اور پھر اس کا سب سے باری باری تعارف کروانے لگے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب پھپھو فصیحہ سے ملنے کی باری آئی تو انہوں نے زور سے زخرف کو گلے لگایا۔ وہ اس کو گلے لگائے اونچا اونچا رونے لگیں۔ زخرف کو لگ رہا تھا کہ اس کا دم گھٹ جائے گا۔ اس نے بیچاری آنکھوں سے یوسف کی جانب دیکھا۔

وہ سب دو گھنٹے وہیں بیٹھے رہے۔ زخرف اتنی لمبی فلائٹ سے تھکی تھی اور سخت بیزار سی ان کے بیچ بیٹھی تھی۔

یوسف نے چچا معین سے کہا کہ زخرف کو ابھی آرام کرنا ہے۔ انہوں نے سمجھ کر سر ہلا دیا اور جلد ہی وہ سب کو واپس لے گئے۔

ان سب کے جانے کے بعد بھی زخرف کی جان نہیں چھوٹی تھی۔ وہ اپنا سر پکڑے بوا کے پاس کچن میں بیٹھی تھی۔ بوا نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور ان کے بین کی آوازیں دور کے گھروں تک بھی جا رہی تھیں۔

ان کا اتنا دکھ دیکھ کر زخرف کو اپنی زندگی کے دکھ چھوٹے لگنے لگے تھے۔

یوسف کچن میں آئے اور افسوس سے بوا کو دیکھا۔

"بوا بس کر دیں۔ وہ اتنے لمبے سفر سے تھکی ہوئی آئی ہے۔ آرام کرنے دیں اسے۔"

"اتنی سی تھی۔" انہوں نے اپنی دو انگلیوں کے بیچ تھوڑا سا فاصلہ چھوڑ کر اشارہ کیا۔ "اتنی سی تھی جب میں اسے اٹھا کر ادھر سے ادھر پھرا کرتی تھی۔ لیکن قسمت کے کھیل دیکھو، چڑیا کی طرح اڑ گئی۔ یا ربا یہ ظلم کیوں کیا توں نے ہم پر۔" زخرف نے دانت پیس کر یوسف کی جانب دیکھا۔

"بابا، میری کمر ٹوٹ جائے گی، مجھے سونا ہے۔" وہ تقریباً چیخی تھی۔ یوسف نے فوراً آگے ہو کر اس کا ہاتھ بوا کے ہاتھوں سے چھڑوایا۔ زخرف اگلے ہی لمحے اٹھ کر باہر کو دوڑی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

بوا کو وہیں روتا چھوڑ کر وہ دونوں اس کمرے میں آ گئے۔ وہ کمرہ جو چند دن پہلے دو سالہ زخرف کے سامان سے بھرا تھا آج وہ مختلف تھا۔ دیواروں کا رنگ ہلکے گلابی سے تبدیل ہو کر سفید ہو گیا تھا۔ سارا فرنیچر بھی نیا تھا۔

"تمہیں کمرہ پسند آیا؟" یوسف اس کے ساتھ کھڑے تھے۔ زخرف نے نڈھال سا سر ہلایا۔ وہ آگے آئی اور بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گئی۔ اس کی آنکھیں زبردستی بند ہو گئیں۔

یوسف نے آگے ہو کر اس کے جوتے اتارے اور اسے سیدھا کر کے اس کے سر کے نیچے سرہانا رکھ دیا۔ وہ بیڈ پر گرتے ہی بے ہوشی کی نیند سو گئی تھی۔ یوسف کچھ لمحے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے رہے پھر اس کے کمرے کی بتیاں بجھا کر چلے گئے۔

....

اس نے انگڑائی لی اور اپنے ارد گرد دیکھا۔ کئی لمحے وہ اس کمرے کو دیکھتی رہی۔ اب سے یہی اس کا کمرہ تھا اور یہی اس کا گھر تھا۔ اس نے اپنا فون اٹھا کر دیکھا تو یہ اگلا دن تھا۔ اس وقت صبح کے گیارہ بجے تھے۔ وہ پچھلے دن کی دوپہر کو سوئی تھی اور اب اٹھی تھی۔ اٹھ کر اس نے دو تین سٹریچز کیے اور دروازے تک آئی۔

زخرف نے دروازہ کھولا تو دروازے کے اس پار سہلی کھڑی تھی۔ زخرف کو دیکھ کر سہلی کا چہرہ ایک دم لال ہو گیا تھا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو تم؟"

"وہ۔۔۔ وہ سر نے کہا تھا کہ میں آپ کو جگا دوں۔" وہ بولتے ہوئے بے حد کنفیوز ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، میں جاگ گئی ہوں۔" اس نے بولا لیکن سہلی یونہی اسے دیکھتی رہی۔

"کیا کچھ اور بھی کہنا ہے؟" زخرف الجھ کر بولی۔

"وہ۔۔۔ نہیں کچھ نہیں۔" زخرف اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔

"وہ۔۔۔"

زخرف پھر سے رکی اور سہلی کی جانب گھومی۔

"کیا نام تھا تمہارا؟"

"سہلی۔"

"کیا بات ہے سہلی۔ جو کہنا ہے کہو۔"

سہلی یاسیت سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"جب آپ پہلی دفعہ یہاں آئی تھیں تو مجھے اس دن ہی لگا تھا جیسے آپ۔۔۔ آپ کا سر سے کوئی تعلق ہے۔ آپ کی آنکھیں ہو بہو سر کی بیوی جیسی تھیں۔" کہہ کر وہ رکی۔ زخرف یونہی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میری اس وقت ہمت نہیں ہوئی کہ میں آپ سے کچھ پوچھتی۔۔۔ لیکن۔۔ لیکن میں بہت خوش ہوں۔ میں آپ کے یہاں آنے پر بہت خوش ہوں۔" سہلی کی آنکھیں نم تھیں۔ زخرف کے تاثرات نرم ہوئے۔

"میں بیس سال کی تھی جب اس گھر میں آئی تھی۔ اور ہمیشہ آپ کی ماں کی تصویر دیکھ کر سوچا کرتی تھی کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا ہو گا۔ آپ یہاں نہیں تھیں پھر بھی آپ یہیں ہوتی تھیں۔ کسی مسٹری کی طرح۔ آپ اس گھر میں واپس آگئی ہیں اس لیے میں بہت خوش ہوں۔"

"تمہارا شکریہ سہلی۔" وہ دھیما سا مسکرا کر بولی۔

"آپ مجھے شکریہ مت کہیں مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ کیا میں آپ کے لیے کچھ کر سکتی ہوں۔ کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔" وہ دو قدم زخرف کی جانب آتی بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں بلکل، تم میرے لیے کافی بنا سکتی ہو کیا؟ اور پھر اس کے بعد مجھے اپنا سامان ان پیک کرنا ہے۔ اس میں بھی میری مدد کر سکتی ہو؟"

"ضرور۔" سہلی کا چہرہ ایک دم کھل گیا۔ "مجھے آپ کا کام کر کے بہت خوشی ہو گی۔ آپ بتائیں کافی کیسی پیے گی آپ؟"

"میرے خیال میں آج بھی یہاں بہت لوگوں کا رش رہے گا۔ اس لیے مجھے سٹرونگ کافی چاہیے۔ امیریکینو ٹھیک رہے گی۔"

"اوکے۔"

زخرف اسے چھوڑ کر باہر لاونج کی جانب چلی گئی۔ سہلی کچن کی جانب بڑھنے لگی پھر ایک دم ٹھہری۔

"اوہ نو، میں تو ان کو بتانا بھول ہی گئی کہ باہر مہمان ہیں۔" اس نے اپنے سر پر افسوس سے چِت لگائی۔

زخرف انگڑائی لیتے ہوئے لاونج میں آئی۔

"گڈ مار۔۔۔۔" اس کا گڈ مارننگ منہ میں ہی رہ گیا۔ اس کے بازو ہوا میں بلند تھے۔ وہاں یوسف کے ساتھ کوئی بیٹھا تھا۔ اس نے فوراً اپنے ہاتھ نیچے کیے۔ بال ٹھیک کرنے کی ناکام کوشش کی اور افسوس سے اپنے کپڑوں کو دیکھا۔

یوسف کے ساتھ بیٹھے شخص یوسف کی عمر کے تھے۔ زخرف کے آتے ہی وہ فوراً کھڑے ہوئے۔

"زخرف یہ ظفر ہے۔ میرے بچپن کا دوست۔"

وہ آگے ہو کر زخرف سے ملے۔ زخرف کا چہرہ شرمندگی سے لال تھا۔ وہ یونہی سیدھا بستر سے اٹھ کر بغیر منہ دھوئے باہر آ گئی تھی۔

"بلکل ایما جیسی ہے۔" یوسف کے دوست یاسیت سے اس کا چہرہ دیکھ کر بولے۔ "تمہارا جانا ہماری زندگی کا سب سے بڑا نقصان تھا۔" کہہ کر وہ یوسف کی جانب مڑے۔

"یہ تو ہمیں اب پہچانتی بھی نہیں ہو گی۔" افسوس سے بولے۔ یوسف مسکرا دیے۔

نہیں کیوں نہیں، دو سال کی بچی کا حافظہ اتنا تو مضبوط ہوتا ہی ہو گا کہ وہ اپنے باپ کے دوستوں کو بھی یاد رکھے، زخرف نے دل ہی دل میں سوچا۔ وہ صبح صبح کسی سے نہیں ملنا چاہتی تھی اور اس وقت اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔ وہ مجبوراً وہاں ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اب اسے بھی اپنے باپ کی طرح سب سے مسکرا مسکرا کر ملنا تھا۔

"تمہیں یاد ہے یوسف جب زخرف چھوٹی سی ہوتی تھی۔ آئلہ ایما سے زیادہ زخرف کے لیے یہاں آتی تھی۔" وہ دونوں ایک دم ہنسے۔ زخرف بار بار اپنی جمائی کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"اللہ آئلہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔" یوسف فوراً بولے۔

"آمین۔"

"زخرف۔" یوسف کے پکارنے پر وہ فوراً سیدھی ہوئی۔ "آئلہ ظفر کی بیوی تھی۔ ایما کی پاکستان میں واحد دوست۔ تم سے بہت پیار کرتی تھی۔ کچھ سال پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔"

"اوہ۔" اس نے چہرہ یوسف کے دوست کی جانب موڑا۔ "بہت افسوس ہوا مجھے انکل۔"

ظفر نے ایک ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر پھیرا۔

"امید ہے جلد تم سب کو جان جاؤ گی۔ اور ہم پھر سے پہلے کی طرح رہیں گے۔" وہ مسکرا کر بولے تھے۔

•••••••••••••••••••••••••

زخرف چہرہ دونوں ہاتھوں کے بنائے پیالے میں رکھے منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے ایذا پاگلوں کی طرح اس کے کمرے کی ایک ایک چیز دیکھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اُف زی، کتنا پیارا کمرہ ہے تمہارا۔ تمہاری تو قسمت ہی بدل گئی ہے۔ بلکل بادشاہوں والے محل میں آگئی ہو تم۔" وہ اس کے ڈریسنگ ٹیبل کا ایک ایک ڈرار کھول کر دیکھ رہی تھی۔

"سنا نہیں میں نے تم سے کیا کہا ہے؟ میں تم سے ناراض ہوں۔" زخرف یونہی منہ پھولا کر بولی۔

ایذا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ روکی۔ وہ واش روم کا دروازہ کھولے اندر دیکھ رہی تھی۔

"اتنا بڑا اور اتنا عالی شان واش روم؟ ایسے واش روم میں تو ہمارے دس واش روم فٹ ہو جائیں۔"

"ایذا تمہیں میری بات سمجھ نہیں آ رہی؟" زخرف اب کے غصے سے بولی۔

"کیا مسئلہ ہے؟" وہ زخرف کی جانب مڑی۔ "کہا تو ہے ائیر پورٹ کے لیے نکلی تھی میں لیکن راستے میں طبیعت خراب ہوگئی میری۔ یاسر بدتمیز کہیں سے گلے سڑے پھلوں کا جوس اٹھا لایا تھا اور ہم دونوں کا پیٹ خراب ہو گیا۔ طبیعت خراب ہونے پر ہی اسے واپس فیصل آباد بھی بھجوانا پڑا مجھے۔"

"یہ کوئی بہانہ نہیں ہے۔"

"منہ بند رکھو۔ ابھی مجھے باقی کا گھر بھی دیکھنا ہے۔ اور میرا سامان تو لائی ہو نا؟ گھر دیکھنے کے بعد وہ بھی لوں گی میں۔" کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئی۔ زخرف پیچھے منہ میں بڑبڑاتی رہ گئی۔

اس نے اپنا فون پکڑا اور سوشل میڈیا دیکھا۔ اور سوشل میڈیا دیکھتے ہی اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ وہاں ہر جگہ ایک ہی تصویر تھی۔ ائیر پورٹ پر زخرف اور ایم جی کی۔ ماسک لگائے ایم جی اس کی جانب پھول بڑھا رہا تھا۔ اس نے تصویر کے نیچے کمینٹس پڑھے۔

'کیا یہ لڑکا یوسف مرجان کی بیٹی کا بوائے فرینڈ ہے؟'

'یوسف مرجان اتنے شریف انسان ہیں اور ان کی بیٹی اتنی بے باک۔ استغفر اللہ۔'

اس سے زیادہ وہ کچھ نا پڑھ پائی۔ اس نے فون بند کر دیا اور سر ہاتھوں میں دے دیا۔ وہ جانتی تھی اس دنیا میں مشہور ہونے، ایک پبلک فگر بننے والے کے ساتھ یہی سب ہوتا ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کا فون بجا تو اس نے اٹھایا۔ کال ایم جی کی تھی۔

"ہیلو ایم جی۔"

"زخرف تم ٹھیک ہو نا؟ میں نے ابھی سوشل میڈیا دیکھا ہے۔ مجھے بہت برا الگ رہا ہے۔ مجھے پتا ہوتا تو میں وہاں نا آتا۔" اس کی آواز میں افسوس تھا۔

"نہیں ایم جی۔ تم وہاں آئے مجھے بہت اچھا لگا۔ اور تم ان لوگوں کی پروہ نا کرو۔ یہ ہر پبلک فگر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ کچھ دنوں میں بھول جائیں گے۔ وہ تو شکر ہے تم نے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا۔ ورنہ میری وجہ سے تم کتنی مشکل میں پڑ جاتے۔"

"تمہاری وجہ سے مشکل میں پڑ کر مجھے برا نہیں لگتا۔"

"تم بہت ہی سیلف لیس انسان ہو۔" وہ ہنستی ہوئی بولی۔ پھر ایک دم رکی۔ "تم آج رات ڈنر پر کیوں نہیں آتے میرے گھر؟"

"میں؟ تمہارے گھر؟" اس کی آواز میں حیرت تھی۔

"ہاں بلکل، میرے گھر۔ ویسے تمہیں یوسف مرجان کیسے لگتے ہیں؟" دلچسپی سے پوچھا۔

"مجھے؟" وہ شاید اس کے سوال پر مسکرایا تھا۔ "میں تو ان کا بہت بڑا فین ہوں۔ میں ہمیشہ سے ہی ان کو آئیڈلائز کرتا آیا ہوں۔" کہتے ہوئے وہ ساتھ ہنسا بھی تھا۔

"پھر تو تمہارے لیے یہ سپیشل ڈنر ہو گا۔ کیا تم نے کبھی سوچا بھی تھا کہ تم یوسف مرجان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاوگے؟" وہ بھی ہنستے ہوئے بولی۔

"بلکل بھی نہیں۔ آہ، کتنا خوش نصیب ہوں میں۔ شکریہ زخرف تمہاری وجہ سے میں یوسف مرجان سے مل پاوں گا۔ ان کے ساتھ ایک میز پر کھانا کھا سکوں گا۔"

"اور میں؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔ "تم شاید بھول گئے ہو کہ تم جس انسان کے فین ہو میں اس کی بیٹی ہوں۔"

"میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ میری دوست اتنی بڑی سلیبرٹی بن گئی ہے۔" وہ اس کی بات پر ہنستی گئی۔

فون بند کر کے وہ باہر آئی تو ایذا بوا کے ہتھے چڑھ چکی تھی۔ وہ کچن کے باہر پیڑھی رکھ کر بیٹھی تھیں اور ایذا کو بھی وہیں بٹھا رکھا تھا۔ وہاں ڈھیروں گندم پڑی تھی جس کو وہ ایذا سے صاف کروا رہی تھیں۔

ایذا نے زخرف کو آتے دیکھا اور بے چارگی سے منہ بنایا۔

"اتنا بڑا گھر ہے اور ملازموں کی کمی ہے تم لوگوں کو؟ مہمانوں سے کام کرواتے شرم نہیں آتی۔" وہ زخرف کی جانب دیکھ کر بولی۔ بوا نے گھور کر اسے دیکھا۔

"مہمان تو دیکھو، گھر کا ایک ایک کونا چھانٹی کر رہی تھی۔" منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولیں۔ ایذا نے کھلے منہ کے ساتھ ان کو دیکھا۔ کیا اس نے اتنی منہ پھٹ عورت اپنی زندگی میں پہلے کبھی دیکھی تھی؟ شاید نہیں۔

بوا نے زخرف کو سر سے پیر تک دیکھا۔ وہ مزے سے ایذا کو دیکھ رہی تھی۔

"لڑکی اپنا لباس دیکھا ہے توں نے؟" اب وہ زخرف کی جانب پوری طرح مڑ چکی تھیں۔ کل والے آنسو اور دکھ مکمل غائب ہو گئے تھے۔ آج وہ پرانی بوا بن گئی تھیں۔

زخرف نے سر جھکا کر اپنے کپڑے دیکھے۔ اس نے ٹراوزر شرٹ پہن رکھے تھے۔

"دیکھا ہے بوا۔ کیا مسئلہ ہے میرے کپڑوں کو؟"

"نا مجھے ایک بات بتاو۔ جیسی تمہاری حرکتیں ہیں ویسی تمہاری سہیلی اور ویسا ہی لباس۔" ان دونوں نے بے یقینی سے بوا کو دیکھا۔

"پہلے سوئی تو دو دن بستر پر مردوں کی طرح پڑی رہی اور لباس کو دیکھ لو۔ نا سر ہے نا منہ ہے اس کا۔ سیدھی انسانوں والی شلوار قمیض پہنو، انسان لگو گی۔" ایذا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکی۔

"دیکھو بوا۔" زخرف کمر پر ہاتھ رکھ کر بوا کی جانب آئی۔ "یہ جو تمہاری اتنی لمبی زبان ہے نا، میری تم سے زیادہ لمبی ہے۔ باتیں میں بھی تمہیں سنا سکتی ہوں اور ایسی کے تم لاجواب ہو جاو گی۔ اس لیے مجھ سے سنبھل کر بات کیا کرو۔"

"بھئی کیسا زمانہ آگیا ہے۔ آج کل کی لڑکیوں میں تو کوئی بڑوں کا لحاظ ہی نہیں رہا۔ ہمارے زمانے میں تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا کہ لڑکی کی آواز کیسی ہے۔ بولتی ہی نہیں تھیں۔ اور ان کو دیکھ لو۔ اگر کوئی لڑکی گھر کے بڑے کے سامنے زرا اونچا بول لیتی تھی تو زبان کاٹ دیتے تھے اس کی۔" بوا سخت لہجے میں ان دونوں کو باری باری دیکھتے ہوئے بول رہی تھیں۔

"پھر تمہاری زبان کیسے سلامت ہے بوا؟" ایذا فوراً سے بولی۔

زخرف نے ہنستے ہوئے ڈائیننگ ٹیبل سے ایک سیب اٹھایا اور صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔

یوسف اپنے کمرے سے نکل کر اس جانب آئے۔

"بوا، ایذا ہماری مہمان ہے۔ آپ مہمان سے کام کیوں کروا رہی ہیں؟" وہ حیران ہو کر بولے۔

"مہمان اچھی ہے۔ گھر کے ایک ایک کونے میں جا کر دیکھ رہی تھی کہ کہاں کیا پڑا ہے۔" بوا منہ بگاڑ کر بولیں اور ایذا سے گندم کی چھانی کھینچ لی۔ اس نے بوا کی بات پر انہیں گھورا اور کپڑے جھاڑ کر اٹھ گئی۔

"تم بیٹھو وہاں۔" انہوں نے ایذا سے صوفوں کی جانب اشارہ کیا۔ "اور زخرف جاو سہلی سے بولو کہ ایذا کے لیے کچھ لے کر آئے۔ کسی کو بھی ہوش ہے یہاں کے مہمان کو کچھ کھانے پینے کا بھی پوچھنا ہوتا ہے۔"

ایذا فوراً ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ یوسف بھی وہیں بیٹھ گئے تھے۔ زخرف نے سیب میں دانت گاڑھتے ایذا کو دیکھا۔

"جاو، اپنی دوست کی خدمت کرو۔ اور مجھے اور کے بی کو باتیں کرنے دو۔" وہ مزے سے زخرف کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

زخرف منہ میں بڑبڑاتی اٹھ کر کچن کی جانب چلی گئی۔

رات کے وقت وہ سب لان میں میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ لان میں ہر طرف بتیاں جگی تھیں۔

یوسف کا دھیان اپنے کھانے کی طرف تھا ساتھ وہ ایک آدھی نظر اپنے سامنے بیٹھے لڑکے پر ڈال لیتے تھے۔ ایذا بھی دھیرے دھیرے کھانا چباتی اپنے سامنے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی جبکہ زخرف سعد کی پلیٹ میں مزید کھانا ڈال رہی تھی۔

"کافی ہیں۔" سعد نے مسکرا کر کہا تو وہ چاولوں کا چمچ رکھ کر اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"کیا نام بتایا تھا تم نے اس میگنیشیم کا؟" ایذا زخرف کی جانب جھک کر سرگوشی میں بولی۔ زخرف نے بدلے میں اسے گھوری ڈالی۔

"تو کیا نام ہے تمہارا؟ یہ تمہارا نام تو نہیں ہے نا جو زخرف نے بولا۔" یوسف سعد کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

"سر میرا نام عبداللہ ہے۔" سعد نہایت ادب سے بولا۔ ایذا یونہی اسے تیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"عبداللہ کیا کرتے ہو تم؟"

"میرا بزنس ہے سر، پھولوں کا۔ ایک فلورل شاپ ہے۔ ایک مزید آوٹ لیٹ کھولنے کا سوچ رہا ہوں۔" وہ کھانے سے ہاتھ روک کر مکمل یوسف کی جانب متوجہ تھا۔

"اور ایم جی کی فلورل شاپ بہت خوبصورت ہے۔" زخرف نے مسکرا کر بولا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"فلورل شاپ؟ ہمم۔" ایذا سر ہلا کر بولی۔ سعد نے اس کی جانب دیکھا۔ "اسی لیے تم پھول لے کر ائیرپورٹ چلے گئے تھے زخرف کے استقبال کے لیے؟ جانتے بھی ہو تمہارے ان پھولوں کی وجہ سے

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

میری دوست کی کتنی بدنامی ہو رہی ہے؟" ایذا عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ کر بولتی جارہی تھی۔

زخرف نے زور سے اپنا پیر اس کے پیر پر مارا۔

یوسف بھی اپنا کھانا روک کر ایذا کو دیکھنے لگے۔

"کس بارے میں بات کر رہی ہو ایذا؟" وہ آج سارا دن گھر پر رہے تھے اور اپنے فون سے بھی دور رہے تھے لہذا انہیں اس بارے میں معلوم نہیں تھا۔

"آپ کو نہیں پتا کے بی؟ یہ زخرف کے استقبال کے لیے ائیر پورٹ گیا تھا۔ اور اس کے زخرف کو دیے ہوئے پھولوں پر سوشل میڈیا پر ایک تماشا بنا ہوا ہے۔"

"سوشل میڈیا پر تو لوگوں کا کام ہی یہیں ہے۔" زخرف نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ایذا کو یہاں سے اٹھا کے گھر سے باہر پھینک دے۔ سعد فوراً اپنی کرسی سے کھڑا ہوا۔

"میں معذرت چاہتا ہوں سر۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ سب ہو جائے گا۔ میں زخرف سے بھی معافی مانگ چکا ہوں اور آپ سے بھی معافی چاہتا ہوں۔" وہ ادب سے سر جھکا کر بولا۔

"ایم جی تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کو دیکھ کر بولی اور پھر غصے سے ایذا کو دیکھا۔ ایذا نے کندھے اچکا دیے۔

"بیٹھ جاؤ عبداللہ۔ آج کل کے زمانے میں ہمیں سوشل میڈیا کو زیادہ سیریس نہیں لینا چاہنا۔" یوسف نرمی سے بولے تو وہ بیٹھ گیا۔

کچھ دیر وہ خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔ کھانا ختم ہوا تو ملازموں نے برتن ہٹا کر اب میٹھا پیش کر دیا۔

"اپنے پیرنٹس کے بارے میں کچھ بتاؤ۔" یوسف کے کہنے پر سعد کا سوفلے کا چمچ منہ تک جاتا رکا۔

"میرے پیرنٹس نہیں ہیں سر۔" دھیمی سی آواز میں بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ کے بی اس سے ایسے سوال کیوں کر رہے ہیں جیسے یہ تمہارا رشتہ لینے آیا ہو۔" ایذا رک نا سکی تو زخرف کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"تم اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتی کیا؟"

"تو تم اکیلے رہتے ہو؟ کوئی تو ہو گا نا؟"

"جی۔ پاکستان میں اکیلا ہی ہوں۔ میرے باقی سب رشتے دار سعودیہ میں ہیں۔ میرے والد بھی پہلے وہیں ہوتے تھے۔" وہ مکمل اطمینان سے بولا۔

"تو تم پاکستان کیوں آئے؟" ایذا فوراً سے بولی۔

"کیونکہ میرے فادر یہاں آ گئے تھے۔" سعد اطمینان سے جواب دے رہا تھا لیکن زخرف کو بے حد غصہ آ رہا تھا۔ وہ دونوں کسی انٹرویور کی طرح اس سے اتنے سوال کیوں پوچھے جا رہے تھے۔

"پھر بھی، تمہیں نہیں لگتا تمہیں سعودیہ چلے جانا چاہیے۔ اتنے نیک ملک کو چھوڑ کر تم پاکستان جیسے ملک میں رہ رہے ہو۔ وہ ملک جہاں اتنے غلط کام ہوتے ہیں۔ لوگوں کے دل بے ایمانی سے بھرے ہیں۔ پورے ملک پر صرف مافیاز کا قبضہ ہے۔ عام انسان کے لیے یہاں زندگی آسان نہیں ہے پھر تم اس ملک میں کیا کر رہے ہو عبداللہ؟" ایذا طنزیہ مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔ نا جانے کیوں اسے وہ لڑکا پہلی نظر سے ہی کھٹک رہا تھا۔

توقع کے برعکس سعد ایذا کے سوال پر مسکرایا اور جواب دینے کے لیے پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"یہی تو وہ وجوہات ہیں جو میں اس ملک میں ہوں۔ سعودیہ ایک اچھا ملک ہے۔ وہاں لوگوں میں خرابی نہیں ہے۔ اصل خرابی یہاں ہے۔ اور میرے خیال میں سر۔" کہہ کر وہ یوسف کی جانب مڑا۔ "ہمارے ملک کو ہماری سب سے زیادہ ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب اس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔"

پھر سے ایذا کی جانب دیکھا۔ "اور میں نے اپنے ملک کو اس لیے نہیں چھوڑا مس ایذا کیونکہ مجھے لگتا ہے سعودیہ سے زیادہ میرے ملک کو ایک ایماندار تاجر کی ضرورت ہے۔" اور اس بات پر تو سعد کے دائیں بائیں کندھوں پر بیٹھے فرشتوں نے بھی گھور کر اسے دیکھا ہو گا۔

ایذا سر جھٹک کر کھانے لگی تو وہ بھی اپنے سوفلے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"تمہاری سوچ اچھی ہے عبداللہ۔ اس ملک کو واقعی تم جیسے passionate نوجوانوں کی ضرورت ہے۔" یوسف نرمی سے بولے۔

"شکریہ۔" سعد نے مسکرا کر سر اپنی ڈیزرٹ کی پلیٹ پر جھکا لیا۔

....

یہ کچھ دن بعد کا منظر تھا۔ وہ آج صبح جلدی اٹھ گئی تھی۔ آج اسے ایک بلڈنگ میں اپنی گیلری کے لیے کرائے کی جگہ دیکھنے جانا تھا۔

اس نے نیلی شلوار قمیض کے نیچے کالے کورٹ شوز پہن رکھے تھے۔ سر پر سن گلاسز ٹکائے وہ مسکرا کر دور اپنی نئ گاڑی کو دیکھتی گیراج کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اس کی محنت کی کمائی سے اسکا خود کو دیا پہلا تحفہ۔ وہ اپنی گاڑی کو فینٹسائز کرتی اس کے قریب آئی اور آنکھ بھر کر اسے دیکھا۔ پھر ایک ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا۔

"کتنی خوبصورت ہو تم۔ ہم ساتھ بہت اچھا وقت گزاریں گے۔" کہہ کر وہ ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھنے لگی جب ایک لڑکا جو کہ سکیورٹی کے لباس میں موجود تھا، اس نے آگے بڑھ کر زخرف کے لیے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا۔

"کون ہو تم؟ اور یہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کیوں کھول رہے ہو؟" وہ حیران ہوتی اس لڑکے کو دیکھ کر بولی۔

"آپ کو باہر چلنا ہے نا بی بی، اسی لیے۔" وہ عمر میں زخرف سے دو تین برس چھوٹا لگتا تھا۔

"ہاں تو تم میرے لیے پچھلا دروازہ کیوں کھول رہے ہو؟" وہ ہاتھ باندھ کر اس نوجوان کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ آگے میں اور ڈرائیور بیٹھیں گے بی بی۔" اس نے بات کرتے مسلسل آنکھیں جھکا رکھی تھیں۔

"واٹ؟ میری گاڑی میں تم لوگ کیوں بیٹھو گے؟" اس بات پر زخرف کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

"سر کا آرڈر ہے بی بی۔ اور میں آپ کا پرسنل گارڈ ہوں۔ ہر جگہ آپ کے ساتھ رہوں گا۔"

زخرف چند لمحے اسے بے یقینی سے دیکھتی رہی۔

"ہٹو یہاں سے۔ میں نے کہا ہے ہاتھ ہٹاو۔" وہ غصے سے بولی تو اس نوجوان نے اپنا ہاتھ گاڑی کے دروازے سے ہٹا لیا۔

زخرف آگے والے دروازے کی جانب بڑھی لیکن اس نوجوان نے تیزی سے آگے ہو کر وہ دروازہ پکڑ لیا۔

"آپ ایسے نہیں جاسکتی بی بی۔"

"اور تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے ہاں؟"

"مجھے سر کا آرڈر ہے۔ میں آپ کو نہیں جانے دے سکتا۔" زخرف غصے بھری بے بسی سے اسے چند لمحے دیکھتی رہی۔ وہ غصے سے پیچھے ہوئی تو وہاں ایک سیکیورٹی کی گاڑی آ کر کھڑی ہوئی تھی۔

"یہ گاڑی بھی ہر جگہ آپ کے ساتھ جائے گی۔"

زخرف کا دماغ خراب ہونے لگا تھا۔ وہ تیز تیز چلتی گھر کی جانب آئی۔ اندر آ کر اس نے زور سے اپنا بیگ صوفے پر پٹخا۔ یوسف وہیں بیٹھے تھے۔ جہانگیر ان کے پاس کھڑا انہیں اپنے فون پر کچھ دکھا رہا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے، میں اس پوری بارات کو ہر جگہ اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی؟" وہ ایک دم چیختے ہوئے بولی تھی۔ جہانگیر اپنا فون پکڑے فوراً سیدھا ہو گیا۔ یوسف نے افسوس سے اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم دھیمی آواز میں بھی بات کر سکتی ہو۔"

"میں آپ کو بتا رہی ہوں۔ میں آپ کی اس سکیورٹی کی فوج کے ساتھ کہیں نہیں جاوں گی۔ میری اپنی بھی کوئی زندگی ہے۔" وہ پھر سے اسی لہجے میں بولی۔

بوا اس کی گرج دار آواز سن کر کچن سے دوڑتی باہر آئیں۔

"کونسی قیامت آگئی ہے جو یہ اتنا چِلا رہی ہے۔"

"آپ میرے معاملات سے دور رہیں۔" اس نے بوا کو بھی چیختے ہوئے جواب دیا۔

"باپ کے سامنے ایسے زبان چلاتے شرم نہیں آتی تمہیں۔ جو اولاد باپ کے سامنے قینچی کی طرح زبان چلاتی ہے اللہ اسے سیدھا جہنم میں پھینکتا ہے۔" بوا جل کڑ کر بولیں۔

"اور جو لوگ دوسروں کے معاملات میں خواہ مخواہ میں ٹانگ اڑاتے ہیں، اللہ انہیں جہنم کے سب سے نچلے گھڑے میں پھینکتا ہے۔" اس کا چہرہ دہکنے لگا تھا۔

"زخرف Enough" اب کے یوسف کھڑے ہو کر اونچی آواز میں بولے تھے۔ زخرف نے حیرت سے انہیں دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"پتا تھا مجھے۔ پتا تھا کہ آپ بھی ایسے ہی کریں گے۔ سب ایسے ہی کرتے ہیں۔ ابھی مجھے اس گھر میں آئے چند دن ہوئے ہیں اور آپ اپنے ملازموں کی وجہ سے میری بے عزتی کر رہے ہیں؟ جانتی تھی میں سب لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ آپ بھی باقی سب جیسے ہیں۔" وہ دہکتے چہرے کے ساتھ اپنا بیگ اٹھا کر تیز تیز چلتی باہر نکل گئی۔ گیراج میں آئی تو وہ نوجوان پھر سے اس کی گاڑی کی جانب بڑھا۔

"میری گاڑی کو ہاتھ بھی لگایا تو تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی سمجھے؟" وہ گرجی تھی۔ نوجوان فوراً سے پیچھے ہٹ گیا۔

وہ دروازہ کھولنے لگی جب جہانگیر تیزی سے چلتا اس تک آیا اور ہاتھ آگے بڑھا کر دروازہ پر رکھ دیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرے راستے سے ہٹ جاؤ جہانگیر۔" اب کے ذرا دھیمے لہجے میں بولی۔ چہرے پر آئی سرخی ابھی بھی ویسی تھی۔

"ایک دفعہ میری بات سن لیں پلیز۔" وہ نرمی سے بولا اور گاڑی کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

زخرف کچھ نہیں بولی، بس سرخ چہرے سے اسے دیکھتی رہی۔

"جب آپ نے اس زندگی کو قبول کیا تھا تو آپ نے اپنے باپ سے جڑی ہر شے کو قبول کیا تھا۔ آج آپ کے آئی ڈی کے مطابق آپ زخرف مرجان ہیں، یوسف مرجان کی بیٹی۔ یعنی آپ نے ہر لحاظ سے اپنے باپ کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور باپ کے ساتھ ہمیں وہ زندگی بھی ملتی ہے جو ہمارے باپ کی ہو۔ آپ کو اپنے ورثے میں یہی سب ملا ہے بی بی۔ سر نے ساری زندگی ایسے ہی گزاری ہے۔ کیا ان کا دل نہیں چاہتا ہو گا کہ وہ آزادی سے گھومیں پھریں؟ بلکل چاہتا ہو گا۔ لیکن یہی ان کی قسمت ہے۔ اور اگر آپ نے ان کو دل سے قبول کیا ہے تو اب آپ کی بھی یہی قسمت ہے۔ آپ کو ہر جگہ اس سکیورٹی کے ساتھ جانا ہے۔ آپ خود کو اس سب سے الگ نہیں کر سکتیں۔"

"میں یہ نہیں کر سکتی جہانگیر۔ ایسے تو میرا دم گھٹ جائے گا۔" اس کا لہجہ اب نرم ہو گیا تھا۔

"وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ آپ کی ذاتی زندگی میں کوئی مداخلت نہیں کریں گے۔ آپ کا ہر حکم مانیں گے۔" وہ بے بسی سے جہانگیر کو دیکھتی رہی۔ جہانگیر نے آگے ہو کر اس کے لیے پچھلا دروازہ کھولا۔

"پلیز۔" زخرف کی جانب دیکھ کر بولا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ پھر آگے بڑھی اور بیٹھ گئی۔

جہانگیر نے نرمی سے دروازہ بند کیا اور دوسری جانب مڑا۔

"فرید؟" وہ نوجوان دوڑ کر اس کی طرف آیا۔ "جاؤ بی بی کے ساتھ۔ اور کوئی شکایت نا ملے مجھے تمہاری۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی۔" فرید نے ایک اور نوجوان کو اشارہ کیا۔ وہ دونوں آگے بیٹھ گئے۔ پیچھے کھڑی سکیورٹی کی گاڑی بھی تیار تھی۔ ایک گارڈ نے دوڑ کر باہر کا دروازہ کھولا اور دونوں گاڑیاں باہر نکل گئیں۔

گاڑیاں چلی گئیں تو جہانگیر واپس اندر آیا۔ اندر بوا اپنا سر پکڑے صوفے پر بیٹھی تھیں۔

"بوا سر کہاں ہیں؟"

"کہا ہونا ہے اس بیچارے نے۔ اوپر لائبریری میں چلا گیا ہے اپنی نافرمان اولاد کو رونے۔ اللہ اتنی منہ پھٹ اولاد بھی کسی کو نا دے۔"

جہانگیر نے لائبریری کی جانب جاتی سیڑھیوں کو دیکھا۔ سہلی وہاں سے اتر کر ان کی جانب آرہی تھی۔

"میں نے دروازہ ناک کیا ہے لیکن انہوں نے نہیں کھولا۔" ان کے قریب آکر بولی۔

"اور اس لڑکی کو ہے کوئی فکر؟ چلی گئی باہر آوارہ گردی کرنے۔ باپ کی کوئی فکر نہیں۔ بس زبان چلانی آتی ہے اسے۔"

"ایسے نہیں بولیں بوا۔ انہیں اس زندگی میں ایڈجیسٹ ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔ اور ویسے بھی زخرف میڈم نے ایک عجیب سی فوسٹر فیملی میں بہت برا وقت گزارا ہے۔ اسی لیے وہ مزاج کی تیز ہیں۔ سر خود ایک دن اپنی بھابھی سے یہ بات کر رہے تھے۔ وہ تھیراپی لے رہی ہیں اور جلد بہتر ہو جائیں گی۔" سہلی نرمی سے زخرف کے دفاع میں بولی۔ بوا نے اسے گھورا۔

"مجھے زیادہ سبق نا پڑھاو تم لڑکی۔ جاو کچن میں، کوکر میں چنے ہیں دیکھو جا کر۔" بوا نے جھڑکا تو سہلی منہ بنا کر کچن کی جانب چلی گئی۔ جہانگیر بھی باہر چلا گیا۔

"ماں تو بلکل ایسی نہیں تھی اس کی۔ مغربی ملک سے آئی تھی لیکن مجال ہے جو کبھی اپنے شوہر سے بھی اونچی آواز میں بات کی ہو۔ یہ لڑکی کی زبان نا جانے کس پر ہے۔ ہائے یوسف، قسمت پھوٹی تیری۔" وہ پھر سے سر پر ہاتھ رکھ کر افسوس کرنے لگیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

وہ گاڑیاں ایک بڑی سی عمارت کے سامنے آ کر رک گئیں۔ عمارت کے باہر دو مرد کھڑے تھے۔ زخرف گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی جب فرید کسی چھلاوے کی طرح اتر کر فوراً وہاں آیا اور اس سے پہلے اس کے لیے دروازہ کھولا۔

وہ باہر نکلی اور اپنی آنکھوں پر سن گلاسز لگائیں۔

"آج تو تم نے دروازہ کھول دیا ہے، آئندہ کے بعد مت کھولنا۔ میرے ہاتھ ٹوٹے نہیں ہیں۔" اسے کہتے ہوئے اس نے سامنے دیکھا۔ دو آدمی ہاتھ باندھے اس کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ اس کی ہدایت کے مطابق میڈیا یہاں نہیں تھا۔

وہ ان کی جانب بڑھنے لگی تو فرید بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔ زخرف نے رک کر اسے دیکھا اور پیچھے کھڑی ساری سکیورٹی کو۔ وہ سب پیچھے ہی رک گئے تھے۔

"تم میرے پیچھے کیوں آ رہے ہو؟"

"سر کا آرڈر ہے۔ میں ہر جگہ آپ کے ساتھ رہوں گا۔" وہ سر جھکائے بولا۔ زخرف نے دانت پیسے۔

"اور میرا آرڈر ہے کہ جہاں باقی سب گارڈز رکیں گے، تم بھی وہیں رک جاؤ گے۔" کہہ کر وہ مڑی اور دو تین قدم آگے بڑھائے۔ وہ پھر سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ اب کے وہ سخت غصے سے اس کی جانب گھومی۔

"تمہیں سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کہہ رہی ہوں؟" سامنے کھڑے وہ آدمی بغور ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"میں نے آپ سے کہا نا بی بی، مجھے سر کی طرف سے آرڈر ملا ہے۔" وہ اٹل لہجے میں بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور جو میں نے تم سے کہا وہ سنائی نہیں دے رہا تمہیں؟" اس کا دماغ پھر سے خراب ہو رہا تھا اور اس نے بمشکل اپنی آواز کو دھیما رکھا ہوا تھا۔

"مجھے سر نے نوکری پر رکھا ہے تو میں ان کا ہی آرڈر مانوں گا۔ اگر آپ کو نہیں پسند کے میں آپ کے پیچھے آوں تو سر سے بات کر لیں۔ اگر وہ مجھ سے کہیں گے تو میں آپ کے ساتھ نہیں آوں گا۔" وہ نارمل سے انداز میں بولا۔

"تو تم میری بات نہیں مانو گے؟" زخرف دو قدم اس کے قریب آکر بولی۔

"نہیں۔" فرید نے آرام سے جواب دیا۔ زخرف اس کی جرات پر حیران تھی۔ وہ یہاں کچھ نہیں کر سکتی تھی لہذا پیر پٹخ کر ان آدمیوں کی جانب بڑھ گئی۔ فرید بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔

رات کو تقریبا نو بجے وہ گھر واپس لوٹی۔ اسے یوسف پر بے حد غصہ تھا لہذا وہ سارا دن باہر گزار کر آئی تھی۔ اس وقت وہ ٹیرس پر پڑے جھولے پر بیٹھی تھی۔ اپنے anger journal میں وہ آج کے کیے غصے کے بارے میں لکھ رہی تھی۔ یہ جرنل اس نے علی مراد کو ہر ہفتے چیک کروانا ہوتا تھا۔ جرنل میں لکھتے اسے احساس ہونے لگا تھا کہ اس نے واقعی یوسف کے سامنے ایسے بول کر غلط کیا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ٹیرس کا دروازہ کھلا اور یوسف باہر آئے۔ زخرف نے اپنا جرنل بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

یوسف اس کے قریب آئے اور ایک دودھ کا گلاس سامنے میز پر رکھا۔ خود خاموشی سے اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کچھ لمحے وہ دونوں یونہی خاموشی سے بیٹھے سامنے چمکتے چاند کو دیکھتے رہے۔ پھر زخرف نے گلا صاف کیا۔

"سوری۔" دھیمی سی آواز میں بولی۔ یوسف نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"جب تم مجھ سے اس طرح بات کرتی ہو تو مجھے اتنا دکھ نہیں ہوتا۔ لیکن جب آج تم نے بوا سے ایسے بات کی تو مجھے بہت برا لگا۔ میں نے ہمیشہ بوا کی اپنی ماں کی طرح عزت کی ہے۔ اگر ہمیں بڑوں کی باتیں بری بھی لگ جائیں تو ہمیں ان سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے زخرف۔ میری ماں نے ہمیشہ مجھے یہی سکھایا تھا۔"

"میری ماں نہیں ہے نا اس لیے مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔" وہ رندھی آواز میں بولی۔ یوسف نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور اپنا بازو اس کی جانب پھیلایا۔ زخرف نے ان کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے ان کے قریب ہو کر ان کے سینے پر سر رکھ دیا۔ یوسف اس کے بال سہلانے لگے۔

"آپ کے ملازم مجھ سے بلکل بھی اچھے سے بات نہیں کرتے۔" وہ یونہی رندھی آواز میں بولی۔

"بوا کی باتوں کا برا مت مانا کرو زخرف۔"

"بوا کی بات نہیں کر رہی۔ وہ جو فرید ہے۔ جانتے ہیں آج کتنی بدتمیزی کی اس نے مجھ سے۔ میرے منہ پر کہتا ہے کہ میری کوئی بات نہیں مانے گا۔"

"کیا؟ فرید نے واقعی ایسا بولا؟" یوسف حیران تھے۔

"تو اور کیا۔ سب لوگ دیکھ رہے تھے اور وہ مجھ سے بدتمیزی کر رہا تھا۔" زخرف نے سیدھی ہو کر چہرے پر مزید بے چارگی لا کر ان کو دیکھا۔

"اگر ایسا ہے تو میں اسے بہت ڈانٹوں گا۔" انہوں نے اپنی جیب سے فون نکالا اور جہانگیر کو ملایا۔

"جہانگیر فرید کو بھیجو گھر فورا۔"

زخرف خاموش رہی۔ کچھ وقت گزرا اور فرید ٹیرس پر آیا۔ وہاں آکر وہ ادب سے یوسف کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"فرید آج تمہاری زخرف سے بحث ہوئی تھی؟ تم نے بدتمیزی کی تھی اس سے؟"

"نہیں سر۔ میں ان سے بدتمیزی کیوں کروں گا۔" فرید اطمینان سے یوسف کو دیکھ کر بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جھوٹ بول رہا ہے یہ۔ کیا تم نے وہاں مجھ سے بد تمیزی نہیں کی تھی؟ تم نے خود میرے منہ پر کہا تھا کہ تم میری کوئی بات نہیں مانو گے۔" وہ غصے سے اسے دیکھ کر بولی۔ البتہ فرید نے اس کی جانب نظریں نہیں اٹھائیں۔

"میں نے آپ سے وہی کہا بی بی جو مجھے سر نے کہا تھا۔ سر آپ نے ہی مجھ سے کہا تھا نا کہ میں صرف اور صرف آپ کا آرڈر مانوں۔ اگر یہ مجھے کوئی ایسی بات کہیں جس کا آپ نے مجھے حکم نہیں دیا تو میں ان کی وہ بات نا مانوں۔" وہ یوسف کو دیکھ کر بولا۔ زخرف نے حیران ہو کر یوسف کو دیکھا۔

"ہاں بلکل میں نے یہی کہا تھا۔" یوسف نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بابا؟" وہ بے یقینی سے ان کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو فرید۔"

فرید جانے لگا لیکن پھر رکا۔

"آج آپ نے مجھے جھوٹا کہا ہے بی بی لیکن آئیندہ کے بعد مت کہیے گا۔ میں جھوٹا نہیں ہوں۔" مضبوط لہجے میں بول کر وہ چلا گیا اور زخرف بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ پھر اس نے یوسف کی جانب دیکھا۔

"وہ پھر سے آپ کے سامنے مجھ سے بد تمیزی کر گیا ہے۔"

"اس نے کوئی بد تمیزی نہیں کی زخرف۔" یوسف نرمی سے بولے۔ "اور میں نے ہی فرید سے وہ سب کہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم اس سے الٹی سیدھی باتیں ہی کہو گی۔" زخرف نے جواب نہیں دیا بلکہ منہ پھولا کر سامنے دیکھنے لگی۔

"زخرف ہر انسان کی اپنی عزت نفس ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہمارا ملازم ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہماری پراپرٹی ہے اور ہم اسے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ فرید کو میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ ڈیوٹی دی ہے۔ وہ بہادر اور سچا انسان ہے۔ اور جو لوگ سچے ہوتے ہیں وہ اپنے بارے میں ایسی باتیں نہیں سنتے۔ اس لیے

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تمہیں اس سے کوئی بھی بات سوچ سمجھ کر کہنی چاہیے۔ بلکہ ہر ملازم سے۔ میں نے ہمیشہ اپنے ملازموں کو گھر کے فرد کی طرح ٹریٹ کیا ہے اور تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ سب لوگ فرشتے ہیں یہاں اور میں بری ہوں۔" وہ یونہی منہ پھولائے بولی۔ یوسف نے مسکرا کر اس کو دیکھا۔ اور پھر اپنا بازو اس کے گرد حائل کر کے اس کا منہ سیدھا کیا۔

" بلکل بھی بری نہیں ہو تم۔ اور اب کل انسانوں کی طرح تم بوا سے اور فرید سے اپنے رویے پر معذرت کرو گی۔" وہ ہنسی دبائے بولے۔ زخرف بے یقینی سے ان کو دیکھا۔

"اب آپ مجھ سے اپنے ملازموں سے معافی بھی منگوائیں گے ؟"

"ہاں بلکل۔" وہ یونہی ہنسی دبائے بولے اور سامنے پڑا دودھ کا گلاس اٹھایا۔

"مجھے یہ دودھ دینے سے پہلے اپنے ملازموں کو تو دیکھ آئیں۔ کہیں کسی کا پیٹ خالی تو نہیں ہے۔ ٹھیک سے کھانا کھالیا ہے انہوں نے اور دودھ پی لیا ہے سب نے ؟" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"تم میرے ملازموں سے جیلس نا ہو۔ اور چپ کر کے دودھ پیو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

••••••••••••••••••••••••••••••

اپنے کمرے سے نکلا اور باہر لاونج میں اپنی امی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے چاول چنتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ رف سے کپڑوں میں ملبوس تھا اور کھویا کھویا سا لگتا تھا۔

"کیا بات ہے، بہت دنوں سے تم خاموش خاموش سے ہو۔ کوئی پریشانی ہے حمزہ؟ تم کام سے بھی بہت چھٹیاں کرنے لگے ہو۔"

"نہیں بس ایسے ہی۔" وہ یونہی خلا میں دیکھتے بولا۔ آج زخرف کو واپس آئے پندرہ دن سے اوپر ہو گئے تھے۔ جب سے وہ واپس آئی تھی اس نے اسے ایک کال تک نہیں کی تھی۔ کیا وہ واقعی ایک الگ دنیا میں

چلی گئی تھی؟اسے ان کی آخری ملاقات بھی یاد تھی۔وہ ایک سرد مقام پر ختم ہوئی تھی۔یہی چاہتا تھا وہ کہ کسی طرح وہ اس سے دور ہو جائے۔ وہ اسے بھلا کر اپنے کام میں مصروف ہونا چاہتا تھا لیکن نا جانے کیوں وہ اسے اتنا مس کیوں کر رہا تھا؟

وہ یہی سب سوچ رہا تھا جب باہر کا دروازہ بجا۔وہ اٹھ کر باہر آیا اور دروازہ کھولا۔

باہر گھر کی سیڑھیوں کے قریب کوئی ٹریک سوٹ میں ملبوس کھڑا تھا۔اس نے پیچھے بیک پیک پہن رکھا تھا۔سر پر بیس بال ہیٹ تھی اور سر نیچے جھکا رکھا۔ایچ نے اسے دیکھا اور اپنی ہنسی روک کر بمشکل اپنے تاثرات سخت رکھے۔اسے یہاں دیکھ کر وہ خوش ہوا تھا۔وہ اسے نہیں بھولی تھی۔

زخرف نے سر اٹھایا تو اس کے چہرے پر ماسک تھا اور اس کی بھوری آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔وہ دوڑ کر گھر کی سیڑھیاں چڑھی اور اس کے قریب آئی۔منہ سے ماسک ہٹایا۔

"جانتی ہوں تم نے مجھے بہت مِس کیا ہو گا۔دیکھو تو تمہاری آنکھوں میں مجھے دیکھ کر آنسو آ گئے ہیں۔"وہ اس کی آنکھوں کی جانب اشارہ کر کے بولی۔ایچ نے سر جھٹکا۔

زخرف نے دونوں ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھے۔

"کیا تم مجھے اتنا مس کر رہے تھے؟ تم یقیناً سوچ رہے ہو گے کہ میں مشہور ہونے کے بعد تمہیں بھول جاوں گی۔لیکن دیکھو مجھے اپنے غربت کے دنوں کے غریب لوگ یاد ہیں۔تم زیادہ ایموشنل نا ہونا۔ٹشو دوں کیا تمہیں؟"اس نے ٹشو کے لیے فوراً جیبوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں کھنگالا۔"تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے ابھی آنسو گر جائیں گے۔"وہ سنجیدگی سے بولتی جا رہی تھی۔

"ہو گیا تمہارا؟"اس کے چپ ہونے پر وہ سنجیدگی سے بولا۔زخرف نے ہنس کر اس کے سامنے ہاتھ ہوا میں مارا۔

"ایکٹنگ اچھی کرتے ہو تم۔ میں جانتی تھی تم مجھ سے ملنے کے لیے بے تاب ہو گے۔ تمہیں تو میرے گھر کسی نے گھسنے نہیں دینا تھا، یونو ہر ایک کو وہاں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ خاص طور پر تم جیسے غریب لوگوں کو۔ اس لیے میں نے سوچا کہ میں خود آ جاوں۔ کتنی اچھی ہوں نا میں ایچ۔"

"بہت زیادہ اچھی ہو۔" اب کے وہ بھی مسکرا کر بولا۔ "اور اتنے اچھے لوگوں کو یہ برا انسان اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔ اس لیے پہلی فرصت میں نکلو یہاں سے۔" آخری جملہ غصے سے بول کر وہ دروازہ بند کرنے لگا۔

زخرف نے فوراً کنڈی پر ہاتھ رکھ لیا اور دروازے میں پیر۔ وہ گھسیٹ کر دروازہ بند کر رہا تھا لیکن آگے اس کا پیر تھا۔

"دیکھو ایچ دروازہ بند نہیں کرو۔ اپنے گھر آنے والوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔"

"میں کہہ رہا ہوں پیچھے ہٹو یہاں سے۔"

"ایچ، دیکھو وہ عورت میری طرف آ رہی ہے۔ مجھے لگتا ہے اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔ دیکھو بہت سارے لوگ آ رہے ہیں۔ وہ مجھے گھیر لیں گے، پھر میرا دم گھٹے گا پھر تمہیں مجھے ہسپتال لے کر جانا پڑے گا اور اس سب کے ذمے دار تم ہو گے۔"

ایچ کے دروازے پر ہاتھ ڈھیلے پڑے۔ زخرف دروازہ دھکیل کر فوراً اندر آئی اور بغیر کچھ بولے اندر کی جانب بھاگ گئی۔

ایچ نے سر جھٹکتے ہوئے دروازہ بند کیا تو اسی لمحے اندر سے پہلے ایک نسوانہ چیخ اور پھر کسی برتن کے گرنے کی آواز آئی۔

"جہاں جاتی ہے مصیبتیں ہی کھڑی کرتی ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اندر آیا اور سامنے کا منظر دیکھا۔

زخرف پریشان سی کھڑی تھی۔ اس کے سامنے ایچ کی امی تھیں۔ ان کے ہاتھ سے چاولوں کی پرات گر گئی تھی اور سارے چاول بکھر گئے تھے۔ وہ مجسمہ بنی زخرف کو دیکھ رہی تھیں۔

زخرف فوراً ایچ کے قریب آئی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ایچ، مجھے دیکھ کر انہوں نے چیخ ماری اور چاول ان کے ہاتھ سے گر گئے۔" ایچ نے افسوس سے سر جھٹکا اور اپنی امی تک آیا۔

اسی لمحے وہ بے ہوش ہو کر گر گئیں۔

"امی۔" اس نے فوراً ان کو پکڑا۔ زخرف بھی فوراً دوڑ کر ان کی جانب آئی۔ اس نے اپنا بیگ پیک اتارا اور وہ دونوں ان کو اندر کمرے میں لے گئے۔

"ایچ، ہسپتال چلتے ہیں نا ان کو لے کر۔ بے ہوش کیوں ہو گئیں یہ؟" وہ ان کے پاس کھڑی تھی جب کے ایچ بیڈ پر بیٹھا ان کا بلڈ پریشر چیک کر رہا تھا۔

"تمہاری وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں امی۔"

"میری وجہ سے؟ میرے اوپر کیوں ملبہ ڈال رہے ہو۔ خود تم اپنی امی کی صحت کا خیال نہیں رکھتے۔"

"تم یوسف مرجان کی بیٹی ہو نا؟ اسی لیے تمہیں دیکھ کر یہ خوشی سے بے ہوش ہو گئیں۔" وہ سنجیدگی سے زخرف کو دیکھتے بولا۔ زخرف اس کی بات پر ایک دم ہنسی اور ہوا میں ہاتھ مارا۔

"تم بھی نا۔"

وہ دونوں ان کو چھوڑ کر باہر لاونج میں آ گئے۔

"ٹھیک ہیں وہ۔ بس بلڈ پریشر ذرا بڑھا ہے۔ کچھ گھنٹے سو کر اٹھیں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔" وہ باہر آیا اور زمین پر بیٹھ کر چاول چننے لگا۔ زخرف بھی اس کے ساتھ چاول اٹھا کر پرات میں ڈالنے لگی۔ چاول صاف کر کے وہ اٹھ کر لاونج کے دروازے میں کھڑا ہو گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

زخرف ہنسی دبائے اس کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری امی میری اتنی بڑی فین ہیں اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ جانتی ہوں اندر سے تو تم بھی میرے فین ہو۔"

"زیادہ خوش فہمیاں مت پالو۔ اور وہ بھی اگر تمہیں پسند کرتی ہیں تو صرف یوسف مرجان کی وجہ سے۔"

زخرف مسکراتی رہی۔ پھر اس نے اپنا بیگ پکڑا اور اس میں سے ایک باکس نکالا۔

"گیس کرو میں تمہارے لیے امریکہ سے کیا لائی ہوں۔" اس کے سامنے وہ باکس لہراتی بولی۔

"یہ تم میرے لیے لائی ہو؟" وہ بے یقینی سے بولا۔

"ہاں بلکل۔ کھول کر دیکھو۔"

ایچ نے باکس اس سے پکڑ کر کھولا۔ اس میں ایک اور باکس تھا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر زخرف کو دیکھا۔

"ارے کھولوں تو سہی۔"

اس نے وہ باکس بھی کھولا تو اس میں پھر سے باکس تھا۔ اس نے پھر سے زخرف کو گھور کر دیکھا۔

"ایسے گھوروں مت مجھے کھولو تو سہی۔"

"اگر آخر میں چھپکلی نکلی نا تو یقین جانو میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔"

"ویسے چھپکلی کا آئیڈیا بھی اچھا ہے لیکن اس میں کچھ اچھا ہی ہے۔ یقین رکھو مجھ پر۔"

چوتھا باکس بلکل چھوٹا سا تھا اور آخری باکس تھا۔ ایچ نے وہ کھولا اور اس میں موجود شے کو دیکھ کر بے یقینی سے زخرف کو دیکھا۔ وہ بدلے میں مسکرائی۔ ایچ نے وہ چیز نکال کر ہاتھ میں پکڑ کر اس کے سامنے کی۔

"ایک کینڈی؟ یہ لائی ہو تم میرے لیے امریکا سے؟" وہ حیرت سے کبھی اس کینڈی کو دیکھ رہا تھا اور کبھی زخرف کو۔

"کینڈی نہیں امریکا کی کینڈی۔ وہاں کے سب کے اچھے اور مہنگے برینڈ کی ہے۔ اوپر سے پورے پچیس ڈالر کی ہے۔ اور ویسے بھی تمہارے جیسے غریب لوگ امریکا کا صرف نام ہی سن سکتے ہیں زندگی میں۔ تم اس کینڈی کو سنبھال کر رکھنا اور اپنے پوتے پوتیوں کو بھی دکھانا۔"

"سیر ئیسلی زخرف؟" وہ ابھی تک شاکڈ تھا۔

"اب اتنا بھی خوش مت ہو۔"

اس نے سر جھٹک کر وہ باکس اور کینڈی ایک طرف رکھ دیے۔ اور پھر سے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"تم نے تو آخری ملاقات میں کہا تھا کہ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے اور مجھے قتل کی دھمکی بھی دی تھی۔ پھر اب کیوں آئی ہو؟"

"ہاں میں نے اس بارے میں سوچا تھا۔ تم شکل سے برے اور کھڑوس لگتے ہو لیکن تمہارے بارے میں مسلسل سوچنے پر مجھے احساس ہوا کہ تم دل کے برے انسان نہیں ہو۔ کیمروں کی بات سن کر تم ایک دم پریشان ہو گئے تھے۔" وہ اس کی جانب جھکی۔ "جو بھی ہے تم دل ہی دل میں میرے بہت بڑے فین ہو۔ بس کہنے سے شرماتے ہو۔" کہتے ہوئے اس نے اپنا شوز ایچ کے گھٹنے پر مارا۔ وہ ایک دم کراہ کر نیچے جھکا اور پھر بے یقینی سے زخرف کو دیکھا۔

"یہ کیا حرکت تھی؟"

"اچھا سوری۔" وہ ہونٹوں کو گول کر کے بولی اور ساتھ ہنسی۔

"نکلو یہاں سے۔" وہ دروازے کی جانب اشارہ کر کے بولا۔

"تمیز سے نہیں کہہ سکتے کیا؟"

"نہیں۔"

زخرف نے بڑبڑاتے ہوئے اپنا بیگ پہنا، منہ پر ماسک لگایا اور گھر سے باہر نکل گئی۔ ایچ دروازے تک آیا۔

"جاتے ہوئے خیال سے۔۔۔۔" وہ اتنا ہی بولا تھا کہ زخرف پھر سے دوڑ کر سیڑھیاں چڑھی۔

"دیکھا۔ دیکھا تم نے۔ تم میری پروہ کرتے ہو بس مانتے نہیں ہو۔" ایچ نے کچھ لمحے اسے ایسے ہی دیکھا۔

"ویسے میں چاہتا تھا کہ تم میرے لیے امریکہ کچھ چھوڑ آو لیکن تم نے مجھ سے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا۔" سنجیدگی سے بولا۔

"کیا؟ تمہیں امریکہ کچھ بھجوانا تھا؟ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کیا تمہارا وہاں کوئی رشتے دار یا دوست رہتا ہے؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"دراصل وہ چیز جو میں چاہتا تھا تم وہاں چھوڑ آو، وہ تمہارے پاس ہی تھی۔"

"وہ کیا؟" زخرف نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تمہاری زبان۔ اگر تم یہ زبان وہاں چھوڑ آتی تو کتنے لوگوں کا فائدہ ہو جاتا؟" وہ طنزیہ مسکرا کر بولا۔

"بھاڑ میں جاو تم۔ اب کوئی بات نہیں کروں گی تم سے۔" وہ منہ پھولائے سیڑھیاں اتری اور تیز تیز چلتی وہاں سے چلی گئی۔

ایچ فورا اندر آیا اور اپنی امی کے کمرے میں آکر ان کو دیکھا۔ وہ سوئی ہوئی تھیں۔ اس نے ان کے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے سے ہیلمٹ لے کر باہر کو بھاگا۔ فورا اپنی بائیک باہر نکالی۔

مین روڈ پر اس کی بائیک داخل ہوئی تو وہ اسے دکھ گئی۔ وہ ٹیکسی روک رہی تھی۔ ایک ٹیکسی اس کے پاس رکی تو وہ اس میں بیٹھ گئی۔ ایچ نے بائیک اس ٹیکسی کے پیچھے لگا دی۔

ٹیکسی مرجان ہاوس سے کچھ فاصلے پر آکر رکی۔ زخرف اس سے نکل کر آگے کو بڑھ گئی۔ وہ گھر کی پچھلی طرف جا رہی تھی۔

ایچ اپنی بائیک سے اترا اور اس سے فاصلے پر چلنے لگا۔ وہ ایک جگہ رکی تو وہ بھی ایک دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہ مرجان ہاوس کی بلکل پچھلی جانب تھی جہاں ٹریفک نا ہونے کے برابر تھا۔ گھر کی دیوار کے آگے

بہت سی کھار دار تاریں اور بھوسے سے بھری بوریاں تھیں۔ زخرف نے ارد گرد دیکھا اور احتیاط سے ان پر چڑھ گئی۔ وہ دیوار کے پاس آئی اور ایک جگہ سے ایک بوری ہٹائی۔ پیچھے لکڑی کا بلکل چھوٹا سا دروازہ تھا۔ زخرف نے وہ بجایا تو کچھ دیر بعد وہ کھل گیا۔ وہ اس دروازے سے اندر داخل ہو گئی۔ دو ہاتھ اس سوراخ سے باہر آئے اور بوری کو اٹھا کر پھر سے آگے کر دیا۔

اوٹ میں چھپا ایچ ایک دم مسکرایا۔

"ایسے کاموں میں تو اس کا دماغ بہت چلتا ہے، پتہ نہیں کس ملازم کو لالچ دیا ہو گا اس نے۔" وہ سر جھٹک کر اپنی بائیک کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اپنے گھر بخیریت پہنچ گئی تھی تو وہ بھی سکون سے واپس لوٹ گیا۔

....

وہ سب اس وقت براون شوگر کیفے میں تھے۔ زخرف بیچ والی کرسی پر تھی۔ ایک طرف سعد تھا اور ایک طرف ایچ۔

ایچ نے اسے بتایا تھا کہ وہ ظہیر کو کچھ کام کے سلسلے میں جانتا ہے لہذا اس کے وہاں ہونے پر وہ زیادہ حیران نہیں ہوئی تھی۔

کیفے کا سارا اسٹاف ان کے گرد اکٹھا تھا۔ وہ سب تیز تیز بولتے زخرف سے سوال پر سوال کر رہے تھے۔ کوئی اس کے ساتھ سیلفی لے رہا تھا اور کوئی اسے یاد کروا رہا تھا کہ وہ بھی ان دنوں میں وہاں کام کرتا تھا جب وہ وہاں ہوتی تھی۔

زخرف ہنس کر سب سے بات کر رہی تھی۔ جب کہ ایچ اور سعد ایک دوسرے کو مسلسل گھور رہے تھے۔ ظہیر ایک کرسی کھینچ کر اس کے قریب لایا اور اس پر بیٹھ گیا۔ زخرف کی اس پر نظر پڑی تو اس نے گہری نظروں سے ظہیر کو دیکھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھو زخرف ہمیں ماضی کو بھول جانا چاہیے۔ہے نا؟" وہ میٹھے لہجے میں بولا۔

"کس نے کہا ایسا؟" زخرف ایک ادا سے بولی۔"میں تو ماضی کو نہیں بھلاتی۔"اس نے چہرہ سامنے موڑا جہاں کچھ لوگ اس کی ویڈیوز بنا رہے تھے۔"اس لڑکے کو دیکھ رہے ہیں آپ سب؟ جو یہاں نیا سٹاف ہے وہ نہیں جانتے ہوں گے لیکن ظہیر جیسے مرد بہت خود غرض ہوتے ہیں۔میرے غریبی کے دنوں میں یہ مجھے بہت پریشان کرتا تھا۔میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا ظہیر۔"وہ ظہیر کی جانب مڑی۔ ظہیر زبردستی مسکرایا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔میں تمہیں اپنی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا تھا اور چھوٹی بہنوں سے جھگڑا ہو ہی جاتا ہے۔"

"اس چھوٹی بہن کو تم کیا کچھ نہیں کہہ لیتے تھے ظہیر؟ کیسی عورتوں سے تشبیہ دیتے تھے تم مجھے؟" وہ سوچتے ہوئے بولی۔

"اب کیمروں کے سامنے تو یہ سب مت کہونا۔" ظہیر دھیمے اور التجائیہ لہجے میں بولا۔ایچ فوراً سے زخرف کے قریب جھکا۔

"تمہیں معلوم ہے اس نے تمہیں چھپکلی بھی بولا تھا۔" آواز اتنی تھی کہ ظہیر اور سعد دونوں نے سن لیا۔

"کیا؟" زخرف نے دل پر ہاتھ رکھ کر ظہیر کو دیکھا۔"تم نے کیا بولا مجھے؟" ظہیر ایک دم بوکھلا گیا۔

"وہ۔۔۔شاید مجھے کسی نے آواز دی ہے۔" وہ فوراً سے وہاں سے اٹھا اور کھسک گیا۔

زخرف نے چہرہ ایچ کی جانب موڑا۔

"اس نے مجھے چھپکلی کہا اور تم نے آرام سے سن لیا؟ منہ کیوں نہیں توڑا تم نے اس کا؟"

"اب اس میں منہ توڑنے والی کیا بات تھی۔ میں نے اس کی بات پر غور کیا اور پھر مجھے اندازہ ہوا کہ اس نے اتنا بھی غلط نہیں بولا۔" بلکل سنجیدگی سے بولا۔ زخرف حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس سے پہلے کے وہ اسے کوئی جواب دیتی سعد بول پڑا۔

"تم میں مردوں والے گٹس بلکل نہیں ہیں۔ میں تمہاری جگہ ہوتا تو زخرف کے بارے میں کسی کو بھی ایسی بات کرتے سن کر اس کی زبان کھینچ لیتا۔" زخرف نے فوراً سعد کو دیکھا۔

" بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ اس کو عورتوں کی عزت کرنی بلکل نہیں آتی۔" وہ منہ کا زاویہ بگاڑے ایچ کو دیکھ کر بولی۔ سعد نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکی۔

"زخرف مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔" سعد بولا تو زخرف اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کہو۔"

"وہ میں نے بتایا تھا کہ میں اپنی فلورل شاپ کی ایک نئ آوٹ لیٹ کھولنے والا ہوں۔ اس کا افتتاح اسی مہینے ہے۔ اگر تم مہمان خصوصی بن کر شرکت کروگی تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔"

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے ایم جی۔ میں ضرور شرکت کروں گی۔" مسکرا کر بولی۔

"کتنا منحوس لگتا ہے یہ اتنے میٹھے لہجے میں بات کرتا۔" ایچ منہ میں بڑبڑایا۔

شیف زخرف کے لیے براونیز بنا کر لائے تو وہ ان دونوں کو چھوڑ کر اس جانب متوجہ ہوگئی۔

•••••••••••••••••••••••

ایچ کی امی صوفے پر نڈھال سی بیٹھی تھیں۔ وہ ان کے پاس بیٹھا ایک باکس سے ان کی میڈیسن نکال رہا تھا۔ اس نے چار پلز نکال کر ان کی جانب بڑھائی جو انہوں نے پکڑلیں۔ اس نے ایک پانی کا گلاس بھی ان کو تھمایا اور دوائیوں کا باکس لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے تم سے کہا تھا نا حمزہ کہ وہ یہاں دوبارہ ضرور آئے گی۔" وہ پانی کے ساتھ ایک گولی نگلتے ہوئے بولیں۔

ایچ وہ دوائیوں کا باکس ٹی وی کنسول میں بنے ڈرار میں رکھ رہا تھا۔

"اور آپ اس کے آتے ہی بے ہوش ہو گئیں۔ یہ کوئی بات تھی امی بے ہوش ہونے والی؟" دوائیوں کا باکس رکھتے ہوئے اس کی نظر اس کینڈی پر پڑی جو زخرف لائی تھی۔ وہ عام کینڈیز کی نسبت خاصی بڑی تھی۔

دوسری گولی نگلتے ہوئے اس کی امی کا چہرہ لال ہوا۔

"اب ہو گئی بے ہوش تو کیا کروں؟"

ایچ نے کینڈی کے ریپ کو گھمایا تو اندر ڈارک براون رنگ کی کینڈی تھی۔ وہ ہاتھ میں پکڑنے پر بے حد سخت لگ رہی تھی۔

"حمزہ اب تم اس سے بات کرو نا۔ اسے اور یوسف مرجان کو دعوت پر بلاو نا۔"

"آپ کے بے ہوش ہونے والی حرکت کے باوجود؟" اس نے کینڈی کو پکڑ کر ہاتھ میں گھمایا اور ایک دم اس پر کچھ حرکت سی ہوئی۔

اس کے ہاتھ کے پریشر سے وہ کینڈی ایک دم سے کھل گئی تھی۔ بلکہ وہ کینڈی تھی ہی نہیں۔ اس نے دھیرے سے اسے سامنے کنسول پر رکھ دیا۔

"میں کہہ دوں گی کہ میری طبیعت ناساز تھی، کمزوری سے بے ہوش ہو گئی۔"

ایچ بغور کنسول پر پڑی براون رنگ کی اس شے کو دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ شے پوری طرح سے کھل کر ایک ٹیڈی بیئر میں تبدیل ہو گئی۔ ٹیڈی بیئر اب اپنی ناہونے کے برابر ٹانگوں پر کھڑا تھا اور ایچ کو دیکھ رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں چاہتا ہوں کہ وہ اس گھر میں نا آئے امی۔ میں چاہتا ہوں اسے کسی طرح ہمیشہ کے لیے اس گھر میں آنے سے روک دوں اور آپ کو اس کی دعوتیں کرنے کی پڑی ہے؟"

ایچ نے اپنی انگلی ٹیڈی بئیر کے سر پر رکھی۔ ایک ہلکی سی سینسیشن ہوئی اور ٹیڈی بئیر نے ایچ کی طرف دیکھتے ہوئے زبان نکال کر اسے منہ چڑایا۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟" وہ صوفے سے اٹھیں اور چل کر اس تک آئیں۔

"آپ اس کا ذکر نا کیا کریں امی۔ کوئی تو ایسی جگہ ہو جہاں اس کا ذکر نا ہو۔"

اس نے سنجیدگی سے کہتے پھر سے انگلی اس کے سر پر رکھی تو اب کی بار ٹیڈی بئیر پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگا۔ اب کے اس کی امی بھی اس کو دیکھ رہی تھیں۔

"اور تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟"

ایچ نے پھر سے انگلی رکھی تو ٹیڈی بئیر کی آنکھوں میں اب کی بار موٹے موٹے آنسو آ گئے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس ٹیڈی بئیر کو ہاتھ میں دبا لیا۔

"میں بس چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے خود سے دور کر دوں۔ لیکن یہ ناممکن سا ہو گیا ہے۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ اس کی امی نے حیرت سے اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔ وہ اپنا چہرہ دوسری جانب موڑ کر ان سے اپنے تاثرات چھپا گیا۔

"حمزہ۔" انہوں نے حیرت میں گھرے اس کے بازو کو تھاما۔ "تم اس سے۔۔۔۔۔ تم اس سے محبت کرتے ہو؟" اس نے چہرہ دوسری جانب ہی رکھا۔

اس کی امی نے اپنا ہاتھ دل کے مقام پر رکھا۔ ان کے بیٹے کا یہ درد بھرا لہجہ ان کا کلیجہ کاٹ گیا تھا۔

وہ تیزی سے وہاں سے ہٹتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے میں آتے ہی اس نے دروازہ لاک کر دیا اور وہیں دروازے کے ساتھ لگ کر نیچے بیٹھ گیا۔

"حمزہ۔"

باہر سے اس کی امی کی آواز گونجی۔ اس نے سر گھٹنوں پر ٹکا دیا۔

"میں ہوں نا میرے بیٹے۔ تمہاری امی ہے نا۔ تم مجھے اجازت دو، میں۔۔۔ میں۔۔ اس سے بات کروں گی۔"

"میں مر جاوں گا امی لیکن یہ بات اس کو کبھی نہیں بتاوں گا۔" اس نے وہ ٹیڈی بیئر اپنے سامنے زمین پر رکھ دیا۔

"ایسے نہیں کہو حمزہ۔"

"وہ ایک بادشاہ جیسے آدمی کی بیٹی ہے امی۔ وہ محلوں میں رہنے والے لوگ ہیں۔ مجھے تو اپنا نام بھی نہیں پسند کیوں کہ یہ مجھے اس شخص نے دیا تھا جسے آپ میرا باپ بتاتی ہیں۔ میرا کوئی باپ نہیں ہے امی۔ اور کیا باپ کے بغیر بھی کوئی پہچان ہوتی ہے انسان کی؟ میرا اور اس کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ میری اور اس کی دنیا میں بہت فرق ہے۔" اس کے سامنے موجود ٹیڈی بیئر اب دونوں ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھے سونے کی ایکٹنگ کرنے لگا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا ہوا جو تمہارا باپ نہیں ہے تمہارے ساتھ۔ تمہاری ماں تو ہے نا؟"

"میں نے کہا نا امی، یہ ایک ناممکن سی خواہش ہے۔ کچھ خواہشیں انسان کے دل میں صرف ناپوری ہونے کے لیے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ ان کو پورا کرنے کے بارے میں بھی نہیں سوچنا چاہیے۔ اگر ان کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے تو نتیجہ بہت بھیانک نکلتا ہے۔" اس کے ذہن میں زخرف کا چہرہ لہرایا، اس چہرے کا درد لہرایا جب اس نے اس سے اس لڑکے کا گریبان پکڑنے کی بات کی تھی۔ کیا اس کے چہرے سے یہ پتہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے؟

"حمزہ۔" وہ روتے ہوئے بولی تھیں۔

"میرے لیے مت روئیں امی۔ مجھے ضرور توں اور خواہشوں کے بغیر رہنا آتا ہے۔ اور جہاں تک بات زخرف کی ہے تو اسے اس بارے میں کبھی علم نہیں ہو گا۔ اور اگر وہ یہاں دوبارہ آئے تو آپ بھی اسے کچھ نہیں بتائیں گی۔ مجھ سے وعدہ کریں امی کہ آپ اس سے کبھی کچھ نہیں کہیں گی۔ آپ اپنے بیٹے کو کبھی اس کے سامنے شرمندہ نہیں کریں گی۔"

"لیکن حمزہ۔"

"آپ کبھی یوسف مرجان کو بھی یہاں بلانے کا نہیں بولیں گی۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ کبھی بھی یہاں آئیں۔"

سامنے بیٹھا ٹیڈی بیئر اب نیند سے جاگ کر پھر سے رونے لگا تھا۔ ایچ اسے یونہی دیکھے گیا۔

....

پانچ سال بعد:

مرجان ہاوس کی سفیدی سنہری دھوپ میں چمک رہی تھی۔ سورج نے اس پورے محل کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ دھوپ نے گھر کے ایک ایک کونے کو روشن کیے رکھا تھا۔ ایسے ہی ایک کمرے کی شیشے کی کھڑکیوں سے دھوپ اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس کمرے میں بیڈ پر کوئی وجود لحاف میں لپٹا سویا تھا۔ بیڈ کے سائڈ ٹیبل پر ایک نان فکشن کتاب پڑی تھی، جس کے تقریباً آدھ میں بک مارک لگا تھا۔ کھڑکیوں کے پردے ہٹے تھے اور دھوپ اندر داخل ہو کر اس لحاف میں لپٹے وجود کو جگانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ وقت سر توڑ کوشش کر کے دھوپ کی کرنیں آخر کامیاب ہو گئیں۔

لحاف میں لپٹا وجود حرکت میں آیا اور لحاف میں ہی رہتے ہوئے اکڑ کر انگڑائی لی۔ اس کے جاگنے پر سورج کی کرنیں خوشی سے اچھلنے لگیں۔ وہ اسے جگانے میں آخر کامیاب ہو گئی تھیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب سے پہلے لحاف سے باہر انگڑائی لیتے سپید بازو باہر آئے۔ پھر لحاف چہرے سے ہٹا تو چہرہ واضح ہوا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی اور اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر اسے مروڑنے لگی۔ پھر اس کی نظر سامنے شیشے میں موجود اپنے عکس پر پڑی تو وہ مسکرائی۔ اس کا چہرہ چند سالوں پہلے کی نسبت اب قدرے زیادہ میچور دکھ رہا تھا۔ دھوپ اس کی گردن پر اٹھکیلیاں کر رہی تھی اور اس کی گردن پر موجود ہیرے جگمگا رہے تھے۔ اس نے مسکراتے ہوئے ان ہیروں کو چھوا۔ یوں جیسے جب وہ ان کو چھوتی تھی تو وہ بھی جواب میں مسکراتے تھے۔ وہ اس کے لمس سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اس نے لحاف اپنے جسم سے ہٹایا تو اسکا لباس واضح ہوا۔ ہلکے بی بے پنک رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے سفید رنگ کا ٹراوزر۔

اس نے پیر بیڈ سے اتارے تو نیچے بیڈ کے قریب پڑی لکڑی کی ٹوکری پر اس کی نظر پڑی۔ اس ٹوکری میں ایک سرمئی رنگ کی بلی مزے سے سوئی تھی۔ زخرف نے ہاتھ بڑھا کر اسے پیار کیا۔

"گڈ مارننگ ہانا۔" مسکرا کر بولی۔ بلی نے اس کے چھونے پر ایک لمبی سی انگڑائی لی اور پھر سے سر نیچے رکھ کر مزے سے سو گئی۔

زخرف اسے چھوڑ کر اپنے کمرے سے باہر آگئی۔ باہر ہر جانب سناٹا سا تھا۔ ارد گرد کوئی ملازم نا دکھتا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی کچن میں آئی۔

کچن میں بوا پیڑھی پر بیٹھی دوسری جانب منہ کیے آٹا گوندھ رہی تھیں۔ زخرف دبے پیر ان کے پیچھے سے ان کے قریب آئی اور زور سے ان کو گلے سے لگا یا۔

"گڈ مارننگ بوا۔" اونچی سی آواز میں بولی۔

"ارے ہٹو پیچھے۔" بوا نے فوراً اس کو جھٹکا۔ "یہ انگریزی نا جھاڑا کرو زیادہ۔" وہ کہتے ہوئے تیزی سے آٹا گوندتی رہیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کبھی ہنس کر بھی بول لیا کرو بوا۔" وہ ایک شیلف تک آئی اور اس کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئی اور سہلی کو آواز دی۔

"سہلی نہیں ہے گھر پر۔ باہر گئی ہے سودا سلف لینے۔"

"اتنی صبح صبح کیوں گئی ہے؟"

"مہارانی صاحبہ۔" بوا نے آٹا چھوڑ کر اسے دیکھا۔ "وقت دیکھا ہے آپ نے؟ سورج سر کے اوپر آکر کھڑا ہو گیا ہے۔ اور یہ آٹا میں دوپہر کے لیے گوندھ رہی ہوں۔ تمہاری صبح ہی نہیں ختم ہو رہی۔ لاش کی طرح آدھے دن تک بستر پر پڑی رہتی ہو۔"

"بوا، یہ اتنا زہر کیسے اگل لیتی ہو؟ ناشتے میں زہر کے پراٹھے کھاتی ہو کیا؟" وہ بوا کی طرف جھک کر قدرے سنجیدہ چہرہ بنا کر بولی۔

"ہاں میں زہر کے پراٹھے کھاتی ہوں اور تمہارے گلے میں اللہ نے کوا فٹ کیا ہے۔ جو تم ہر وقت کائیں کائیں کرتی رہتی ہو۔"

"سمجھ آگئی ہے مجھے۔" زخرف سر ہلاتے ہوئے سمجھ کر بولی۔ "سمجھ آگئی ہے مجھے بوا کے تمہاری شادی کے ایک ہفتے کے بعد ہی تمہارا شوہر اللہ کو کیوں پیارا ہو گیا تھا۔" وہ مسلسل سر ہلا رہی تھی۔ بوا نے آٹے میں ہاتھ چلاتے اسے گھورا۔

"لیکن چلو جو ایک ہفتہ اس نے تمہارے ساتھ صبر سے گزار لیا ہو سکتا ہے اللہ نے اس پر ہی اسے جنت بھیج دیا ہو۔" نہایت افسردہ تاثرات سے بولی۔

"یہ میری جوتی کہاں ہے؟" بوا اپنے ارد گرد دیکھنے لگیں۔ زخرف پیٹ پکڑ کر ہنستی گئی۔

اسی لمحے یوسف نے کچن میں جھانکا۔ ان کے چہرے کی جھریوں میں خاصا اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ زخرف کو دیکھ کر مسکرائے۔

"میری بیٹی کی آنکھ کھل گئی؟ تم بیڈ سے اتر کر کیوں آگئی؟ وہیں سے کوئی گھنٹی بجا دیتی، میں ملازموں کے ہاتھ تمہارا ناشتہ وہیں بھجوا دیتا۔ کچن تک آنے کا تکلف کیوں کیا تم نے؟" وہ اس کے قریب آتے ہوئے نہایت پیار سے بولے۔

"اب اگر میں نے تکلف کر ہی لیا ہے تو اپنے ملازموں سے بولیں کہ میرے لیے ناشتہ تیار کریں۔ ایک اچھا سا فرینچ ٹوسٹ اور ساتھ فریش اورنج جوس۔" وہ بھی مسکرا کر بولی۔

"شرم تو نہیں آرہی نا تمہیں۔ وقت دیکھ رہی ہو؟ صبح سے تین دفعہ تمہیں جگا چکا ہوں میں۔" اب کے وہ سختی سے بولے۔ زخرف کے بھی منہ کے زاویے بگڑ گئے۔

"ایک اتوار کے دن تو بس سونا ہوتا ہے میں نے۔ وہ بھی سب مجھے اتنی باتیں سناتے ہیں۔ پورا ہفتہ صبح سورج اگنے سے پہلے اٹھتی ہوں میں۔"

"وہی تو۔ جب تمہاری روٹین اچھی جا رہی ہوتی ہے تو ایک دن زیادہ سو کر اپنی روٹین کیوں خراب کرنا؟"

"رہنے دیں بابا۔ کسی کو احساس نہیں ہے میرا۔ میں اپنا ناشتہ بھی خود بنا لوں گی۔" وہ شیلف سے اتری اور فریج سے انڈہ نکال کر اسے ایک باول میں پھینٹنے لگی۔

"زخرف صبح خیزی ایک اچھی عادت ہے۔ اور جس گھر میں لوگ سورج سر پر آنے تک سوئے رہتے ہیں وہاں رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے۔" وہ اس کے پاس شیلف کے ساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔ زخرف خاموش رہی۔ اس نے فریج سے دودھ نکالا اور اس باول میں انڈیل کر ان کو مکس کرنے لگی۔

"ویسے یوسف، تم بیٹی کے معاملے میں بلکل بھی عقل مند نہیں ہو۔" بوا آٹے کو ایک برتن میں احتیاط سے ڈالتی بولیں۔

"کیا ہو گیا ہے بوا۔ ڈانٹا تو ہے میں نے اسے لیٹ اٹھنے پر۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں تم نے ڈانٹ لیا اور اس نے تمہاری سن لی۔" زخرف نے دوسری جانب منہ رکھے ہی منہ چڑایا اور اس بیٹر میں ڈبل روٹی کو بھگونے لگی۔ دوسری جانب اس نے پین میں مکھن ڈال دیا تھا۔

"کیا عمر ہو گئی ہے اس کی؟ تیس کا ہندسہ ٹاپ گئی ہے۔ ساری زندگی اپنے گھر بٹھا کر رکھو گے اسے؟" اس بات پر زخرف نے مڑ کر غصے سے بوا کو دیکھا۔ یوسف نے فوراً آگے ہو کر اس کے چہرہ واپس اس کے فرینچ ٹوسٹ کی جانب کیا۔

"بوا صبح صبح ایسی باتیں لے کر کیوں بیٹھ جاتی ہیں؟"

"بھئی میں نے تو کہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ میری طرف سے اپنی بیٹی کو اسی گھر میں بوڑھا بھی کر دو۔ میرا کیا جانا ہے۔" وہ آٹے کا برتن فریج میں رکھ کر مسلسل بڑبڑاتی باہر چلی گئیں۔

یوسف نے زخرف کو دیکھا تو وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"جانے دو۔" وہ نرمی سے بولے۔

"بوا کی شادی کرا دیں آپ، اتنا شوق ہے ان کو تو۔" وہ کڑ کر بولی تو یوسف ہنس دیے۔

"یہ بات بوا کے سامنے مت کہہ دینا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دیر بعد وہ باہر لاونج میں بیٹھی تھی۔ اس نے ٹانگیں سامنے میز پر رکھی تھیں اور اپنی گود میں رکھی پلیٹ میں رکھا ٹوسٹ کھا رہی تھی۔ ٹوسٹ کھاتے ہوئے اس نے میز پر پڑے جوس کے گلاس کو دیکھا۔ پھر اپنا بازو اس کی جانب بڑھایا تو وہ کافی دور تھا۔ اسے پکڑنے کے لیے اسے آگے ہونا پڑنا تھا۔ اس نے ساتھ بیٹھے یوسف کو معصوم چہرہ بنا کر دیکھا۔

یوسف نے آگے ہو کر گلاس پکڑ کر اسے پکڑا دیا۔

"تھینک یو۔" وہ مسکرا کر بولی اور جوس پینے لگی۔

"تمہیں مینرز کب آئیں گے زخرف؟"وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے بولے۔زخرف نے گلاس لبوں سے ہٹا کر ان کو دیکھا۔

"کیا تھینک یو بولنا بدتمیزی ہے؟"

"تم ساری دنیا کے سامنے بے حد پروفیشنل ہو لیکن تم نے گھر میں اپنی حرکتیں دیکھی ہیں؟ یہ تمہارا بیٹھنے کا طریقہ ہے؟ کھانا ایسے کھاتے ہیں؟"

زخرف نے سر جھکا کر اپنے بیٹھنے کے طریقے کو دیکھا اور پھر سر اٹھا کر یوسف کو۔

"بھئی میں گھر سے باہر ایکٹنگ کر کر کے بہت تھک جاتی ہوں۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ گھر میں بھی ایکٹنگ کروں؟" پھر وہ ایک دم سیدھی ہوئی، پلیٹ سامنے میز پر رکھی اور ٹانگیں میز سے ہٹائیں۔ایک ٹانگ دوسری پر رکھی اور ادب سے دونوں ہاتھ گود میں رکھے۔

"پیارے ابا محترم، آپ کا حکم ہو تو کھانا نوش کر لوں؟" آنکھیں جھپکا کر ان کو دیکھتی بولی۔یوسف نے سر جھٹکا۔اسے کچھ بھی کہنا فضول تھا۔وہ کبھی نہیں سدھر سکتی تھی۔

زخرف ہنستے ہوئے پھر سے ٹانگیں میز پر رکھ کر اپنا ٹوسٹ کھانے لگی۔

"تمہیں یاد ہے نا اس ہفتے ہمیں لیلہ کی شادی اٹینڈ کرنی ہے؟"

"دیکھوں گی۔" کندھے اچکا کر بولی۔

"دیکھوں گی نہیں۔" یوسف اس کی جانب دیکھ کر سختی سے بولے۔ "تم میرے ساتھ چلو گی۔تمہاری سگی پھپھو کی بیٹی کی شادی ہے۔تھوڑی سی تو ذمے دار بنو۔" زخرف نے کان لپیٹ لیے، کوئی جواب نا دیا۔

زخرف کے کمرے سے سرمئی بلی مسلسل اکڑے لیتی اس جانب آئی۔زخرف نے اپنی پلیٹ گود سے پیچھے کی تو وہ کود کر اس کی گود میں آئی اور مزے سے لیٹ گئی۔زخرف پیار سے اسکے سرمئی بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"میری پیاری بیٹی، تمہارے نانا ہر وقت غصے میں رہنے لگے ہیں آج کل۔" اس کی بات پر یوسف نے چڑ کر اسے دیکھا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے میں نے یہ فضول باتیں مت کیا کرو۔" وہ غصے سے زخرف کو دیکھتے بولے۔

"کونسی فضول بات کی ہے میں نے؟ یہ میری بیٹی ہے تو آپ اس کے نانا ہوئے نا؟"

" کبھی کبھی تمہاری عقل بلکل گھاس چرنے چلی جاتی ہے۔" وہ اس کے پاس سے اٹھ ہی گئے۔

"اگر وقت پہ شادی کرلی ہوتی تو آج جانوروں کو اولاد بنانے کی نوبت نا آتی۔" بوا بھی اس کے پاس سے گزرتی ایک پھل جھڑی پھینکنے سے باز نا آئیں۔

زخرف نے ہانا کو پکڑا اور زور سے گلے سے لگایا۔

"کوئی بھی میری بیٹی سے پیار نہیں کرتا۔" اس نے اسے اتنا کس کے پکڑا تھا کہ ہانا کا دم گھٹنے لگا۔ وہ اس کے بازوؤں سے نکل کر دور جاکر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہونہہ، تمہیں خود ہی پیار راس نہیں ہے۔" سر جھٹک کر بولی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

••••••••••••••••••••••••••••••••••••

دھوپ اس کو جگانے کی بھی کوشش کررہی تھی لیکن ناکام رہی۔ وہ لحاف منہ تک تانے میٹھی نیند میں ڈوبا تھا۔

دو پیر ہیلز کی ٹک ٹک کی آواز پیدا کرتے اس کے کمرے میں داخل ہوئے اور وہ اس کے بیڈ تک آئی۔ اس کے سرہانے بیٹھ کر اس نے لحاف کے اوپر سے ہی اس کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

"گڈ مارننگ سعد۔" اپنے شیریں لہجے میں بولی۔

سعد نے آنکھیں مسلتے لحاف چہرے سے ہٹایا تو اس کا اپنے سامنے بیٹھی عورت کو دیکھ کر لہجہ تک کڑوا ہو گیا۔

"اتنی صبح صبح؟ پیسے ختم ہو گئے ہیں کیا؟" وہ نارمل لہجے میں بولا۔ پاس پڑا فون اٹھا کر چہرے کے سامنے کیا۔

روزینہ کا چہرہ اس بات پر ذرا زرد پڑا، پھر وہ فوراً سے سنبھل گئی۔

"اتنے سال ہو گئے، تم نے مجھے اس بارے میں بتایا کیوں نہیں؟ میں تم سے خفا ہوں۔" وہ چہرہ خفا کرتے ہوئے بولیں۔

سعد اپنے فون میں مصروف رہا۔

"میں آپ کو کچھ بھی نہیں بتاتا۔ کوئی ایک بات نا بتانے پر حیرانگی کی وجہ؟"

"ویسے مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرے بیٹے کی پسند اتنی خوبصورت ہے۔" وہ ہنسی دبائے بولیں۔ سعد نے فوراً فون چہرے سے ہٹایا۔

"کیا؟ کونسی پسند؟" اس کا چہرہ ایک دم سفید پڑ گیا تھا۔

"کم آن سعد ڈارلنگ۔ تم اپنی ماں سے یہ بات کب تک چھپا سکتے تھے؟ ویسے ایک بات ماننی پڑے گی۔ تم بھی اپنی مام کی طرح حسن پرست ہو۔" آخری بات پر روزینہ نے قہقہہ لگایا تھا۔ سعد عجیب نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"آپ سے یہ سب کس نے کہا ہے؟" مظطرب لہجے میں پوچھا۔

"تم وہ سب چھوڑو، یہ بتاؤ کہ تمہیں اپنی مام کی کتنی ہیلپ چاہیے۔ میں تمہارے لیے کچھ بھی کروں گی سعد۔" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرتے بولیں۔ سعد نے فوراً ان کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔

"جائیں یہاں سے۔ پلیز جائیں۔" دروازے کی جانب اشارہ کرتے بولا۔

"سعد؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے کہانا مام۔" وہ لہجے کو سخت کرتا بولا۔ اس نے آگے ہو کر اپنے بیڈ کے ڈرار سے والٹ نکالا اور اس سے ایک کارڈ نکال کر ان کی جانب پھینکا۔ "پیسے ہی چاہیے تھے نے آپ کو۔ جتنے مرضی استعمال کریں لیکن یہاں سے جائیں۔"

روزینہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر ہاتھ بڑھا کر کارڈ پکڑ لیا۔

"تم تو جانتے ہو نا جب سے تمہارے ڈیڈ کی ڈیتھ ہوئی ہے میرے لیے گزارا مشکل ہو گیا ہے۔"

"پلیز مام مجھے صفائیاں مت دیا کریں۔ جائیں یہاں سے۔" وہ چڑ کر بولا تو روزینہ کھڑی ہو گئی۔

"میری نیت کو غلط مت سمجھنا۔ میں سچ میں چاہتی ہوں کہ تمہارے کسی کام آؤں۔"

سعد کی جانب سے کوئی جواب نا آیا تو وہ باہر کی جانب بڑھ گئی۔

گھر سے نکل کر اس نے اپنے فون پر ایک کال ملائی۔

"ڈارلنگ، میری طبیعت اب بہتر ہے۔ میں تمہاری پارٹی میں ضرور آؤں گی۔" وہ راہداری پر چلتے ہوئے سعد کے دیے کارڈ کو ہاتھ میں گھماتی مسکرا کر بولی۔

"وہی طبیعت جو تمہاری آج کل خراب ہی رہتی ہے؟" دوسری جانب سے اس کی دوست کا قہقہہ گونجا۔

"پارٹی میں ملیں گے ڈیئر۔" روزینہ نے سڑا ہوا منہ بنا کر کال کاٹ دی۔

"ہونہہ، تم سب سے مہنگے جوتے اور کپڑے ہونگے میرے۔" وہ اپنے سامنے کارڈ لہراتے ہوئے بولی اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

اندر سعد بستر پر سر ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا جب افتی اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

"مام کو تم نے بتایا ہے؟" سعد اس کے اندر داخل ہوتے ہی فوراً سر اٹھا کر بولا۔

افتی نے کندھے اچکائے۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا افتی۔ کس کی اجازت سے تم نے یہ سب ان کو بتایا؟" وہ شدید غصے میں بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ تمہاری ماں ہے باپ نہیں جو اس بات پر تمہیں جج کرے گی۔" افق کا لہجہ نارمل تھا۔

"تم نے ان کو کیوں بتایا؟" سعد نے دانت پیستے ہوئے اپنی بات پھر سے دہرائی۔

"کیونکہ تم خود تو کبھی کچھ کرو گے نہیں۔ روزینہ تمہاری اس سب میں مدد کر سکتی ہے۔ اور ویسے بھی ایسے کاموں میں روزینہ جیسی عورتوں کا دماغ بہت چلتا ہے۔ مجھے یقین ہے وہ تمہارے بہت کام آسکتی ہے۔" افق کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ سعد زہر آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ٹھنڈے رہو۔ مجھے یقین ہے تمہیں اپنی ماں کی کمپنی اتنی بھی بری نہیں لگے گی۔"

"جاو یہاں سے مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔" وہ چڑ کر بولتا پھر سے لیٹ گیا۔

....

وہ گھر کی سیڑھیاں اتری اور پتھریلی راہداریوں پر چلتی مین گیٹ تک آئی۔ اس کے وہاں آتے ہی روبن زبان باہر کو لٹکائے اس تک آیا۔ گیسٹ ہاوس کے پاس رکھی کچھ کرسیوں پر گارڈز بیٹھے تھے۔ فرید بھی وہیں بیٹھا تھا۔ وہ بھی دوڑ کر زخرف کی جانب آیا۔

"سر، یہ تایا جان کے گھر تک جا رہی ہوں بس۔ آپ کا حکم ہو تو اکیلی چلی جاوں؟" وہ فرید کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی۔ پیچھے بیٹھے سب گاڈز نے اپنی ہنسی دبائی۔ فرید نے کچھ نہیں بولا، چپ چاپ اس کے قریب کھڑا رہا۔ زخرف نے سر جھٹکا۔ اسے علم تھا وہ اس کے ساتھ آئے گا ہی۔ اس نے پیروں کو چاٹتے روبن کو پیر سے پیچھے ہٹایا۔ وہ پھر سے اس کے قریب آکر اس کے پیر چاٹنے لگا۔ زخرف نے زور سے مالی کو آواز لگائی۔

شروع شروع میں روبن اسے بلکل پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ جب زخرف کو دیکھتا تو بھونکنے لگتا۔ لہذا زخرف بھی اسے ناپسند کرنے لگی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ زخرف کا عادی ہونے لگا۔ وہ روزانہ صبح واک کے لیے

جاتی تو وہ بھی اس کے ساتھ شوق سے جاتا۔ البتہ زخرف اس سے پیار نہیں کرتی تھی۔ اسے بس ہانا سے پیار تھا۔

مالی دوڑ کر آیا اور روبن کو کھینچ کر لے گیا۔

زخرف گھر سے نکلی تو فرید بھی اس کے ساتھ ہی نکل آیا۔ تایا کبیر کا گھر مرجان ہاوس سے ایک گھر چھوڑ کر تھا۔ زخرف کو دیکھتے ہی گارڈ نے فوراً دروازہ کھول دیا۔

تایا کبیر کا گھر بھی مرجان ہاوس کی طرز پر بنا تھا۔ لیکن یہ گھر بعد میں بنایا گیا تھا۔ ان بھائیوں میں سے باپ کا گھر یوسف نے ہی لیا تھا۔ باقی بھائیوں نے اپنے گھر خود تعمیر کروائے تھے۔ وہ اندر چلی گئی تو فرید باہر ہی کھڑا رہا۔

پتھریلی راہداریوں کو عبور کر کے وہ گھر میں داخل ہوئی تو تایا کبیر اور حسن اسے ڈائننگ پر بیٹھے نظر آ گئے۔

"امی اب لے بھی آئیں۔ کتنا انتظار کروائیں گی آپ؟" حسن ہاتھ میں چمچ گھماتے بولا۔

"صبر کرو حسن۔ جب تک تمہاری ماں کی سہیلی نہیں آجاتی وہ ہمیں کھیر کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دے گی۔" تایا کبیر بولے۔

زخرف کمر پر ہاتھ رکھ کر ان کے سامنے آئی۔

"بس سن لیا ہے میں نے۔ برائی کر رہے تھے آپ لوگ، وہ بھی میری پیٹھ پیچھے۔" وہ یونہی کمر پر ہاتھ رکھے چلتی میز تک آئی۔

"امی، آگئی ہے آپ کی سہیلی۔ اب تو لے آئیں کھیر۔" حسن نے کچن کی جانب آواز لگائی۔ زخرف ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تو تایا کبیر نے اسے خفا نظروں سے دیکھا۔

"اپنی تائی کہ ایک دفعہ کہنے پر بھاگی آگئی ہو۔ تایا سے ملنے کو تو تمہارا دل ہی نہیں کرتا۔"

"تایا جان، آج کے لیے میں نے بابا اور بوا سے بحث کر کے پیٹ بھر لیا ہے۔ اب تھوڑی سی تائی جان کے ہاتھ کی کھیر کے لیے جگہ بچی ہے۔" وہ معصومیت سے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ان کی جانب دیکھتی بولی۔

"ہاں پتا ہے، جب بھی امی تمہیں فون کر کے کہتی ہیں کہ انہوں نے کچھ بنایا ہے تو تم ٹھوسنے فوراً آجاتی ہو۔" حسن اپنی خالی پلیٹ میں چمچ ہلاتا بولا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟ کبھی اتنا تو ہوا نہیں کہ کچن میں ماں کی مدد ہی کر دو۔" وہ بھی تڑاخ سے بولی۔

"اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے ہسپتال میں ڈیوٹی دے کر آتا ہوں۔ تمہاری طرح بستر نہیں توڑتا۔"

"میرے بارے میں منہ سنبھال کر بات کرو۔ اس وقت پورے ملک میں بڑی بڑی کاروباری شخصیات میں نام آتا ہے میرا۔" وہ گردن اکڑا کر بولی۔

"تو میں بھی ہسپتال میں جھک نہیں مارتا۔"

"پتا نہیں کونسے بدنصیب لوگ ہوں گے وہ جو تم سے علاج کراتے ہوں گے۔" وہ منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولی۔

"بس۔" تایا نے ٹیبل پر ہاتھ مارا تو ان دونوں کی زبانوں کو بریک لگی۔ "کیسے قینچی کی طرح زبانیں چلتی ہیں تم دونوں کی۔ بڑوں کے سامنے بیٹھ کر ہی لحاظ کر لیا کرو۔" وہ باری باری دونوں کو گھور رہے تھے۔ ان دونوں نے چہرے جھکا لیے۔

"جب بڑے ہمارے سامنے لڑیں گے تو ہم بھی یہی سیکھیں گے۔" زخرف دھیمی آواز میں بولی لیکن ان دونوں نے باآسانی سن لیا۔ حسن کا قہقہہ چھوٹا، اس نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا۔ زخرف نے بھی منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی دبائی۔

"طعنے دینے کے معاملے میں تم پوری اپنے باپ پر گئی ہو۔" تایا سر جھٹک کر بولے۔

"طعنے سے یاد آیا تایا جان، آپ کو معلوم ہے رات کو بابا آپ کے بارے میں کیا بول رہے تھے؟" وہ ان کی جانب جھک کر سرگوشی میں بولی۔

"کیا؟" تایا کبیر بھی دلچسپی سے اس کی جانب جھکے۔

"کہہ رہے تھے کہ کبیر بھائی بوڑھے ہوگئے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ان کے گھٹنے چٹخنے لگے ہیں اور میں بلکل جوان ہوں۔" وہ چہرے سے ان سے خوب ہمدردی جتاتی بولی۔

"کیا سچ میں اس نے ایسا کہا؟" تایا کبیر کے ماتھے پر دو تین بل نمایاں ہوئے۔

"تو اور کیا۔"

"بڑا آیا جوان۔ سب پتا ہے مجھے اس کا جو ہر مہینے اپنے سفید بال ڈائی کر کے چھپاتا ہے۔"

"بلکل، میں نے بھی یہی کہا ان کو۔"

"زخرف، یقین جانو تمہارے دائیں بائیں کندھوں پر بیٹھے فرشتے بھی کہتے ہوں گے کہ کس کے کندھوں پر بٹھا دیا اللہ نے۔" حسن اس کے پھپھے کٹنیوں والے انداز پر بولا۔

"تم میرے نہیں اپنے فرشتوں کی فکر کرو۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس۔" تائی ساجدہ کچن سے کھیر کا باول لاتی بولیں۔ "جہاں تینوں بیٹھ جاتے ہیں، جنگ کا ماحول بنا دیتے ہیں۔"

زخرف فوراً سے اٹھ کر ان کی مدد کروانے لگی۔

"تم تو سمجھدار ہو زخرف۔ تم بھی ان کے ساتھ مل جاتی ہو۔" وہ حسن کی پلیٹ میں کھیر ڈالتی بولیں۔

"تائی جان یہ دونوں مجھے مجبور کر دیتے ہیں۔" معصومیت سے بولی۔

"استغفر اللہ۔" حسن اور تایا کبیر دونوں ایک ساتھ بولے۔ زخرف گھور کر انہیں دیکھتی بیٹھ گئی۔

"چلو بس اب سب بسم اللہ پڑھو اور کھانا شروع کرو۔ کھاتے وقت کوئی فضول بات نا کرے۔"

حسن نے اونچی آواز میں عوذ بللہ پڑھی اور اٹھ کر زخرف پر پھونک ماری۔ تائی نے اسے گھورا تو وہ ہنس کر بیٹھ کر کھیر کھانے لگا۔

رات کے تقریبا دس بجے تھے، وہ بستر پر بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔ کتاب کے ٹائٹل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی بزنس کے مطلق کتاب تھی۔ بیس صفحے پڑھ کر زخرف نے بک مارک لگایا اور کتاب رکھ کر سونے کے لیے لیٹ گئی۔ جب وہ لیٹی تو ہر دن کی طرح اس یاد نے اس کے پورے وجود کو آ کر گھیر لیا۔ کیا کوئی رات ایسی آتی تھی جب وہ اس کے بارے میں نہیں سوچتی تھی؟ شاید نہیں۔

زخرف نے گلے سے وہ پینڈنٹ اتارا اور اسے لیٹے ہوئے اپنے آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"کتنے سال ہو گئے ہیں؟ جیسے ایک زمانہ بیت گیا ہو لیکن تمہاری یاد آج بھی میرے دل میں ویسی ہی ہے۔ تم کبھی لوٹ کر نہیں آئے۔ کیا تم مجھے بھول چکے ہو؟ تو پھر میں تمہیں کیوں نہیں بھلا پا رہی۔ اتنے سال بھی ایک انسان کو نا بھولنا، اسے روز یاد کرنا، اس کا دیا تحفہ خود سے ہمیشہ قریب رکھنا، اگر یہی سب محبت ہے تو ہاں، مجھے واقعی تم سے محبت ہے۔ کتنی عجیب بات ہے نا۔" وہ ایک دم رک کر ہنسی۔ اس نے کروٹ لی اور وہ پینڈنٹ سرہانے پر رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم سے محبت ہوتی بھی کیسے نا۔ تم تھے ہی ایسے۔ میری زندگی کسی جگہ کھڑے جوہڑ کے پانی جیسی تھی۔ تم نے آ کر اس پانی کو سمندروں کا راستہ دکھایا تھا۔ تم نے مجھے سمندروں میں غوطہ لگانا سکھایا تھا ارسم۔ مجھے تم سے محبت کیسے نا ہوتی؟" ایک چمکتا آنسو اس کی جھیل آنکھوں سے بہہ کر سرہانے میں جذب ہو گیا۔

زخرف ایک دم سے اٹھ کر بیٹھی اور اس پینڈنٹ کو ہاتھ میں لے کر بغور دیکھا۔ اس کے چمکتے ہیروں کا عکس اس کی آنکھوں میں دکھتا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بستر سے اٹھی اور اس پینڈنٹ کو گلے میں پہنتی باہر کو دوڑی۔ کمرے سے نکل کر اس نے احتیاط سے یوسف کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ پورا گھر خاموش پڑا تھا۔ سب سو چکے تھے۔ وہ دبے پاوں لائبریری کی جانب جاتی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

اوپر آکر اس نے لائبریری کا دروازہ کھولا تو کتابیں خاموشی سے اسے دیکھنے لگیں۔ اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور دائیں جانب کی شیلفز تک آئی۔ وہاں آخر میں ایک دروازہ تھا۔ زخرف نے وہ دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔

اندر ہر جانب کینوس پڑے تھے۔ وہ بیچ والے کینوس تک آئی جس کے اوپر ایک سفید کپڑا تھا۔ زخرف نے وہ کپڑے کو ہٹایا تو نیچے ایک مکمل پینٹنگ تھی۔

وہ ٹھہر کر اس پینٹنگ کو دیکھنے لگی۔ وہ ایک گھوڑے کی پینٹنگ تھی۔ ایک زخمی گھوڑے کی۔ وہ زمین پر زخمی پڑا تھا۔ جسم میں جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔ زخرف کچھ دیر اسے یونہی دیکھتی رہی پھر اپنی پینٹ والی پلیٹ پر کچھ پینٹ مکس کیے۔

وہ کینوس کے قریب آئی اور اس پر رنگوں کے سٹروکس چلانے لگی۔

گھڑی پر وقت دھیرے دھیرے بیت رہا تھا۔ باقی پینٹنگز خاموشی سے اس لڑکی کو اس پینٹنگ میں غرق ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ کیا ان کے لیے زخرف کو پینٹ کرتے دیکھنے کے علاوہ کوئی پسندیدہ نظارہ تھا؟

زخرف برش اور پلیٹ لیے پینٹنگ سے دور ہٹی اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس زخمی گھوڑے میں جس چیز کی کمی تھی وہ اس نے پوری کر دی تھی۔ اس پینٹنگ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی سوائے آنکھوں کے۔

اس زخمی گھوڑے کی آنکھیں اب مسکرا رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں ہیرے تھے جو چمک رہے تھے۔

اب وہ زخمی گھوڑا بے چارہ نا دکھتا تھا۔ اس کے جسم کے زخم ان آنکھوں کے آگے پھیکے پڑ گئے تھے۔

"صرف ان آنکھوں کی ہی تو ضرورت ہوتی ہے۔ ہنستی ہوئی آنکھوں کی۔ اگر انسان آنکھوں سے ہنسنا سیکھ جائے تو اس کے سارے زخم زمانے سے چھپ جاتے ہیں۔" اس نے چہرہ جھکا کر اس پینڈنٹ کو دیکھا۔

"اگر ہم صرف ہنسنا سیکھ جائیں تو زندگی بہت آسان ہو جاتی ہے۔ ہنسنا انسان کو مضبوط بناتا ہے۔ وہ انسان کو بڑے سے بڑا اس بھی سہنا سکھا دیتا ہے۔" اس نے اس پینٹنگ کو ایسے ہی چھوڑ دیا اور دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

....

وہ ٹریک سوٹ میں ملبوس اپنے کمرے باہر نکلی اور سیڑھیاں چڑھ کر ٹیرس پر آئی۔ باہر ابھی اندھیرا تھا۔ یوسف وہاں جائے نماز پر بیٹھے نماز سے فارغ ہو کر قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ ان کے قریب آئی، ان کے کان میں جھک کر گڈ مارننگ بولا اور واپس نیچے آ گئی۔

باہر آئی تو رابن اتاولا سا کھڑا تھا۔ زخرف دوڑتی ہوئی اس جانب آئی تو وہ بھی دوڑتا اس کے ساتھ مل گیا۔

گارڈ نے فوراً آگے ہو کر ان کے لیے دروازہ کھولا تو زخرف اور رابن باہر نکل گئے۔ پیچھے فرید بھی ایک تولیہ اور پانی کی بوتل پکڑ کر زخرف کے پیچھے بھاگا۔

مرجان ہاوس کے بلکل پاس ایک سوسائٹی تھی۔ وہ وہیں جوگنگ کے لیے جاتی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ سوسائٹی کی خالی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی اور وہاں موجود ایک بڑے سے پیپل کے درخت پر طوطہ اور مینا کی جوڑی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ ان کا معمول تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد جب دوڑتے ہوئے وہ تھک گئی تو ایک طرف فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی۔ رابن اس کے قدموں میں منہ دیے اس کے جوتے چاٹنے لگا۔

فرید جو پیچھے دھیرے دھیرے چل رہا تھا اب وہ دوڑ کر زخرف کی جانب آیا اور پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی۔

زخرف نے پانی کی بوتل پکڑی اور کھول کر لبوں سے لگائی۔ پانی پی کر اس نے بوتل فرید کو پکڑائی اور اس سے تولیہ لے کر اپنا پسینہ صاف کرنے لگی۔

"کچھ دیر یہیں بیٹھیں گے۔" وہ بولی تو فرید اس سے کچھ فاصلے پر فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا۔

زخرف سانس بحال کرتے روبن کو دیکھ رہی تھی۔ روبن نے چھلانگ لگا کر اپنے دونوں اگلے پیر اس کے گھٹنوں پر رکھ دیے۔ توقع کے برعکس زخرف نے اسے پیچھے نہیں ہٹایا۔ اس نے سر اٹھا کر سامنے آسمان کو دیکھا جس میں ہلکی روشنیاں پھوٹ رہی تھیں۔ سورج باہر آنے کے لیے بے تاب تھا۔ زخرف نے سر جھکا کر اپنی گردن پر موجود ہیروں کو دیکھا اور مسکرائی۔

"کیا تمہاری زندگی میں کوئی سپیشل انسان ہے فرید؟" وہ اپنے پینڈنٹ کو چھوتے بولی۔

"کیا مطلب؟" فرید چونکا سا چاروں طرف نظر دوڑاتے بولا۔

"کوئی ایسا انسان جو تمہاری زندگی میں آیا ہو اور جاتے ہوئے ایک گہری چھاپ چھوڑ کر گیا ہو۔ تمہیں بہت کچھ سکھا گیا ہو۔ وہ تمہاری زندگی میں اس وقت روشنی بن کر آیا ہو جب تمہاری زندگی اندھیر تھی۔ اپنی روشنی ہر جانب بکھیر کر وہ ایک دن غائب ہو گیا ہو۔ ایک انسان جسے تم چاہ کر بھی بھلا نا پائے ہو۔" وہ اس پینڈینٹ کو دو انگلیوں میں دبائے اداس بھری مسکراہٹ سے دیکھ رہی تھی۔ کتنے سال گزر گئے تھے؟ لیکن اس کی یادیں آج بھی دل میں تر و تازہ تھیں۔

"آج صبح صبح کیسی باتیں کرنے لگی ہیں آپ؟ دفتر کے لیے دیر ہو رہی ہے آپ کو۔" فرید بغیر اس کی جانب دیکھے بولا۔

"ٹھیک کہا تم نے فرید۔ چلو اب اپنی مصروف زندگیوں میں واپس چلیں۔ ماضی میں کھونے کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔ بہت کام ہیں۔" وہ اٹھ کر دوڑی تو روبن بھی اس کے پیچھے دوڑا۔

"صبح صبح کیا ہو گیا ہے ان کو؟" فرید منہ میں بڑبڑایا اور وہ بھی ان کے پیچھے دوڑا۔

کچھ دیر بعد وہ دفتر کے لیے بلکل تیار سی گھر سے نکلی اور لان کی جانب آئی۔ اس نے پودوں کے قریب آکر نیچے ہو کر جھانکا تو ہانا وہیں پودوں کے اندر چھپ کر بیٹھی تھی۔

"تو تم یہاں چھپی ہو؟ چلو شاباش جلدی باہر آو۔" زخرف نے بازو پھیلائے لیکن ہانا اندر ہی رہی۔

"تو تم ایسے نہیں مانو گی۔" وہ جھاڑیاں پیچھے کرتی اس تک آئی اور اسے پکڑا۔

"اگر میں تمہیں واک پر لے جاوں تو تم کہیں کھو جاو گی۔ جانتی ہو باہر کتنے بڑے بڑے کتے ہوتے ہیں؟ اور یہ روبن سے جیلس ہونا چھوڑ دو۔ اسے میں روز واک پر اس لیے لے کر جاتی ہوں تا کہ وہ روز اتنا چل کر تھک جائے۔ پھر وہ جلدی بوڑھا ہو جائے گا اور ہم سب کی اس سے جلدی جان چھوٹ جائے گی۔" ہانا نے چہرہ دوسری جانب ہی موڑ رکھا تھا۔ اس کا زخرف سے بات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے آج میں تمہارے لیے تمہاری فیورٹ فش لے کر آوں گی۔ اب اچھے بچوں کی طرح اندر جاو اور کسی کو بھی پریشان مت کرنا۔" اس نے ہانا کو چھوڑا تو وہ دروازے میں کھڑی سہلی کی جانب بھاگ گئی۔

سہلی اسے پکڑ کر اندر لے گئی۔

زخرف واپس ان پودوں کی جانب مڑی اور ان پر لگے پھولوں کو دیکھا۔ وہ جھک کر ایک دو پھول اتارنے لگی۔

"تو تمہارے جیسی لڑکی کو پھول بھی پسند ہیں؟" حسن پیچھے سے چلتا آتا بولا۔

"میرے جیسی لڑکی سے کیا مطلب ہے تمہارا؟" زخرف بغیر مڑے بولی۔

"ایک لالچی لڑکی جسے صرف پیسے سے پیار ہو۔" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے سنجیدہ چہرے کے ساتھ بولا۔

زخرف نے مڑ کر اسے گھورا۔

"صبح صبح ہمارا دن خراب کرنے کیوں آ گئے ہو؟"

"میں تو چچا جان سے کچھ کہنے آیا تھا۔ خیر مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا۔"

"کیا؟" وہ ابھی بھی پھولوؓں کے پاس ہی بیٹھی تھی۔

"یہ زوہیب کی نیت ٹھیک نہیں ہے تم پر۔ پہلے ہی بتا رہا ہوں تمہیں۔"

"ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟" زخرف نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"لڑکوں کو لڑکوں سے بہتر کون جان سکتا ہے؟" اس نے کندھے اچکائے۔ "میں نے کافی دفعہ نوٹس کیا ہے۔"

"نہیں حسن، تمہاری غلط فہمی ہو گی۔ وہ بس تھوڑا عجیب ہے اور کچھ نہیں ہے۔"

"اور وہ تمہیں عجیب کیوں لگتا ہے؟ میں کہہ رہا ہوں ناوہ تمہیں بہت عجیب طریقے سے دیکھتا ہے۔"

زخرف واپس چہرہ موڑ کر پھولوں کو دیکھنے لگی۔

"دفعہ کرو حسن۔ پھپھو کی بیٹیاں بھی تو عجیب ہیں نا۔ میں ان لوگوں کے بارے میں زیادہ نہیں سوچتی۔"

"آج رات پھپھو آ رہی ہیں۔ امی کو فون آیا تھا اور وہ کہہ رہی تھیں کہ یوسف چچا سے کسی خاص مقصد کے لیے ملنے آ رہی ہیں۔ میں بس اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم ہر چیز کے لیے تیار رہو۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

زخرف اس کی بات پر مسکرائی۔

"اٹس اوکے حسن، کچھ نہیں ہو گا۔"

"زخرف۔"

"ہمم؟"

"تم کسی اچھے سے لڑکے سے شادی کیوں نہیں کر لیتی۔ تمہیں کبھی محبت نہیں ہوئی کیا؟" وہ یونہی اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"صبح صبح دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شروع کے جوانی کے دنوں میں تو ہر ایک کو محبت ہو ہی جاتی ہے۔ مجھے بھی ہوئی تھی، لیکن وہ محبت ہمیشہ ادھوری رہنے کے لیے ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کامیاب ہمیشہ دوسری محبت ہوتی ہے۔ کیا تم دوسری محبت پر یقین نہیں رکھتی؟"

زخرف اس کی بات پر پھولوں کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"مجھے اس سے دوسری محبت ہی ہوئی تھی۔ پہلی محبت تو مجھے میرے آرٹ سے تھی۔" دھیرے سے بڑبڑائی۔

"کیا؟" وہ الجھ کر بولا۔

زخرف اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی جانب مڑی۔

"کچھ نہیں۔ دفتر سے دیر ہو رہی ہے چلتی ہوں۔ اور ہاں اگر واقعی رات کو پھپھو والے آرہے ہیں تو تم یہاں آجانا پلیز۔ تم جانتے ہو اکیلے ان کو برداشت کرنا کتنا مشکل کام ہے۔"

"کاش میں آسکتا۔ لیکن آج رات میری دیر تک ڈیوٹی ہے۔"

"اوہ۔"

"لیکن تم پریشان مت ہونا۔ اگر کچھ بھی ہوا تو ہم مل کر دیکھ لیں گے۔"

"اوکے۔" زخرف مسکرا کر بولی اور پتھریلی راہداری کی جانب بڑھ گئی جہاں کھڑی گاڑیاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

....

سفید رنگ کی فارچونر سڑک پر بھاگ رہی تھی۔ ایک سکیورٹی کی گاڑی بھی اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ دونوں گاڑیاں ایک بڑی سفید بلڈنگ کے سامنے آکر رک گئیں۔ اس بلڈنگ کے دو فلور زخرف نے کرائے پر لے رکھے تھے۔ ایک فلور اس کی گیلری کے لیے استعمال ہوتا تھا اور دوسرا اس کا دفتر تھا۔ اس نے چار سال پہلے ایک کپڑوں کا برینڈ لانچ کیا تھا۔ پہلے سے ہی اتنا فیم ملنے پر اس کا برینڈ بڑی جلدی کامیاب ہو گیا۔ اس سب کے باوجود اسے پچھلے سالوں میں کئی طرح کے نقصانات ہوئے۔

وہ اپنے سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں سے کنیکٹڈ رہتی تھی۔ اس وقت اس کے انسٹاگرام پر پانچ لاکھ سے زیادہ فالوورز تھے۔ وہ اپنے اکاونٹ پر بہت کچھ ڈالتی تھی اور ملک کی نوجوان نسل بڑی تعداد میں اسے پسند کرتی تھی۔

فرید نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو وہ باہر آئی۔ اس نے نیلے رنگ کی شلوار قمیض پر ہم رنگ کوٹ پہن رکھا تھا۔ اپنا کوٹ درست کرتی وہ آگے بڑھی۔

بلڈنگ کی ایک جانب میڈیا کے لوگوں کے لیے ایک مخصوص سی جگہ بنائی گئی تھی۔ چند یوٹیوبرز وہاں کھڑے اس کی فوٹیج بنا رہے تھے۔ اس کے گاڑی سے نکلتے ہی وہ فوراً زخرف کے قریب اپنے مائکس لیے دوڑے آئے۔

"زخرف مرجان، کل صحافی ہارون عبید نے آپ کے لیے ایک ٹویٹ کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ زخرف کو اگر آج اتنا سارا فیم ملا ہے اور آج وہ کامیاب ہے تو اس کے پیچھے کا راز یہ ہے کہ وہ یوسف کی بیٹی ہے۔ اگر آپ کے والد ایک مشہور شخصیت نا ہوتے تو آج آپ بھی اتنا فیم نا سمیٹتیں۔ آپ ہارون عبید کے اس ٹویٹ پر کیا کہیں گی؟" زخرف اس رپورٹر کے سوال پر رکی۔ سب رپورٹرز نے اپنے مائکس فوراً اس کے سامنے کیے۔ زخرف نے اپنی گلاسز اتاریں اور سوال پوچھنے والے رپورٹر کو دیکھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"ثاقب جاوید۔" نوجوان رپورٹر فوراً بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ثاقب، تم ہارون کو میرا ایک پیغام دو گے جا کر۔" وہ بلکل سنجیدہ تھی۔ وہ رپورٹر مسکرایا۔

" بلکل دوں گا۔ آپ بتائیں۔"

"تم ہارون کے پاس جانا اور اسے کہنا کہ اگر آج وہ ایک انسان ہے، چلتا ہے پھرتا ہے تو اس میں اس کا کوئی کمال نہیں ہے۔ اسے تو ہر وقت جائے نماز پر بیٹھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اسے ایک انسان کے گھر پیدا کیا۔ ورنہ ایسی چیزیں اکثر مگر مچھوں کے گھر پیدا ہوتی ہیں۔" سنجیدگی سے بات مکمل کی۔

رپوٹرز کا ایک دم قہقہہ گونجا تھا۔

"آپ ایک مرد کو مگرمچھ کہہ کر اس کی بے عزتی کر رہی ہیں؟" دوسرے رپورٹر نے مزید سوال کیا لیکن وہ جواب دیے بنا آگے بڑھ گئی۔

زخرف بلڈنگ تک آئی تو سکیورٹی گارڈ نے فوراً کھڑے ہو کر سلیوٹ کرتے اسے سلام کیا۔ زخرف نے مسکرا کر جواب دیا۔ سیڑھیوں پر آگے اس کی سیکرٹری سونا کھڑی تھی۔ اونچی پونی بنائے تئیس چوبیس سال کی نوجوان لڑکی۔

زخرف کو دیکھتے ہی اس نے سلام کیا اور وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ لفٹ کی جانب آئیں تو سونا نے اس کے لیے لفٹ کا دروازہ کھولا۔

لفٹ میں سوار ہو کر اس نے ساتویں فلور کا بٹن دبا دیا۔ پھر اپنا آئی پیڈ سامنے کیا۔

"آج مسٹر پیٹر پاکستان آ رہے ہیں باس۔ ان کی فلائٹ دوپہر بارہ بجے لاہور میں لینڈ کرے گی۔ میں نے اس وقت کا آپکا سکیجوئل کلیئر کر دیا ہے۔" وہ اپنے آئی پیڈ پر جھکی بول رہی تھی جب زخرف نے اپنی آنکھوں سے سن گلاسز اتاریں اور اسکی جانب دیکھا۔ سونا نے الجھ کر اپنی باس کو دیکھا۔

"کیا کچھ غلط کہا میں نے؟ آپ ان کو ریسیو کرنے ائیرپورٹ جائیں گی نا؟" زخرف یونہی اسے دیکھتی رہی۔ سونا نے تھوک نگلا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ آپ کے اچھے دوست ہیں تو مجھے لگا آپ انہیں ائیر پورٹ لینے جائیں گی۔" وہ ابھی بھی یونہی دیکھ رہی تھی۔ "اوکے میں۔۔میں فرید سے کہہ دوں گی کہ مسٹر پیٹر کو ریسیو کرلے۔" وہ بولی تو زخرف نے چہرہ سامنے کرلیا۔ سونا نے گہری سانس چھوڑی اور پھر سے آئی پیڈ پر جھکی۔

"آج آپ کی تین بجے ایک بزنس ایڈوائزر کے ساتھ میٹنگ ہے اور۔۔۔" پھر رکی۔ زخرف پھر سے چہرہ موڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ "کیا؟ پھر سے کچھ غلط ہو گیا؟" زخرف خاموش رہی اور یونہی دیکھتی رہی۔

"اوہ۔" سونا نے سر پر چِت لگائی۔ "میں تو بھول ہی گئی، جب مسٹر پیٹر آتے ہیں تو اس دن آپ کسی اور سے ملاقات نہیں کرتیں۔" زخرف نے چہرہ سامنے کرلیا تو سونا نے دل پر ہاتھ رکھ کر ایک مزید گہری سانس چھوڑی۔ لفٹ کے دروازے کھلے تو زخرف تیزی سے باہر نکلی۔ سونا بھی فوراً اس کے پیچھے لپکی۔

زخرف کے فلور پر آتے ہی سب لوگ جو گپے لگا رہے تھے، ادھر ادھر ٹہل رہے تھے فوراً اپنی سیٹس کی طرف بھاگے۔ وہ تیز تیز چلتی اپنے دفتر کی جانب بڑھ گئی۔

"سونا۔" دفتر تک پہنچ کر بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی باس۔" سونا سیکنڈ ختم ہونے سے پہلے بولی۔

"ایسپریسو۔ ڈبل شاٹ۔"

"اوکے باس۔" سونا فوراً دوسری طرف بھاگی۔

زخرف دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ وہ پورا دفتر سفید رنگ کا تھا۔ ایک طرف بڑا سا بک شیلف تھا جو نان فکشن کتابوں سے بھرا تھا اور ایک طرف ٹیبل پڑا تھا۔ اس نے اپنا پرس میز کے ساتھ رکھا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ اپنے پرس سے اپنا فون نکال کر آن کیا۔

دروازے پر دستک ہوئی اور سونا اس کی کافی لے کر اندر آئی۔

"آپ کی کافی باس۔" اس نے اس نے ایک انگلی کی لمبائی جتنا کپ زخرف کے سامنے رکھا اور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

"جاو اور کچھ دیر کے لیے مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔" ہاتھ سے اسے باہر جانے کا اشارہ کرتے بولی۔ سونا منہ بنا کر باہر نکل گئی۔

زخرف نے اپنے فون میں کافی کی ایک تصویر بنا کر سٹوری لگا دی۔ پھر اس نے ویڈیو کیمرہ آن کیا اور ٹیبل پر اپنے سامنے سٹینڈ رکھ کر فون اس پر سیٹ کیا۔ کافی ہاتھوں میں لے کر اس نے ویڈیو سٹارٹ کر دی۔

"گڈ مارننگ ایوری ون۔ کل رات میں نے آپ لوگوں سے جب سرپرائز کی بات کی تھی، تو اس کے بعد آپ لوگوں کے بہت میسجز ملے۔ آپ سب اس بارے میں سننے کے لیے اکسائٹڈ ہیں۔ تو میں نے سوچا کیوں نا صبح کی کافی انجوائے کرتے ہوئے میں آپ کو اس بارے میں بتاوں۔" اس نے ٹھہر پر کافی کا ایک سپ لیا۔

"مجھے بہت سے لڑکے لڑکیاں میسج کرتے ہیں اور اپنے بہت سے مسائل مجھ سے ڈسکس کرتے ہیں۔ میں آپ سب کے سوالوں کے جواب نہیں دے سکتی۔ لیکن میں نے پھر غور کرنا شروع کیا کہ آخر آپ سب کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے۔ وہ کیا چیز ہے جو ہمارے ملک کے نوجوانوں کو سب سے زیادہ پریشان کر رہی ہے۔ پھر مجھے اس کا جواب مل گیا۔ لیکن وہ جواب میں آپ کو بعد میں بتاوں گی۔" اس نے ٹھہر کر پھر سے ایک سپ لیا۔

"آپ میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یوسف مرجان کو ایڈمائر کرتے ہیں۔ آپ ان کے فین ہیں اور مجھے لگتا ہے نوجوانوں میں ان کی مقبولیت کی بڑی وجہ ان کی صحت ہے۔ وہ اس عمر میں بھی آپ سب سے زیادہ انرجی سے کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ان کو اس قدر پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ کہ ان کے پاس وہ ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ یوسف مرجان ایک دن میں دو دو شہر گھوم لیتے ہیں، پانچ پانچ میٹنگز اٹینڈ

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کر لیتے ہیں۔ اور اس سب کے باوجود وہ تھکتے نہیں ہیں۔ میڈیا میں وہ صبح کے وقت آئیں یا شام میں، ان کی انرجی بلکل ایک جیسی ہوتی ہے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ آپ ان کو دیکھ کر رشک کرتے ہیں اور ان جیسا بننے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور جانتے ہیں ایسی انرجی کے لیے صحت مند جسم ہی نہیں بلکہ صحت مند دماغ بھی چاہیے ہوتا ہے۔ اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ یوسف مرجان کی اچھی صحت کے پیچھے کیا راز ہے۔" کچھ لمحے ٹھہری، اپنی کافی کے آخری گھونٹ بھرے اور کپ میز پر رکھ دیا۔

"ان کی اس انرجی کے پیچھے کا راز ان کا ہیلدی لائف سٹائل ہے۔ وہ اچھا کھاتے ہیں، وہ اچھا بولتے ہیں اور اس سب سے اہم، وہ روزانہ کثرت کرتے ہیں۔ اب اگر آپ میری بوا سے پوچھیں گے تو وہ کہیں گی یوسف اس لیے فٹ ہیں کیونکہ بوا نے ہمیشہ ان کو اچھی خوراک کھلائی ہے لیکن اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو میں کہوں گی کہ ان کی اچھی جسمانی اور ذہنی صحت کے پیچھے کا راز ان کی کثرت ہے۔ میں آپ کو عام الفاظ میں سمجھاتی ہوں۔"

"آپ نے بچپن سے ایک saying سن رکھی ہوگی۔ A sound body have a sound mind جس کا عام الفاظ میں مطلب ہے کہ اگر آپ اپنی جسمانی صحت کا خیال رکھتے ہیں تو آپ کی ذہنی صحت بھی درست رہتی ہے۔ ہم آج کل اپنی ذہنی حالت کے لیے تھیراپیز میں جاتے ہیں، بلکل جانا چاہیے یہ اچھی بات ہے لیکن یہ جو بات ہم نے بچپن میں سکول میں سنی تھی اور کثرت کا مضمون یاد کرتے اس کو رٹا بھی لگایا تھا یہ بھی بلکل درست ہے۔ ہمارے نوجوان couch potatoes بن چکے ہیں۔ وہ سارا سارا دن کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ کی سکرینز کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے جسم کو حرکت نہیں دیتے۔ اور جب وہ اپنی جسمانی صحت کا خیال نہیں رکھتے تو ان کی ذہنی صحت بھی بگڑتی جاتی ہے۔"

"یہی مسئلہ ہے ہماری نوجوان نسل کا۔لوگ مجھے میسج کر کے سب سے زیادہ یہی پوچھتے ہیں کہ وہ میری طرح کامیاب کیسے ہوسکتے ہیں؟تومیرا جواب ہے آپ کے لیے کہ کثرت کریں۔روزانہ کثرت کرنے سے آپ کامیاب ہوسکتے ہیں۔"اس نے کچھ لمحے ٹھہر کر سانس لیا۔

"اب آپ میں سے کچھ لوگ ہنسیں گے کہ ایکسر سائز کرنے کا کامیابی سے کیا تعلق؟لیکن یقین جانیے یہی وہ چھوٹے چھوٹے سٹیپس ہیں جو آپ کو کامیابی کی طرف لے جاتے ہیں۔جب آپ روزانہ کثرت کرنے لگیں گے تو آپ کی زندگی ایک ڈسپلین میں آنے لگے گی۔جب آپ کی یہ عادت پکی ہوجائے گی تو آپ کا دل چاہے گا آپ کچھ اور اچھی عادتیں اپنائیں اور یہی چھوٹی چھوٹی عادتیں مل کر ایک دن آپ کی بڑی کامیابی میں تبدیل ہوجائیں گی۔اب آتے ہیں اس سرپرائز کی طرف جو میں نے آپ کے لیے پلین کیا ہے۔"

"میں نے آپ سب کے لیے ایک ایکٹویٹی پلین کی ہے۔میں روزانہ دو گھنٹے کثرت کرتی ہوں۔ان دو گھنٹوں میں میں روزانہ دس منٹ کی ویڈیو بنا کر آپ سے شیئر کروں گی۔آپ نے زیادہ کچھ نہیں کرنا۔آپ نے بس روزانہ فارغ وقت میں میری شئیر کی گئی ویڈیو دیکھنی ہے اور وہی ایکسر سائزز دہرانی ہیں۔اگر آپ اس ایکٹویٹی کو کرنا چاہتے ہیں تو تیار ہوجائیں۔ہم کل سے ہی شروعات کریں گے اور اس ہیش ٹیگ کو یوز کریں جو میں نے سکرین پر لکھا ہے۔بائے"اس نے مسکرا کر کیمرے کی جانب ہاتھ ہلایا اور دوسرا ہاتھ آگے بڑھا کر ویڈیو بند کردی۔ویڈیو کو ایڈٹ کرتے اس کے آخر میں fitnesswithzee# لکھ دیا اور ویڈیو اپلوڈ کردی۔

اس نے فون بند کر کے ایک ڈرار میں ڈال دیا اور اپنا لیپ ٹاپ کھول لیا۔اب یہ اس کے کام کا وقت تھا۔ باہر اپنے کیبن میں بیٹھی سونا نے انسٹاگرام کھولا تو زخرف کی وہ ویڈیو اس کے سامنے آئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھو تو سوشل میڈیا پر کیسے پیار سے بات کر رہی ہیں۔ صحیح کہتے ہیں لوگ، سوشل میڈیا پر سب فیک ہوتے ہیں۔" اس نے ہونہہ کرتے ہوئے سر جھٹکا۔

••••••••••••••••••••••••

اس کی آنکھ کھلی تو نظر سیدھی سامنے دیوار پر لگی کلاک پر پڑی۔ آنکھوں کو مسلتے ہوئے وہ اٹھ کر بیٹھا اور اپنا فون پکڑ کر دیکھنے لگا۔ ای میلز چیک کر کے جب اس نے سوشل میڈیا کھولا تو ہر جگہ ایک ہی ہیش ٹیگ ٹرینڈ کر رہا تھا۔

#fitnesswithzee

وہ کوئی نئی ایکٹویٹی کر رہی تھی اور لوگ پرجوش سے اسے ہر جگہ شئیر کر رہے تھے۔ اس نے فون بند کر دیا اور اپنی جمائی روکتے ہوئے بستر سے نکل گیا۔ فریش ہو کر وہ کمرے سے نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسے ایک دم دھچکا سا لگا۔

اس کی امی سامنے یوگا میٹ بچھا رہی تھیں۔ ساتھ کچھ ڈمبلز بھی پڑے تھے۔

"یہ کیا کر رہی ہیں امی؟" وہ حیران ہوتا ان تک آیا۔

"ارے تم اٹھ گئے۔ یہ تمہارا سامان پڑا تھا سٹور میں پرانا۔ مجھے لگتا ہے کام چل جائے گا اس سے۔" وہ واپس یوگا میٹ کو رول کرنے لگیں۔

"ہاں لیکن آپ نے اس کا کرنا کیا ہے؟"

"زخرف کے ساتھ کل سے کثرت کروں گی میں۔" وہ پرجوش سی بولیں۔ ایچ حیرانگی سے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ؟ آپ کثرت کریں گی؟" وہ صوفے پر بیٹھا اور ایک کشن اپنی گود میں رکھا۔ آنکھیں ابھی بھی شاک زدہ اپنی ماں پر تھیں۔

"کیوں بھئی؟ مجھے کیا ہے؟ یوسف مرجان سے تو کچھ سال چھوٹی ہی ہوں گی۔ اگر وہ کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں؟" وہ منہ بنا کر بولیں۔ ایچ ان کی بات پر ایک دم ہنسا۔

"جانے دیں امی۔ وہ اپنی جوانی سے اکسرسائز کرتے آرہے ہیں۔ آپ کے بس کی بات نہیں ہے یہ۔" اس کی اس بات پر وہ اس کے قریب آئیں اور اس کے گھٹنے پر زور سے چپت لگائی۔ ایچ نے فوراً اپنا گھٹنا مسلا۔

"تم میرا حوصلہ پست نا کرو۔ اور آنے دو زخرف کو بتاوں گی اس کو میں سب۔ تمہیں تو وہی پوچھے گی۔" وہ اس کو کہتی کچن کی جانب چلی گئیں۔

"ہاں بس یہی تو کام رہ گیا ہے آپ دونوں کو۔" وہ بڑبڑایا اور اپنا فون جیب سے نکالا۔

اس نے زخرف کی ویڈیو آن کی اور دیکھنے لگا۔

"اس نے صحیح پورے ملک کو اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے۔" سر جھٹک کر ہنس دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••••••••••••••••••••••

وہ اس سفید بلڈنگ کا آٹھواں فلور تھا۔ ایک بڑا سا ہال تھا جو ہر جانب پینٹنگز سے بھرا تھا۔ ایک طرف میز کرسی پر وہ بیٹھی اپنے نوڈلز کے باول پر جھکی ان کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھی۔

پیٹر رچرڈسن اس کے سامنے بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

"اب تم بتاو گی کہ وہ کون سی سپیشل پینٹنگ ہے جس کو لے کر تم پچھلے ایک مہینے سے میرا سر کھا رہی ہو؟" اس کے سامنے رکتے ہوئے بولا۔

"ہمم، بہت زبردست۔ اس نکمی سونا کو بھی آخر اچھے نوڈلز بنانے آہی گئے ہیں۔" وہ مکمل طور پر اپنے نوڈلز پر جھکی تھی۔

"تم جانتی ہونا میرے لیے سب سے مشکل کام صبر کرنا ہے۔ جلدی وہ پینٹنگ دکھاؤ مجھے۔" وہ اس کے نوڈلز کو اگنور کرتے بولا۔

"تم جانتے ہو رچرڈ، یہ نوڈلز میں نے سپیشلی کوریا سے منگوائے ہیں۔ آؤ تم بھی ٹرائے کرو۔"

"مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے ان نوڈلز میں۔ مجھے وہ پینٹنگ دکھاؤ۔" اب کہ وہ زرا سخت لہجے میں بولا۔

"آج کا موسم واقعی اچھا ہے یا مجھے اچھا لگ رہا ہے؟ یوں لگتا ہے جیسے ہر طرف ایک مسرور سی ہوا چل رہی ہو۔" وہ آنکھیں بند کر کے مسکراتی بولی۔

پیٹر رچرڈسن نے افسوس سے سر جھٹکا۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی۔ پہلے مہینوں اس کا سر کھاتی تھی کہ اس نے ایک نئی پینٹنگ پر کام کیا ہے۔ جب پینٹنگ مکمل ہونے پر وہ بے صبری سے اسے دیکھنے آتا تھا تو وہ اسے اچھا خاصہ انتظار کروا کر پھر دکھاتی تھی۔

"تم نے کبھی غور کیا ہے کہ تم کتنی annoying ہو؟" وہ زچ ہوتے بولا۔ زخرف نے اس بات پر فوراً اپنی چاپ سٹکس رکھیں اور افسوس سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"تو تم میرے بارے میں ایسا سوچتے ہو؟" وہ افسوس سے اس کا چہرہ دیکھتی رنجیدہ لہجے میں بولی۔ پیٹر رچرڈسن نے سر جھٹکا۔ اب وہ مزید ڈرامے کرنے والی تھی۔

"میں تمہیں ایک اچھا دوست مانتی تھی۔ لیکن لوگ سچ کہتے ہیں۔ آج کل دوستیاں پیور نہیں رہیں۔ سب لوگ مطلبی ہوتے ہیں۔ تم بھی یہاں صرف میری پینٹنگز کے لیے آتے ہو۔"

"ہاں بلکل میں یہاں تمہاری پینٹنگز کے لیے آتا ہوں۔ اب تم مجھے پینٹنگ دکھاؤ گی؟" میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس کی جانب جھک کر بولا۔

"جانتے ہو مجھے رات کو ایک بہت بڑے گیلری اونر کی کال آئی تھی۔" اپنا موبائل اس کے سامنے لہراتی سنجیدگی سے بولی۔ پیٹر رچرڈسن کے تاثرات فورا بدلے۔ وہ ایک دم ہنسا اور اس کے قریب آ کر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

"تم تو غصہ ہی کر گئی۔ آرام سے اپنے نوڈلز ختم کرو۔ میں انتظار کر لوں گا۔" دونوں ہاتھ باہم جوڑتے صبر سے بولا۔

"ویسے میں سوچ رہی ہوں ان سے ایک دفعہ اچھے سے بات کر ہی لوں۔۔۔۔"

"یہ انڈہ کھاؤ نا۔۔۔ تم ٹھیک سے کھا ہی نہیں رہی۔" اس نے اس کے نوڈلز کے باول میں موجود ابلے ہوئے انڈے کی طرف اشارہ کیا۔

سونا اپنی پینسل ہیلز میں چلتی ہوئی آئی تو اس نے پہلے ان دونوں کو دیکھا۔ پھر اس نے ہال کے ایک کنارے میں پڑی اس پینٹنگ کو دیکھا جو سفید کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ وہ چل کر اس تک آئی اور اس سے کپڑا ہٹا دیا۔ پیٹر رچرڈسن کی نظر اس جانب پڑی تو وہ فورا اٹھ کر اس تک آیا۔

"سونا کی بچی۔" زخرف نے زور سے پیر پٹخا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کمال، بہت کمال۔ یہ تو بہت شاندار ہے۔" وہ پینٹنگ کو بغور دیکھتا اسے سراہ رہا تھا۔ زخرف ہاتھ صاف کر کے فورا اس طرف آئی۔

"ایک زخمی گھوڑا۔ بہت خوب۔ تمہاری ہر پینٹنگ تاریخ سے ریلیٹڈ ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں بتاؤ گی مجھے؟" وہ بلکل اس پینٹنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ زخرف اس کے سوال پر مسکرائی۔

"بلکل۔ یہ کلیورہنس ہے جسے میں نے پینٹ کیا ہے۔ اب یقینا تمہیں معلوم نہیں ہو گا کہ وہ کون تھا۔ میں بتاتی ہوں تمہیں۔" وہ پرجوش سی ہوتی بولی۔

"کیا واقعی؟ یہ کلیورہنس ہے۔ بہت خوب زخرف۔ یہ پینٹنگ تو آرٹ کی دنیا میں آگ لگا دے گی۔"

"کیا؟ تمہیں کلیور ہنس کے بارے میں معلوم ہے؟" اسے سن کر دھچکا لگا۔

"ہاں بلکل۔ میں نے اس کی کہانی بچپن میں سن رکھی ہے۔"

زخرف کے کندھے ایک دم ڈھیلے پڑے۔ وہ کلیور ہنس کی کہانی سنانے کے لیے بے حد پرجوش تھی۔ اس نے چہرہ موڑ کر پیچھے کھڑی سونا کو دیکھا۔ پھر مسکرائی۔

"تمہیں نہیں پتا ہو گا کہ کلیور ہنس کون تھا۔ ہے نا؟ میں تمہیں اس کی کہانی سناتی ہوں۔"

"یہ وہی گھوڑا تھا نا باس جو ریاضی کے سوال حل کر لیا کرتا تھا۔" سونا ہنس کر اس کی پینٹنگ کو دیکھتی بولی۔

زخرف منہ میں بڑبڑاتے ہوئے واپس اپنے نوڈلز کی طرف آ گئی۔

" گولڈن ایونٹ پر ہم یہی پینٹنگ ڈسپلے کریں گے زخرف۔ آرٹ کے مداحوں کو پاگل کر دے گی یہ پینٹنگ۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ منہ بنا کر ہوا میں ہاتھ مار کر بولی۔

"اس کی آنکھیں دیکھو۔ کتنا درد ہے اس کی آنکھوں میں۔ لیکن پھر بھی اس کی آنکھیں چمک رہی ہیں۔ بے شک وہ ایک کمال کا گھوڑا تھا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

زخرف نے اس کی بات پر اپنے گردن پر موجود ہیروں کو دیکھا اور مسکرائی۔ پھر سر جھٹک کر نوڈلز کھانے لگی۔

••••••••••••••••••••••••••••••••

زخرف نے گاڑی سے اتر کر لان کی جانب دیکھا جہاں ٹینس ٹیبل پڑا تھا۔ سعد اور یوسف ٹیبل کے گرد کھڑے کھیل میں مصروف تھے۔ زخرف اپنی ہیلز میں چلتی ان کی جانب بڑھ گئی۔ یوسف نے بال کو ہٹ کیا اور سعد سے بال مس ہو گئی۔

"اور یہ تم تیسری دفعہ ہار گئے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولے۔ سعد نے شرمندگی سے گردن پر ہاتھ پھیرا۔

"یوسف مرجان کو ہرانا آسان تھوڑا ہی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا، چہرے کے گھڑے گہرے ہوئے۔

زخرف نے اپنا بیگ دور کھڑے فرید کی جانب اچھالا اور کوٹ کے بازو اوپر کرتی یوسف کی جانب آئی۔

"اور یوسف مرجان کی بیٹی کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟" اس نے ہاتھ بڑھایا تو یوسف نے ریکٹ اس کی جانب بڑھا دیا۔ خود وہ کرسیوں کی جانب بڑھ گئے۔

کچھ دیر وہ دونوں کھیلتے رہے اور پھر زخرف نے سعد کو شکست دے کر ہاتھ جھاڑے۔

"ہم دونوں باپ بیٹی کو شکست دینا آسان نہیں ہے۔" وہ ایک انداز سے اپنی کالر درست کرتی بولی۔ سعد بدلے میں مزید مسکرایا۔

"بلکل۔" اس کی مسکراہٹ گہری اور معنی خیز تھی۔

وہ دونوں بھی کرسیوں کی جانب آ گئے جہاں یوسف بیٹھے تھے۔

"آج آپ دونوں کو اکٹھے دیکھنے کا مطلب کیا سمجھوں میں؟" وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"عبداللہ ایک چیریٹی ڈنر ارینج کر رہا ہے۔ بس اسی سلسلے میں کچھ چیزیں ڈسکس کرنی تھیں ہمیں۔ پچھلے کچھ سالوں سے اس نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔" وہ مسکرا کر سعد کو دیکھتے بولے۔

"میری سعادت ہے سر کہ مجھے آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔" نہایت ادب سے جواب دیا۔

سہیلی چائے کا سامان لے کر آئی تو سعد فوراً سے کھڑا ہوا۔

"ایم جی وہ کر لے گی۔" زخرف فوراً سے بولی۔

"مجھے کام کر کے خوشی ہوتی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے سہیلی کے ساتھ نیچے بیٹھ کر چائے بنانے لگا۔

پہلا کپ بنا کر اس نے یوسف کی جانب بڑھایا۔

'کاش میں اس میں زہر ڈال کر تمہیں پلا سکتا۔' وہ دل ہی دل میں کڑ کر بولا۔ البتہ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

دوسرا کپ بنا کر اس نے زخرف کی جانب بڑھایا۔

"تھینک یو ایم جی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ سعد بھی دل سے مسکرایا۔

اپنا کپ لے کر وہ پھر سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تو پھر کب ہے یہ ڈنر۔ مجھے نہیں انوائٹ کرو گے؟" وہ چائے کا سِپ لیتے ہوئے بولی۔

"ہرگز نہیں۔" سعد کی بجائے جواب یوسف کی جانب سے آیا۔ "میڈیا کے سامنے تم جو تماشے کرتی ہو نا تمہیں انوائٹ کرنا ہرگز نہیں بنتا۔"

زخرف نے کپ سے لب ہٹا کر بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"میں کیا کرتی ہوں؟" معصومیت سے بولی۔

"میڈیا کے کیمرے دیکھ کر جو تمہارے اندر شیطان آجاتا ہے، وہی کرواتا ہوگا نا سب۔ تمہیں کہاں یاد رہتا ہوگا؟" وہ سنجیدگی سے بولے۔

زخرف نے بال کان کے پیچھے اڑستے شرمندگی سے سعد کو دیکھا۔ اُس نے ہنسی دبا رکھی تھی۔

زخرف نے سر اٹھا کر لان میں دوسری جانب دیکھا۔

(پورے ایک ہفتے پہلے وہاں یوسف کی ایک پریس کانفرنس چل رہی تھی۔ وہ گھر سے نکلی اور اس جانب دیکھا۔ وہ کہیں جانے کے لیے تیار سی تھی۔ راہداری پر چلتی اپنی تیار گاڑیوں کی جانب بڑھتے، بلکل کیمروں کے سامنے پہنچ کر اس کے قدم رکے۔ دور بیٹھے یوسف کی اس کی جانب پیٹھ تھی۔ وہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ البتہ سارے میڈیا والوں کا رخ اس کی جانب تھا۔ وہ جانتی تھی کیمروں کے اس طرف رخ ہونے کی وجہ سے وہ بھی یوسف کے پیچھے دکھ رہی ہوگی۔ اس نے ہنسی دباتے ہوئے اپنی گلاسز اتاریں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دور کھڑے ایک بوڑھے گارڈ نے اس کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ زخرف نے اسے اگنور کیا اور کیمروں کی جانب مڑی۔ وہ تھوڑا سا جھکی اور پوری زبان نکال کر کیمروں کو منہ چڑایا۔ سامنے کھڑے اس بوڑھے گارڈ نے زور سے سر پر ہاتھ مارا۔

میڈیا والوں کے ہنسنے پر یوسف نے حیران ہو کر پیچھے دیکھا۔ وہ فوراً سے زبان دانتوں میں دبائے اپنی گاڑی کی طرف بھاگ گئی۔ کچھ دیر بعد یوسف مرجان کی پریس کانفرنس کا وہ حصہ جس میں وہ آئی تھی ہر جگہ گردش کرنے لگا۔ کچھ لوگ اس پر ہنس رہے تھے اور کچھ لوگ کھل کر اس پر تنقید کر رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ اور یوسف ڈھیروں میڈیا والوں کے حصار میں چل رہے تھے۔ بلکل سنجیدگی سے چلتے ہوئے زخرف نے ایک دم سر اٹھا کر میڈیا کے کیمروں کو بغور دیکھا۔ اس کے تاثرات بدلے۔ اس نے اپنی رفتار زرا کم کر دی۔ اب وہ یوسف کے پیچھے تھی۔ زخرف نے چہرہ سنجیدہ رکھتے ہوئے کندھے یوسف کی طرح چوڑے کیے اور ہو بہو ان کی نقل کرتے ہوئے چلنے لگی۔ ایک دم ارد گرد میڈیا والوں کے قہقہے گونجے۔ یوسف نے رک کر اپنے ساتھ دیکھا۔ زخرف تیزی سے بھاگ کر دوسری جانب سے ان کے ساتھ ہو گئی۔

"پتہ نہیں کیوں ہنس رہے ہیں، شاید پاگل ہیں۔" کندھے اچکاتے ہوئے دھیرے سے بولی۔۔۔۔۔

وہ یوسف کے ساتھ ایک تقریب میں موجود تھی۔ ملک کی بہت سی مشہور شخصیات ایک جگہ جمع تھیں۔ وہاں ہارون عبید بھی موجود تھا۔ زخرف کی اور اس صحافی کی سخت دشمنی تھی۔ وہ سب ایک دائرے میں بیٹھے تھے۔ ایک صوفے کے کنارے پر بیٹھے وہ اونچی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا۔ زخرف دوسرے صوفے پر موجود تھی۔ جیسے جیسے وہ بول رہا تھا زخرف اپنا ہاتھ اور ہونٹ ہلاتے اس کی نقل اتار رہی تھی۔ کچھ لوگ جو اسے نوٹس کر رہے تھے، ہنسی دبائے بیٹھے تھے۔ جب زخرف نے نوٹس کیا کہ یوسف اسے دیکھ رہے ہیں تو فوراً سنبھل کر بیٹھی۔ دور کیمرہ پکڑے لوگوں نے اپنا کام کر لیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ویڈیو سوشل میڈیا کا مرکز بن گئی۔)

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یاد آگیا تمھیں کہ تم میڈیا کے سامنے کتنا بیہیو کرتی ہو؟"یوسف طنزیہ مسکراہٹ سے بولے۔

"بابا اس ملک میں پہلے ہی لوگ بہت ڈپریسڈ ہیں۔" وہ بولی تو آواز میں بے حد سنجیدگی تھی۔ "اگر میرے ایسا کرنے پر لوگوں کے چہرے پر ہنسی آجاتی ہے تو آپ لوگوں کا کیا جاتا ہے۔ ہاں؟ آپ اس ملک کے نوجوانوں کو ہنستا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے کیا؟ آپ کو نہیں پتا کسی کے چہرے پر مسکراہٹ لانا کتنا ثواب کا عمل ہے۔"یوسف کو کال آنے لگی تو وہ چائے کا کپ رکھ کے کال اٹینڈ کرنے گھر کی جانب چلے گئے۔

زخرف نے افسوس سے انہیں جاتے دیکھا اور پھر سعد کی جانب مڑی۔

"یہ مجھ سے جیلس ہوتے ہیں۔ جب سے میں میڈیا کے سامنے آئی ہوں لوگ ان سے زیادہ مجھ سے پیار کرنے لگے ہیں نا اس لیے۔" بے چارگی سے بولی۔

"اور اس سب کے ساتھ ساتھ تم نے اچھی خاصی دشمنیاں بھی پال لی ہیں۔" وہ اسے باور کرواتے ہوئے بولا۔

"اس بے ایمان صحافی کا نام مت ہی لو تو بہتر ہے۔"ہارون عبید کے تذکرے پر ہی اس کا حلق تک کڑوا ہو جاتا تھا۔

"اور تم کیسی ہو؟ تم نے تو خود کو اتنا بزی کر لیا ہے کہ نظر بھی مشکل سے آتی ہو۔" وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھتا بولا۔ عمر بڑھنے کے ساتھ اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو رہا تھا، سعد کا ماننا یہی تھا۔ زخرف نے اس کے دماغ میں چلنے والے خیالات سے بے خبر اس کی بات پر ایک گہری سانس لی۔

"میں کام میں بہت زیادہ پھنسی ہوئی ہوں۔ بزنس کو آج کل میری بہت ضرورت ہے، اس وجہ سے آرٹ پر بھی دھیان نہیں دے پا رہی۔ پچھلے ایک سال میں میں نے صرف ایک پینٹنگ پر کام کیا ہے۔" وہ اداسی سے بول رہی تھی۔

"کیوں خود پر اتنا دباؤ ڈالتی ہو؟" زخرف نے جواب میں کندھے اچکائے۔ "خود کو اتنا تھکایا مت کرو زخرف۔ کچھ لوگ صرف تمہیں ہی ہنستا دیکھ کر جیتے ہیں۔" زخرف نے اس کی جانب دیکھا۔

"جیسے کے تمہارے فادر۔ تم نے دیکھا نہیں جب سے تم ان کی زندگی میں آئی ہو کتنے خوش رہنے لگے ہیں وہ۔" وہ فورا سنبھل کر بولا۔

"فلحال تو بس مجھ سے تنگ نظر آتے ہیں۔" وہ ہنسی دبائے بولی۔

....

یہ اگلے دن کی دوپہر تھی۔ یوسف مرجان کی گاڑیوں کا قافلہ مرجان ہاوس سے نکلنے کے لیے بلکل تیار سا تھا جب زخرف کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ وہ گاڑی سے نکلی اور اس جانب آئی۔ یوسف نے گاڑی کی کھڑکی سے اسے دیکھا۔

"تم آج جلدی آگئی؟" وہ کھڑکی کا شیشہ نیچے کر کے بولے۔

"آپ آج کنگڈم کالج کے دورے پر جا رہے ہیں نا؟" وہ ان کے قریب آتی بولی۔

"ہاں۔ وہیں جا رہا ہوں۔"

"اوکے میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔"

وہ دوڑ کر دوسری جانب سے آئی اور دروازہ کھول کر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"لیکن تم وہاں جا کر کیا کرو گی؟" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا فون جیب میں ڈال لیا۔

"ایسے ہی۔" اس نے کندھے اچکائے۔ البتہ یوسف نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ کوئی بھی کام ایسے ہی نہیں کرتی تھی، اتنا تو ان کو معلوم ہی تھا۔

زخرف نے فرید کو دوڑ کر یوسف مرجان کی سکیورٹی کی گاڑیوں میں بیٹھتے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ کہیں میری جان نہیں چھوڑے گا۔" بڑبڑائی۔

گاڑیاں چل پڑیں اور یوسف پھر سے اپنے فون پر بزی ہو گئے۔ آگے بیٹھا جہانگیر بھی خاموشی سے بیٹھا تھا۔

"جہانگیر میرے فیورٹ کیفے سے میری کافی لے لینا۔" وہ بور سی ہوتی بولی۔

"جی بی بی۔" وہ فورا بولا۔ یوسف نے موبائل سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔

"طلب ہو رہی ہے۔" کندھے اچکا کر بولی۔

مطلوبہ کیفے آنے پر گاڑیاں رک گئیں۔ جہانگیر دوڑ کر اس کی کافی لے کر آیا۔

گاڑیاں پھر سے چل پڑیں۔ کچھ لمحے گزرے کے زخرف نے کافی پیتے پھر سے جہانگیر کو دیکھا۔

"کوئی اچھی سی جگہ آئے تو میرے لیے کچھ کھانے کو لے لینا۔ سینڈوچ وغیرہ۔"

یوسف نے پھر سے اسے دیکھا۔

"لنچ کیے بغیر آئی ہوں میں۔" منمناتی بولی۔

"تم جانتی ہو نا کہ میں ایک سنجیدہ کام کے لیے جا رہا ہوں۔" وہ نہایت سنجیدہ تھے۔

"بھوک لگی ہے۔" وہ سر جھکا کر منہ پھولائے بولی۔ یوسف سر جھٹک کر رہ گئے۔

ایک جگہ گاڑیاں رکوا کر جہانگیر نے اس کے لیے سیڈوچ خرید لیا۔ جب تک اس کا سینڈوچ ختم ہوا کالج آ گیا۔

یوسف نے فون بند کر کے جیب میں ڈالا اور اپنا کوٹ درست کیا۔ زخرف نے فورا اپنے بیگ سے ایک لال رنگ کی لپ سٹک نکالی اور لگانے لگی۔ جب اسے احساس ہوا کہ یوسف اسے ہی دیکھ رہے ہیں تو اس نے شرمندگی سے ان کو دیکھا۔

"بس دل چاہ رہا ہے۔" معصومیت سے مسکرائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زخرف، اگر تو تم نے کوئی الٹی سیدھی حرکت کرنی ہے نا یہاں تو گاڑی سے باہر مت نکلنا۔" اسے سختی سے کہہ کر وہ گاڑی سے نکل گئے۔ اس نے لپ سٹک بند کی اور وہ بھی مسکراتی گاڑی سے نکل گئی۔

سامنے ان کے استقبال کے لیے کالج کا سارا اسٹاف کھڑا تھا۔ زخرف مسکرا کر یوسف کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی۔

"زخرف مرجان۔ بہت خوشی ہوئی آپ کو دیکھ کر۔" کالج پرنسپل نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا اور وہ بکے جو یوسف کے لیے تھا وہ زخرف کی جانب بڑھا دیا۔ یوسف بھی ان سے مسکرا کر ملے۔ سارا اسٹاف ان دونوں کو دیکھ کر خوش تھا۔

وہ سب اندر کی جانب بڑھنے لگے جب زخرف اونچی آواز میں بولی۔

"میں یہاں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ کیا آپ اپنے سٹاف کا مجھ سے تعارف نہیں کروائے گے؟" وہ پرنسپل کو دیکھ رہی تھی۔ یوسف نے اسے گھورا لیکن وہ ان کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

پرنسپل ایک دم بوکھلائے اور پھر اس کی بات سمجھ کر مسکرائے۔ وہ ایک ایک سٹاف ممبر کا اس سے تعارف کروانے لگے۔

وہ سب کے پاس آتی ان کے سامنے رکتی، ادب سے ان کو سلام کرتی، ان کا حال احوال پوچھتی اور آگے بڑھ جاتی۔

"اور یہ وائس پرنسپل ہیں عامر حسین صاحب۔" انہوں نے ایک گرے سوٹ میں ملبوس شخص کی جانب اشارہ کیا تو وہ مسکرا کر ان کے سامنے آئی۔ وہ شخص بھی مسکرایا اور زخرف کو سلام کیا۔ اب وہ اگلے ممبر کا اس سے تعارف کروا رہے تھے لیکن زخرف اسی شخص کے سامنے کھڑی مسکرا کر ان کو دیکھے جا رہی تھی۔

پیچھے یوسف نے اپنی ٹائی ڈھیلی کی۔ انہیں زخرف پر سخت غصہ آ رہا تھا۔

سب اسے دیکھ رہے تھے اور وہ خاموشی سے وائس پرنسپل کو دیکھ رہی تھی۔اب اس کے چہرے سے ہنسی بھی غائب ہو گئی تھی۔وہ دو قدم مزید اس شخص کے قریب آئی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی۔عامر حسین صاحب کے ماتھے پر پسینہ آنے لگا تھا۔اردگرد سب لوگ کانوں میں کھسر پھسر کرنے لگے تھے۔

وہ سب سے بے نیاز اس شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہی تھی۔یوں جیسے وہ اسے ڈرانے کی کوشش کر رہی ہو۔کچھ لمحے سرد سے بیتے اور پھر وہ ایک دم ہنسی۔

"کیا میں نے آپ کو ڈرا دیا؟" وہ سب بھی زبردستی مسکرا دیے۔"معاف کیجیے گا لیکن مجھے لوگوں کو پریشان کرنے کا بہت مزہ آتا ہے۔خاص طور پر جب وہ ایسے ڈر جاتے ہیں۔" وہ اس شخص کے ماتھے پر آئے پسینے کو دیکھ کر بولی ساتھ ہنستی جا رہی تھی۔

"بہت فنی ہیں آپ۔" پرنسپل نے ہنس کر بات مذاق میں اڑا دی۔وہ سب اندر کی جانب بڑھ گئے۔

وہ یوسف کے ساتھ چل رہی تھی۔

"آج گھر جا کر تمہاری خیر نہیں ہے۔" یوسف نے اس کے قریب سرگوشی کی۔زخرف کان لپیٹ کر تیز تیز چلنے لگی۔

اب وہ ایک کانفرینس روم میں بیٹھے تھے۔زخرف اور یوسف سارے سٹاف کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے تھے جب کہ پرنسپل ڈائس پر کھڑے تھے۔

"ہمارے لیے بہت اعزاز کی بات ہے مرجان صاحب کے ہم اس فلاح و بہبود کے کام میں آپ کے کسی کام آتے ہیں۔آج آپ پورے دو سال بعد یہاں دورہ کرنے آئے ہیں اس لیے اورنگزیب صاحب نے ان دو سالوں میں کالج میں جتنی بھی امینڈمنڈس ہوئی ہیں ان پر ایک پوری پریزنٹیشن تیار کی ہے۔" وہ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ڈائس سے ہٹے تو ایک اور صاحب ایک کاغذ کا صحفہ پکڑ کر ڈائس پر آ گئے۔ زخرف بور ہوتی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔

"اگر آپ سب کو برا نا لگتے تو میں ایک بات کہوں؟" وہ جمائی روکتے ہوئے بولی۔ یوسف نے بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کیا۔ "میں چاہتی ہوں کہ یہ پریزنٹیشن وائس پرنسپل عامر صاحب دیں۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نا آپ کو اس پر؟" وہ پرنسپل کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھے۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں۔ یہاں موجود سارا اسٹاف کالج میں ہونے والے کاموں سے بلکل باخبر ہے۔ عامر صاحب خوشی سے پریزنٹیشن دیں گے۔" سب نے زخرف سمیت عامر صاحب کو دیکھا۔ وہ پھیکا سا مسکرائے اور اپنی ٹائی کی نوٹ درست کرتے ڈائس پر آ گئے۔

اب زخرف دلچسپی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ عامر صاحب نے ایک نظر زخرف پر ڈالی اور پھر یوسف کو دیکھتے ہوئے بولنے لگے۔ وہ مسلسل یوسف کو ہی دیکھ رہے تھے۔ زخرف مسکرائی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ عامر صاحب نے بولتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ کرسیوں سے نکل کر کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ سب اسے دیکھنے لگے تو رکی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں بس روم دیکھ رہی ہوں۔ آپ لوگ اپنا کام جاری رکھیں۔"

سب نے چہرہ واپس موڑ لیا۔ کچھ لوگ مسلسل اس کی باتوں اور حرکتوں پر ہنس رہے تھے۔ البتہ یوسف کا چہرہ شرمندگی سے لال تھا۔

زخرف روم میں ایک دیوار کے پاس رکی اور اس پر ٹنگی پینٹنگ کو مسکرا کر دیکھنے لگی۔

کمرے میں ایک طرف جہانگیر اور فرید کھڑے تھے۔ یوسف نے جہانگیر کو اشارہ کیا تو وہ ان قریب آ کر جھکا۔

"اسے کہو کہ میرے صبر کا امتحان نا لے اور جائے یہاں سے۔" وہ سرگوشی میں بولے۔

جہانگیر فوراً سے اس کے قریب آیا۔

"بی بی باہر چلتے ہیں۔ آپ باہر چل کر کالج کیوں نہیں دیکھتیں؟" وہ بھی سرگوشی میں بولا تھا۔ زخرف نے چہرہ موڑ کر سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"تم دیکھ نہیں رہے جہانگیر یہاں کتنا ضروری کام چل رہا ہے اور تمہیں کالج گھومنے کی پڑی ہے۔ آج تک کوئی کالج نہیں دیکھا کیا تم نے؟" وہ بے حد اونچی آواز میں بولی تھی۔ سب پھر سے رک کر اسے دیکھنے لگے۔ جہانگیر کا چہرہ ایک دم ٹماٹر سا لال ہو گیا۔ وہ واپس سے جا کر فرید کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

عامر صاحب پھر سے بولنے لگے تھے۔ البتہ وہ کنکھنی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ زخرف چلتے ہوئے ان کے ڈائس کے قریب آئی اور ان کے پیچھے ٹنگی پینٹنگ کو دیکھنے لگی۔ اب وہ ان کے بلکل پیچھے کھڑی تھی۔ وہ مسلسل ٹشو سے اپنے ماتھے کا پسینہ صاف کرتے اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"یہ پینٹنگ کس نے خریدی ہے؟" وہ اونچی آواز میں بولی۔ عامر صاحب خاموش ہو گئے۔

"یہ پینٹنگ عامر صاحب کی طرف سے ہے۔ اکثر کالج کو ایسے آرٹ پیسز گفٹ کرتے رہتے ہیں یہ۔" پرنسپل مسکرا کر بولے۔ جبکہ عامر صاحب نے گھور کر ان کو دیکھا تھا۔

زخرف سر جھٹک کر مسکرائی اور چلتی عامر صاحب کے سامنے آئی۔

"یہ پینٹنگ اٹلی کے ایک بہت بڑے پینٹر کی بنائی ہوئی ہے۔ دو سال پہلے یہ پینٹنگ دبئی کے ایک رئیس نے خریدی تھی۔ پھر اس نے چند ماہ بعد اسے آکشن کر دیا۔ پھر وہاں سے ایک دبئی کے گیلری اونر نے اسے خریدا اور پھر ایک مہینہ پہلے آپ نے یہ پینٹنگ اس گیلری سے خریدی۔" وہ مسکرا کر عامر صاحب کو یہ سب بتا رہی تھی۔ انہوں نے اپنا تھوک نگلا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

زخرف چل کر میز تک آئی اور ٹشو باکس میں سے ایک ٹشو نکالا۔واپس آکر اس نے ٹشو ان کی جانب بڑھایا۔

"بہت پسینہ آرہا ہے آپ کو۔لیں صاف کر لیں۔" وہ ٹشو بڑھائے بولی۔

"زخرف؟" اب کے یوسف غصے سے کہتے اٹھے تھے۔زخرف نے ٹشو ڈائس پر رکھا اور سنجیدہ چہرے سے ان کی جانب مڑی۔

"آرٹ کی دنیا سے جڑے لوگوں کو دنیا کے کسی بھی کونے میں بکنے والی پینٹنگ اور اس کو خریدنے والے کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ایک مہینہ پہلے یہ بات میرے کانوں میں پڑی کہ ایک پاکستانی نے کچھ پینٹنگز خریدی ہیں تو مجھے تجسس ہوا۔یہ پینٹنگز کسی عام سے آرٹسٹ کی بنائی ہوئی نہیں ہیں۔یہ بہت بیش قیمتی ہیں۔" کہتے ہوئے وہ پھر سے عامر صاحب کی جانب مڑی۔

"آپ کی ساری باتوں کا مطلب کیا ہے؟" وہ تھوک نگلتے بولے۔

"وہی جس کی وجہ سے آپ کو اتنا پسینہ آرہا ہے۔میں نے جب یہ پتہ کروایا کہ یہ پینٹنگز کس نے خریدی ہیں تو علم ہوا کہ وہ ایک سرکاری ملازم ہے جو میرے باپ کے کالج میں ایک بڑے عہدے پر ہے۔ایک سرکاری عہدے پر موجود انسان اتنی مہنگی پینٹنگز خریدے گا؟اس بات سے مزید تجسس تو پیدا ہونا تھا میرا۔پھر میں نے آپ کے بارے میں مزید ڈیٹلز نکلوائی۔آپ کا تو کوئی بہت شاندار بزنس بھی نہیں ہے۔پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے آباواجداد نے واقعی کوئی سونے کی کانیں آپ کے لیے چھوڑ دی ہوں۔میں نے اس کالج کے بارے میں بھی معلومات نکلوائیں۔" اب کے پھر وہ یوسف کی جانب مڑی۔وہ اب بغور اسے سن رہے تھے۔

"اور مجھے علم ہوا کہ اس کالج میں پچھلے کئی سالوں سے فلاحی کام ہی نہیں کیا گیا۔اگر کیا بھی گیا تو صرف نام کا۔" پرنسپل سمیت بہت سوں کے ماتھے پر پسینہ آگیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ مجھ پر اس کالج کے فنڈز چوری کرنے کا الزام لگا رہی ہیں؟" اب کے عامر صاحب تیز لہجے میں بولے۔

"میں آپ پر اس کالج میں پڑھنے والے بچوں کا حق مارنے کا الزام لگا رہی ہوں۔ اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو بتائیں کہ کونسا فلاحی کام کیا ہے آپ نے؟ آپ کو جتنا پیسہ ملتا ہے اس سے آدھا بھی کالج پر خرچ نہیں کرتے۔ اور اس سب سے بڑھ کر یہ مہنگی پینٹنگز کس کے پیسے سے خریدی ہیں؟ کیا سارا سچ رکھ سکتے ہیں آپ ہمارے سامنے؟" وہ اس شخص کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ یوسف کی جانب مڑے۔

"آپ کی بیٹی پچھلے آدھے گھنٹے سے ہماری توہین کر رہی ہے مرجان صاحب۔ کیا ہم اس کالج کی خدمت اسی لیے کرتے ہیں؟" وہاں ایکدم سناٹا چھا گیا تھا۔ کچھ دیر وہ سرد سا سناٹا چھایا رہا پھر یوسف نے اپنا گلا صاف کیا۔

"عامر صاحب، یہ پینٹنگز کن پیسوں سے خریدی ہیں، وضاحت کریں گے؟ آپ کی تنخواہ تو آپ کو یہ لگژریز افورڈ نہیں کروا سکتی۔"

زخرف نے سر جھٹکا اور مزید کچھ دیکھے سنے بغیر کانفرنس روم سے نکل آئی۔ فرید بھی فوراً اس کے پیچھے آیا۔

وہ باہر آئی تو ایک جانب پورا کالج اکٹھا ہوا تھا۔ وہ یوسف اور زخرف سے ملنے کے لیے بیتاب تھے۔ زخرف کو باہر آتا دیکھ کر سٹوڈنٹس ایک دم چلانے لگے۔ سکیورٹی نے باڑیں لگا کر انہیں آگے آنے سے روک رکھا تھا۔ زخرف مسکراتی ان کی جانب بڑھی۔

"بی بی آپ اس طرف نہیں جائیں گی۔" فرید اس کے ارادے بھانپ کر فوراً بولا۔ زخرف نے اس کی سنی ان سنی کر دی۔ "بی بی سر نے منع کیا ہے آپ کو ایسے کسی ہجوم۔۔۔" اور زخرف بچوں کے بیچ اتر گئی۔ وہ سب خوشی سے نہال ہوتے اس سے ملنے لگے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ لمحے بعد وہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔ اس نے سر پیچھے ٹکار کھا تھا اور وہ اپنا سانس بحال کر رہی تھی۔ فرید اگلی سیٹ پر بیٹھا سر پیچھے کو موڑے ایک فائل کو پکڑے مسلسل اسے ہوا دے رہا تھا۔

"مجھے لگ رہا ہے مجھے اگلا سانس نہیں آئے گا۔ آج تو ان بچوں نے میرا کچومر بنا دینا تھا۔ ایسے بھی کوئی پیار کرتا ہے کیا؟" اس نے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل پھر سے منہ سے لگائی۔

"اگر آپ پہلے ہی بات سن لیا کریں تو ایسا نا ہوا کرے۔" فرید بڑبڑایا۔ زخرف نے سر سیدھا کر کے غصے سے اسے دیکھا۔

"اور تیز ہوا دو، نالائق انسان۔"

....

وہ اس بلڈنگ کی لفٹ میں داخل ہوا اور ساتویں فلور کا بٹن دبایا۔ ساتویں فلور پر آتے ہی وہ سیدھا ریسیپشن ڈیسک پر آیا۔ سونا وہیں ریسپشن ڈیسک پر کھڑی تھی۔

"زخرف ہے دفتر میں؟ مجھے اس سے کچھ کام ہے۔" وہ سونا کے ساتھ کھڑی ریسیپشنسٹ کو دیکھ کر بولا۔

"آپ کی اپائنمنٹ ہے کیا؟"

"نہیں۔ اس سے کہو کہ ایچ آیا ہے۔" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ سونا بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

ریسیپشنسٹ نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"باس آپ سے ملنے کوئی ایچ آیا ہے۔" کہہ کر وہ کچھ دیر وہ دوسری جانب کی سنتی رہی۔

"جی؟۔۔۔جی۔" ایچ اور سونا دونوں نے اسے دیکھا۔ فون رکھ کر اس نے پھیکا سا مسکرا کر ایچ کو دیکھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ باس کہہ رہی ہیں کہ۔۔۔ابھی ان کے پاس۔۔۔غریبوں سے ملاقات کرنے کا وقت نہیں ہے۔" آخری بات زرا آہستہ بولی۔ سونا کا اس کی بات پر منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ایچ نے دانت پیسے اور غصے سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"اگر انہوں نے ایسا بول ہی دیا تھا تو تمہارا ان کی بات حرف با حرف دہرانا ضروری تھا؟" سونا اس لڑکی کو ڈانٹتے بولی۔

"کیونکہ باس نے کہا تھا میں ان کو بلکل وہی کہوں۔ اور تم ادھر کیوں کھڑی ہو؟ وہ لڑکا بنا اجازت اندر چلا گیا ہے، پیچھے جاؤ اس کے ورنہ باس ہم دونوں کو کچا چبا جائیں گی۔" سونا فوراً اندر کو بھاگی۔

ایچ اس کے دفتر کے باہر آیا اور ہلکا سا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہو گیا۔

اندر زخرف نے جوتا اتار کر پیر کرسی کے اوپر کیے تھے اور سر کرسی پر پیچھے کو ٹکائے آنکھیں موندھ رکھی تھیں۔ ایچ اندر آتے ہی سیدھا اس کی طرف آیا اور میز پر اس کی جانب جھکا۔

"غریبوں کی کچھ لگتی، میرے پیسے جو تم نے چھ مہینے پہلے ادھار لیے تھے وہ واپس کرنے کا ارادہ ہے تمہارا کہ نہیں؟" زخرف ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول کر سیدھی ہوئی۔ ابھی ایچ کی بات مکمل ہوئی ہی تھی کہ سونا دوڑتی دفتر میں آئی۔

"وہ۔۔۔سوری باس ہم نے ان کو روکا تھا۔" ہانپتے ہوئے بولی۔ ایچ سونا کے آتے ہی سیدھا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ تم۔" زخرف نے بولا تو سونا ایچ کو دیکھتی دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

زخرف نے ایچ کی جانب دیکھا۔

"تمیز نام کی چیز نہیں ہے تم میں؟ کسی کے دفتر میں ایسے آتے ہیں۔ یہ میرا آرام کا وقت ہے۔"

وہ پھر سے آگے آیا اور اس کے سامنے جھکا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرے پیسے شرافت سے واپس کر دو۔ اور میری توبہ ہے جو میں نے آئندہ کے بعد تمہارے جیسی بے ایمان لڑکی کو ادھار دیا۔"

"تھوڑے سے پیسے دے کر اتنا اکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے سر پھر سے پیچھے کو ٹکالیا۔ ساتھ میز کی دوسری جانب پڑے پیسوں کے لفافے کو مزید میز کے نیچے دھکیل دیا۔ چہرہ بلکل سنجیدہ رکھا۔

ایچ نے اس کے سامنے کرسی کھینچی اور بیٹھ گیا۔

"لاکھوں میں آرٹ بکتا ہے تمہارا لیکن وہ پرانی حرکتیں تمہارے اندر سے نہیں جا سکیں۔" وہ افسوس کرتے بولا۔ زخرف نے بدلے میں اسے منہ چڑایا۔

"کافی منگواو میرے لیے اور ہاں ساتھ کچھ میٹھا بھی۔" ٹانگ پر ٹانگ جماتے بولا۔

"تمہارے سسر کا دفتر ہے یہ؟ جاو جا کر باہر سے کھاو پیو۔" وہ یونہی منہ بنائے بولی۔ ایچ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"یہی زبان جب تمہیں مجھ سے کام پڑتا ہے تو بے حد میٹھی بن جاتی ہے۔"

"فلحال مجھے تم سے کوئی کام نہیں ہے۔" اس نے آنکھیں بن کر لیں۔

"تو تم میرے پیسے ایسے واپس نہیں کرو گی؟" اب کے وہ زرا دھیرے سے بولا۔

"کچھ کہا کیا تم نے؟ مجھے آواز نہیں آئی۔" آنکھیں بند کیے ہی کان پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔" وہ کھڑا ہوا اور زخرف کا چہرہ دیکھا۔

ایچ اس کی جانب جھکا اور اس کے میز کی دائیں طرف جہاں اس نے اپنا پینڈنٹ اتار کر رکھا تھا، اس نے جھپٹ لیا۔ پینڈنٹ پکڑ کر وہ سیدھا ہوا۔

"جب تک تم میرے پیسے واپس نہیں کرو گی، اس وقت تک یہ میرے پاس رہے گا۔" مسکراتے ہوئے بولا۔

زخرف نے آنکھیں کھولیں تو اس نے پینڈنٹ اس کے سامنے لہرایا۔

"نہیں ایچ۔" زخرف فوراً اپنی کرسی سے اتری۔ وہ اس کی جانب آئی اور وہ تیزی سے دروازے کی جانب بھاگ گیا۔

"اور ہاں اگر تم نے جلدی پیسے واپس نہیں کیے تو میں یہ بیچ بھی سکتا ہوں۔" اس نے دروازہ کھولا اور باہر کو بھاگ گیا۔

"ایچ رکو پلیز ایچ، اسے مت لے کر جاو۔ ایچ۔۔۔۔" وہ چیختی رہ گئی لیکن وہ جا چکا تھا۔

زخرف اپنے بال پکڑے واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔

سونا دفتر میں داخل ہوئی۔

"باس مس ہائل آپ سے ملنے آئی ہیں۔"

زخرف اب جھکی اپنا جوتا پہن رہی تھی۔ جوتا پہن کر وہ اٹھی اور اپنا بیگ پکڑا۔ سونا نے دیکھا، اس کا چہرہ بلکل لال پڑا تھا۔

"مجھے کسی سے نہیں ملنا سونا۔" کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

وہ لاونج میں صوفے پر بیٹھی تھی۔ چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ یوسف گھر میں داخل ہوئے اور بغیر کچھ کہے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔ زخرف نے افسوس سے انہیں دیکھا اور اپنا فون سامنے کیا۔ ایچ نے نا تو کسی کال کا جواب دیا تھا اور نا ہی میسج کا۔ پینڈنٹ لے کر وہ غائب ہی ہو گیا تھا۔

وہ بمشکل پینڈنٹ کو ذہن سے نکال کر اٹھی اور یوسف کے کمرے تک آئی۔

دروازہ ناک کر کے اس نے اندر جھانکا تو وہ کھڑکی کے پاس کھڑے باہر ڈھلی شام کو دیکھ رہے تھے۔

وہ اندر آئی اور ان سے کچھ دور کھڑی ہو گئی۔

"بابا؟" یوسف دھیرے سے مڑے اور اس کی جانب دیکھا۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں؟"

یوسف کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر اس کے قریب آئے اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

"میں اپنی بیٹی سے ناراض کیوں ہوں گا؟"

"آج آپ کو مجھ پر بہت غصہ آرہا تھا نا۔" وہ نظریں جھکائے بولی۔

"یہ جاننے کے بعد کے میری بیٹی اتنی ذہین ہے، میرا غصہ ختم ہو گیا۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"آپ بہت اداس ہیں نا؟" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

"جب کوئی دھوکہ دیتا ہے تو اداس ہونا نیچرل ہے۔ لیکن تم فکر مت کرو، میں دیکھ لوں گا سب۔"

کچھ دیر وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

"آپ کے لیے چائے بناؤں؟ اتنی دیر ہو گئی ہے میں نے آپ کے لیے چائے نہیں بنائی۔"

"ہاں، ہم دونوں کے لیے۔ اور ہاں سہلی سے کہنا کے کھانے وغیرہ کی تیاری کر لے۔ آج تمہاری پھپھو آ رہی ہیں۔"

"اوکے۔" وہ کہہ کر باہر چلی گئی۔

پھپھو اور ان کے بچے آنے پر انہوں نے ساتھ بیٹھ کر ڈنر کیا۔ اس وقت وہ باہر لان میں کرسیوں پر دائرے میں بیٹھے تھے۔

"اللہ کا شکر ہے یوسف، اس نے سارے کام بھلے کر دیے۔ کچھ ہی دنوں میں لیلی اپنے گھر کی ہو جائے گی۔" پھپھو فصیحہ مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھ کر بولیں جو اپنے فون میں مگن تھی۔ اس کے ساتھ ہی ان کی چھوٹی بیٹی ارم بیٹھی تھی۔ اور ساتھ زوہیب بیٹھا تھا جو وقفے وقفے سے زخرف کو دیکھتا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی، اللہ کا شکر ہے۔" یوسف مسکرا کر کر بولے۔

"اب تمہارے ارادے کیا ہیں؟"

"کیسے ارادے؟"

"زخرف کے بارے میں۔ اس کی شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ عمر گزر جائے گی پھر سوچو گے۔"

زخرف نے منہ بسور کر پہلو بدلہ۔ زوہیب نے بغور اسے دیکھا تھا۔

"آپ بتائیں؟ شادی کی تیاریاں کیسی جا رہی ہیں۔ کوئی بھی مسئلہ ہو تو مجھے بتایئے گا۔" وہ فوراً بات بدل گئے۔ اب کے پھپھو نے پہلو بدلہ۔

"دیکھو یوسف اچھے ماں باپ اپنی اولاد کی شادی جلدی کر دیتے ہیں۔ اب میری لیلی کو دیکھو، اچھا خاصہ پڑھی ہے۔ اور پڑھائی کے بعد شادی ہی تو ہونی ہوتی ہے۔" کہتے ہوئے چہرہ زخرف کی جانب کیا۔

"پھپھو آپ بہت اچھا کر رہی ہیں جو لیلی کی شادی کر رہی ہیں۔ جو لڑکیاں کام میں انٹرسٹڈ نہیں ہوتیں تو ظاہر سی بات ہے انہیں ایک سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور انہیں شادی کر لینی چاہیے۔ لیکن کچھ لڑکیاں میری طرح ہوتی ہیں۔ جو کچھ کرنا چاہتی ہیں۔ سب لڑکیوں کی خواہشیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔"

"زندگی خواہشوں کے سہارے نہیں گزاری جاتی۔" پھپھو منہ بسور کر بولیں۔

کچھ دیر وہ یونہی باتیں کرتے رہے پھر پھپھو فصیحہ نے یوسف سے کہا کہ انہیں ان سے کچھ ضروری بات کرنی ہے لہذا وہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے۔

زخرف نے غور سے ان کو جاتے دیکھا۔ کیا حسن کا اندازہ درست تھا؟

ان کے جاتے ہی زوہیب اٹھا اور زخرف کے ساتھ والی کرسی پر آ کر بیٹھا۔ اس کی دونوں بہنیں اپنے اپنے فون میں مگن تھیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زخرف، میں نے تمہاری وہ fitnesswithzee# والی کیمپین دیکھی تھی۔ میں بھی اس کے لیے بہت اکسائٹڈ ہوں۔" زخرف نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بہت کچھ کہتا رہا لیکن وہ خاموشی سے سنتی رہی۔ پھر اٹھ کر کوئی بہانہ کر کے اندر چلی گئی۔

اندر یوسف کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ان کی باتوں کی آوازیں باہر تک آرہی تھیں۔

"آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں آپا جیسے آپ مجھ سے میری بیٹی کا رشتہ نہیں کوئی جوڑے کی فرمائش کر رہی ہوں۔" یوسف کی آواز پر زخرف کے قدم رکے۔

"آخر میرے بیٹے کو رشتہ دینے میں مسئلہ کیا ہے؟"

"بات یہ نہیں ہے آپا۔ زوہیب میں کوئی برائی نہیں ہے۔ لیکن ان دونوں کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔"

"تو سیدھے سیدھے کہو نا کہ میرا زوہیب تمہاری بیٹی کی طرح ڈھیروں دولت نہیں کماتا۔ فرق تو یہیں ڈال رہے ہو نا تم۔"

"آپ میری بات کو کوئی اور رنگ دے رہی ہیں۔"

"نہیں میں بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ اور مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہاری منہ پھٹ بیٹی کو اپنی بہو بنانے کا۔ وہ تو میرے بیٹے نے ضد لگا رکھی ہے۔"

"اب آپ غلط بات کر رہی ہیں آپا۔"

"کیا غلط بات کی ہے میں نے؟ ایسی ہی تو ہے وہ۔ ملکوں ملکوں اکیلی پھرتی ہے۔ مردوں کے بیچ مرد بن کر چلتی ہے۔ صحیح ثابت ہوا ہے کہ وہ ایک امریکی عورت کی بیٹی ہے۔ ہمارے اصولوں کو تو نہیں مانتی وہ۔ کتنا سمجھایا تھا تمہیں کہ باہر شادی نا کرو۔"

"بس آپا۔ بہت کچھ کہہ لیا آپ نے۔ مزید کچھ نہیں سنوں گا میں۔ جب ایما زندہ تھی تب بھی آپ یہی کرتی تھیں۔ کبھی آپ نے اس کو خاندان کا حصہ نہیں مانا۔ لیکن اپنی بیٹی کے بارے میں کچھ نہیں سنوں

گا۔ وہ جہاں جاتی ہے جو بھی کرتی ہے، اس سب کا آپ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ جب اس کے باپ کو اس پر پورا بھروسہ ہے تو آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اور پھر ایک دم پھپھو فصیحہ کی کمرے سے اونچا اونچا رونے کی آواز آنے لگی۔

"یہی تو دن رہ گیا تھا دیکھنے کو کہ تم اپنی بڑی بہن سے ایسے بات کرو۔ آج اگر امی ابو زندہ ہوتے تو دیکھتی کہ تم کیسے مجھ سے ایسے بات کرتے ہو۔ اور بٹھائے رکھو اپنی بیٹی کو گھر۔ گھومنے دو آوارہ، ایک دن تمہارا منہ کالا کرے گی وہ۔"

باہر کھڑی زخرف کا ضبط جواب دے رہا تھا۔ اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔

پھپھو فصیحہ کمرے سے نکلیں اور سیدھی نظر اس پر پڑی۔ وہ چلتی اس کے قریب آئیں۔

"پہلے تمہاری ماں اور اب تم۔ کھا گئی میرے بھائی کو۔ بلکل اپنی ماں کے نقشے قدم پر چل رہی ہو تم۔" کہہ کر وہ تیزی سے نکل گئیں۔

یوسف کمرے سے نکلے اور زخرف کو دیکھا۔ وہ بغیر کچھ کہے اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

••••••••••••••••••••••••••

وہ بستر پر اوندھے منہ لیٹی تھی جب دروازہ ناک ہوا اور یوسف اندر آئے۔ وہ اس کے بستر تک آئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے۔

"زخرف، اپنی پھپھو کی باتوں کا برا مت ماننا۔"

"مجھے پرواہ نہیں ہے۔" اس کا منہ دوسری جانب تھا۔

"بعض اوقات ہم چاہ کر بھی لوگوں کا منہ بند نہیں کرواسکتے کیونکہ وہ ہمارے خون کے رشتے ہوتے ہیں۔ ایسے میں انسان کو صبر ہی کر لینا چاہیے۔" وہ اس کے بیڈ کی ٹوہ سے ٹیک لگا کر سامنے دیوار کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"کیا ایما بھی صبر کرتی تھی؟" زخرف دوسری جانب منہ کیے ہوئے ہی بولی۔

یوسف اس کی بات پر مسکرائے۔

"وہ مجھ سے کہتی تھی کہ یوسف مجھے چھوٹے لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔"

زخرف نے کروٹ لی اور ان کو دیکھا۔

"پھر تو پھپھو ٹھیک کہہ رہی تھیں، میں اپنی ماں جیسی ہوں۔" کہتے ہوئے وہ مسکرائی۔

"زخرف ایک بات کہوں؟" وہ اس کے بال ٹھیک کرتے بولے۔

"کہیں۔"

"شادی کرلو۔" زخرف خاموشی سے ان کو دیکھتی رہی۔

"اس لیے نہیں کہہ رہا کہ مجھے لوگوں کی باتوں کی پرواہ ہے۔ لیکن شادی ایک اچھی چیز ہے بیٹا۔ زندگی اکیلے نہیں گزاری جاتی۔"

"کیا ہم کوئی اور بات نہیں کرسکتے؟"

"تم جانتی ہو ایما سے شادی سے پہلے میں بھی شادی سے بھاگتا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ شادی کرلوں گا تو اپنے مقصد سے ہٹ جاوں گا۔ لیکن جانتی ہو جب ایما سے ملا تو میرا نظریہ بدل گیا۔ ایما سے شادی کرنے کے بعد زندگی مزید خوبصورت ہوگئی تھی۔ آپ کی لائف میں ایک پارٹنر کا ہونا آپ کی زندگی مزید خوبصورت بنادیتا ہے۔ یہ خیال کے کوئی ہے جو ہمیشہ آپ کے لیے موجود ہے، کوئی ہے جو گھر پر آپ کا

انتظار کرتا ہے، یہ احساس بہت خوبصورت ہوتا ہے زخرف۔" وہ نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے بول رہے تھے۔ زخرف نے آنکھیں بند کر لیں۔

" آپ ہیں نا میرے پاس۔ مجھے اور کوئی نہیں چاہیے۔"

" کیا میں ساری زندگی رہوں گا؟ میں تمہیں اکیلے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں تمہاری زندگی میں کوئی ایسا شخص آئے جو تمہیں مجھ سے زیادہ محبت دے۔ اسی صورت میں میں سکون سے مروں گا۔"

" مجھ سے آپ سے زیادہ کوئی بھی محبت نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی نہیں۔" زخرف نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے سے لگایا۔

" لیلی کی شادی سے فارغ ہوتے ہی کچھ لوگ آرہے ہیں تمہیں دیکھنے۔" زخرف نے آنکھیں کھولیں۔ وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

" پلیز زخرف، اپنی خاطر، اپنی زندگی کی خاطر۔"

" اوکے، آپ وہ کریں جو آپ ہمیشہ کرتے ہیں۔ اور میں وہ کروں گی جو میں ہمیشہ کرتی ہوں۔"

" یعنی تم اس لڑکے کو بھی بھگا دو گی؟" وہ افسوس سے بولے، زخرف بدلے میں مسکرائی۔ دوسری جانب کروٹ لے کر لحاف منہ پر لے لیا۔

" اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی نا تو پھر دیکھنا۔" وہ سختی سے بولے۔

" گڈ نائٹ۔ ہیو سویٹ ڈریمز۔" وہ لحاف کے اندر سے بولی۔ ہانا کمرے میں داخل ہوئی اور جمپ لگا کر بیڈ پر چڑھ گئی۔ زخرف نے لحاف اٹھایا تو وہ اس کے ساتھ اندر گھس گئی۔ یوسف سر جھٹک کر اٹھ گئے۔

•••••••••••••••••••••••••

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے مضطرب سی اس ویرانے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ ساتھ وہ مسلسل کلائی پر پہنی گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔ دور اسے ایک بائیک رکنے کی آواز آئی۔ وہ فوراً سے ایک درخت کے پیچھے جا کر چھپ گئی۔

ایچ ہاتھ میں بڑا سا خاکی رنگ کا پھولا لفافہ پکڑے اس جانب آیا۔ فون پر ایک دو بٹن دبائے تو وہ ہول کی سلیٹ پیچھے ہٹ گئی۔ وہ سیڑھیاں اتر گیا تو زخرف درخت کے پیچھے سے نکل کر فوراً سیڑھیوں کی جانب بھاگی۔ اس سے پہلے کے ہول بند ہوتا وہ اتر گئی۔

اس کے قدموں کی آواز پر ایچ میز پر وہ لفافہ رکھتے مڑا۔ وہ تند ہی نظروں سے اسے دیکھتی اندر کمرے میں آئی۔

"شرافت سے میرا وہ پینڈنٹ واپس کر دو ایچ ورنہ میں تمہارا قیمہ بنا دوں گی۔" اس کے چہرے پر اس وقت صرف غصہ تھا۔

"کم از کم باتیں ہی اپنے قد کے لحاظ سے کر لیا کرو۔" ایچ نے کندھے اچکاتے ہوئے لفافے سے ایک باکس نکال کر اسے کھولا۔ اس میں پیسٹریز تھیں۔ ان کو دیکھ کر وہ مسکرایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرا صبر جواب دے رہا ہے ایچ۔ میرا پینڈنٹ واپس کرو۔"

"تو تم میرے پیسے واپس کر دو۔" اس نے ایک پیسٹری اٹھائی اور پوری منہ میں ڈال لی۔

زخرف نے اپنی جیب سے پیسوں کا لفافہ نکال کر اس کے سامنے پٹخا۔

"اب میرا پینڈنٹ دو۔"

پیسٹری نگلتے ہوئے ایچ چونکا۔ اس نے بمشکل اسے حلق سے اتارا اور وہ لفافہ پکڑا۔ ساتھ حیران ہو کر زخرف کو دیکھا۔

"نقلی تو نہیں ہیں نا؟" اس نے لفافے سے پیسے نکال کر دیکھے۔ رقم پوری تھی اور اصلی تھی۔ اب وہ مزید شاکنگ نظروں سے زخرف کو دیکھنے لگا۔

وہ دو قدم اس کے قریب آئی اور اپنی ہتھیلی کھول کر اس کے سامنے کی۔

"میرا پینڈینٹ؟"

ایچ کچھ لمحے حیرت سے اسے دیکھتا رہا پھر گلا صاف کیا۔

"وہ دراصل۔۔۔ میں نے وہ پینڈینٹ بیچ دیا ہے۔" سنبھل کر اس سے کچھ قدم دور ہٹتے بولا۔

"کیا کہا تم نے؟" زخرف کو اپنی آواز بھی سنائی نا دی تھی۔

"دیکھو، مجھے تو یہی تھا کہ تم میرے پیسے واپس نہیں کرو گی۔ پیسوں کی سخت ضرورت تھی مجھے۔ اس لیے۔۔ اس لیے بیچ دیا۔"

"تم نے کہا کہ تم نے میرا پینڈنٹ بیچ دیا؟" اس نے بمشکل رندھے گلے سے آواز نکالی۔

"لیکن تم پریشان مت ہو۔ یہ جو پیسے ہیں۔" اس نے وہ لفافہ سامنے کیا۔ "ہم اس سے دوبارہ ویسا پینڈینٹ خرید لیتے ہیں۔ تصویر تو ہو گی نا تمہارے پاس اس کی کوئی، بلکل ویسا ہی بنوا لیں گے۔"

زخرف بنا آنکھیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے زور سے اپنے ہونٹ بھینچے اور میز کے قریب آئی۔

"تم نے میرا پینڈنٹ بیچا۔ تم نے میرا پینڈینٹ بیچا۔" پاگلوں کی طرح چلاتے اس نے اس کا پیسٹریز والا لفافہ پکڑا اور زور سے اس کی جانب پھینکا۔

"زخرف پاگل ہو گئی ہو؟" ایچ نے لفافہ کیچ کر لیا اور واپس میز پر رکھ دیا۔

زخرف ٹیبل پر موجود سب چیزیں ایک ایک کر کے اس کی طرف پھینکنے لگی۔ وہ اس سے بچتے ہوئے کمرے کی دوسری جانب بھاگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرا پینڈنٹ بیچنے کی۔ تمہیں پتہ بھی ہے وہ پینڈنٹ میرے لیے کیا تھا؟"

"زخرف رکو۔" وہ اس کی پھینکی جانے والی چیزوں سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ زخرف کے ہاتھ میں جو آ رہا تھا وہ اسے مارے جا رہی تھی۔ "آوچ، ایک منٹ رک تو جاو۔"

"میں تمہارا قتل کر دوں گی۔ یہیں اس گھڑے میں ے تمہاری قبر بنا دوں گی۔ تم نے وہ پینڈنٹ بیچا بھی کیسے؟" اس کے گالوں پر آنسو بھی بہہ رہے تھے۔ جب میز پر پھینکی جانے لائق چیزیں ختم ہو گئیں تو وہ اس کے لیپ ٹاپ کی جانب آئی۔

"نہیں زخرف، یہ نہیں۔"

زخرف نے لیپ ٹاپ اٹھایا اور اس کی طرف پھینکنے کے لیے اسے ہوا میں بلند کیا۔

"اچھا، میں مذاق کر رہا تھا۔ میں نے وہ نہیں بیچا۔ میرے پاس ہی ہے تمہارا پینڈینٹ۔" اپنا لیپ ٹاپ فضا میں بلند دیکھ کر اس کا حلق منہ کو آ گیا تھا۔

ایچ نے فورا اپنی پینٹ کی جیب سے اس کا پینڈینٹ نکال کر اس کے سامنے لہرایا۔ زخرف کا سانس اس پر نظر پڑتے ہی بحال ہوا۔

وہ لیپ ٹاپ رکھ کر تیزی سے اس کی جانب آئی اور اس سے اپنا پینڈینٹ جھپٹا۔ پینڈینٹ ہاتھ میں پکڑتے ہی وہ رونے لگی۔ ایچ حیرت میں گھرا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایسا بھی کیا خاص ہے اس پینڈینٹ میں جو تمہاری جان نکل گئی تھی؟" وہ اپنا کندھا مسل رہا تھا۔

"اگر تم اسے سچ میں بیچ دیتے تو میں واقعی تمہاری جان لے لیتی۔" پینڈینٹ مٹھی میں دبائے وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

ایچ نے اسے آواز دی لیکن وہ نہیں رکی۔

"اتنا بھی کیا خاص ہے اس پینڈینٹ میں؟" وہ اپنا لیپ ٹاپ پکڑ کر دیکھتے ہوئے بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

••••••••••••••••••••••••••••

زخرف ادھر ادھر دیکھتی سنبھل کر ان بھوسے کی بوریوں پر چڑھی اور دیوار کے قریب آئی۔ ایک بوری ہٹا کر اس نے پیچھے موجود اس کی آسڈی ٹاک تک آتا وہ دروازہ بجایا۔ دروازہ فورا کھل گیا۔

وہ جھک کر اس کے اندر چلی۔ اندر ایک تقریبا اٹھارہ انیس سال کا لڑکا تھا۔ زخرف کے آتے ہی اس نے فورا آگے ہو کر بوری کو دوبارہ دروازے کے آگے رکھا اور دروازہ بند کر دیا۔

وہ سیدھا ہوا تو زخرف اپنے کپڑے جھاڑ رہی تھی۔

"کسی کو پتہ تو نہیں چلا مصطفی؟" وہ گھر کی بیک سائیڈ پر ایک تنگ سی گلی تھی جہاں وہ تھے۔

"نہیں زخرف بی بی کوئی اس طرف نہیں آیا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

زخرف اس تنگ گلی میں آگے کو چل پڑی۔ آگے پورا لانڈری کا سیکشن بنا تھا لیکن فلحال وہاں کوئی ملازم نا تھا۔ اس کو عبور کر کے وہ باہر نکلی تو گھاس پر چند قدم کے فاصلے پر گھر کی پیٹھ تھی۔ سامنے ہی اس کے کمرے کی بالکونی بھی تھی۔ وہ قریب آئی اور پلر کے سہارے اوپر بالکونی تک پہنچ گئی۔ مصطفی نیچے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ کمرے کے اندر چلی گئی تو وہ بھی بھاگ گیا۔

زخرف کمرے میں آئی اور بیڈ پر گرتے ہوئے بیٹھی۔ اس نے اپنی جیب سے وہ پینڈینٹ نکال آنکھوں کے سامنے کیا۔

"زخرف تم تیار ہوئی کے نہیں؟" باہر سے یوسف کی آواز آئی۔ وہ ایک دم بوکھلا کر اٹھی۔

"آ۔۔۔ ہو رہی ہوں تیار۔" اس نے آگے ہو کر کمرے کی کنڈی چیک کر کے تسلی کی۔ وہ لاک ہی تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ لمحے بعد وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی لائینز لگا رہی تھی۔اس نے ہلکے آسمانی رنگ کی پیروں تک آتی کامدار قمیض پہن رکھی تھی۔بال سیدھے کر کے کانوں کے پیچھے اڑس رکھے تھے۔چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا، گال ہائی لائٹر سے چمک رہی تھے۔

"زخرف جلدی کرو۔"یوسف نے تقریبا کوئی آٹھویں دفعہ اسے آواز دی۔

"بس دو منٹ بابا۔"اس نے لائینز بند کیا اور لپ سٹک ٹھیک کرنے لگی۔

"پچھلے آدھے گھنٹے سے تمہارے دو منٹ نہیں ختم ہوئے۔"

"بس آ گئی۔"اس نے کانوں میں ائیر رنگز پہنتے ہوئے سلور ہیلز پیروں میں اڑسیں۔پھر وہ پینڈینٹ اپنی گردن پر پہنا۔

پاوچ پکڑ کر وہ فورا باہر کو بھاگی۔یوسف نیلے تھری پیس میں ملبوس لاونج میں کھڑے بار بار گھڑی دیکھ رہے تھے۔

"چلیں۔"وہ ان کے قریب آتے بولی۔

"کہا بھی تھا دفتر سے جلدی آ جانا۔لیکن نہیں تم نے لیٹ آنا تھا اور آخری وقت میں یہی ہونا تھا۔"

"لیکن یہ تو کب کی دفتر سے آ چکی ہے۔"بوا کچن سے نکل کر اس طرف آتے ہوئے بولیں۔

"کیا ہو گیا ہے؟ ہو تو گئی ہوں تیار۔اب چلیں تایا جان کی طرف۔تائی جان نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کو بھی تیار کر دوں۔"اس نے بوا کو مکمل اگنور کیا۔

"کیا؟اسی لیے تم خود اتنی لیٹ تیار ہوئی ہو۔"یوسف مزید غصہ کرتے بولے۔

"بابا مجھے ڈانٹتے ہی رہیں گے کہ چلے گے بھی؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دیر بعد یوسف کبیر مرجان کے گھر لاونج میں بیٹھے تھے۔ حسن اور کبیر مرجان بھی تیار ہوئے وہیں بیٹھے تھے۔یوسف اب انتہائی ٹھنڈے ہو کر بیٹھے تھے۔کبیر نے جلدی ڈالی ہوئی تھی تو اب یوسف کا یہی خیال تھا کہ آرام سے جایا جائے۔

"ویسے زخرف اچھا کیا جو تم آگئی، ورنہ خود تو امی ہر دفعہ بھوت ہی بنتی ہیں۔" حسن کمرے کی جانب منہ کیے اونچی آواز میں بولا۔

"ٹھہرو حسن ایک دفعہ مجھے تیار ہونے دو، پھر بتاتی ہوں تمہیں۔" کمرے سے ساجدہ تائی کی آواز آئی۔

"زخرف جلدی کرلو بیٹا۔" اب تایا کبیر اپنی گھڑی دیکھتے بولے۔

"بس دو منٹ تایا جان۔" زخرف کمرے سے چلائی۔

"خواتین کے دو منٹ یعنی کہ دو گھنٹے۔" حسن ان دونوں کو دیکھتے بولا۔

"اتنی بھی کیا جلدی پڑی ہے۔اپنی بیوی کے لیے تھوڑا سا انتظار بھی نہیں کرسکتے آپ؟" یوسف ہلکی سی آواز میں بولے۔تایا کبیر نے بدلے میں تند ہی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"تمہاری بیوی نہیں ہے نا تو تمہیں کیا معلوم ہو گا کہ چار چار گھنٹے انتظار کرنا کیسا ہوتا ہے۔" فوراً جواب دیا۔

"جب تھی تو میں خوشی سے انتظار کرتا تھا۔" اطمینان سے بولے۔

"ہاں ہاں پتہ ہے، کتنے ذمے دار شوہر اور کتنے ذمے دار باپ تھے تم۔" تایا کبیر کے لہجے میں اس دفعہ طنز تھا۔

حسن خاموشی سے کبھی یوسف اور کبھی کبیر کی شکل دیکھ رہا تھا۔

"اب آپ بات کو غلط رخ نا دیں۔" یوسف نے افسوس سے کہا۔

اسی لمحے زخرف کمرے سے نکل کر لاونج کی جانب آئی۔

"سب پتہ ہے مجھے جو تم ہر وقت اپنی بیٹی سے میری برائیاں کرتے رہتے ہو۔" تایا کبیر نے زخرف کو آتے دیکھا تو اس کی جانب مڑے۔ "زخرف بتاؤ زرا، بتاؤ کہ یوسف میرے بارے میں کیا کہہ رہا تھا۔" اور زخرف نے تھوک نگلا۔

"جانے دیں ابو، آپ کو بھی پتہ ہے وہ مذاق کر رہی تھی۔" حسن نے ان کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کی۔

"کوئی مذاق نہیں کر رہی تھی۔ یہ ہمیشہ زخرف کو مجھ سے بدظن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔"

یوسف افسوس سے اپنے بھائی کو دیکھ رہے تھے۔

"ایسا نہیں ہے تایا جان۔" وہ فوراً بولی۔

"ایسا ہی ہے تمہارا باپ۔ ارے یہ تو ڈیزروہی نہیں کرتا تھا کہ اس کو بیٹی ہو۔"

"جی بلکل، کبھی فارغ وقت میں بیٹھ کے سوچیے گا کہ اللہ نے آپ کو بیٹی کیوں نہیں دی۔"

حسن اور زخرف نے اس مذاق کی لڑائی کو سنجیدہ لڑائی میں تبدیل ہوتے دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"حسن چپ کرواو ان کو پلیز۔" اس نے حسن کے قریب سرگوشی کی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں اب انجوائے کرو ان کی لڑائی۔ پہلے پٹرول چھڑکنے کا بھی تمہیں ہی شوق ہوتا ہے۔"

"تو تم نے بیٹی کا باپ ہو کر کیا بگاڑ لیا ہے؟ کونسا باپ کا فرض نبھایا ہے تم نے؟ اگر ہماری بیٹی نے ساری زندگی اتنی تکلیفیں کاٹی ہیں تو اس سب کی وجہ صرف اور صرف تم ہو۔" وہ کھڑے ہو گئے تھے۔

حسن دوڑ کر اپنے باپ کے پاس آیا اور زخرف یوسف کے پاس۔

"ابو پلیز، بس کر دیں۔"

"میری بیٹی ایک حادثے کا شکار ہوئی تھی۔ مجھے قصوروار ٹھہرانا چھوڑ کیوں نہیں دیتے آپ؟" یوسف افسوس سے بولے۔

"نہیں چھوڑوں گا۔اور کبھی نہیں بھولوں گا تم نے میری بیٹی کے ساتھ کیا کیا۔"

"ابو۔"حسن نے ان کا بازو تھاما۔

"آج بھی یاد ہے مجھے، کیسے منتیں کی تھیں میں نے تمہاری۔ لیکن تم ہمیشہ سے ضدی ہو۔اور اگر میری بیٹی اس حادثے کا شکار ہوئی تھی تو صرف اور صرف تمہاری ان ضدوں کی وجہ سے۔"وہ حسن سے اپنا بازو چھڑوا کر اپنی سٹڈی کی جانب چلے گئے۔

یوسف صوفے پر بیٹھے اور اپنی کنپٹی مسلنے لگے۔

تائی تیار سی اپنے کمرے سے نکل کر آئیں اور ان کے لٹکے منہ دیکھے۔

"کیا ہوا ہے؟ کیا بحث چل رہی تھی یہاں۔"

"ابو اور چچا کی لڑائی ہو گئی ہے پھر سے۔"حسن بھی صوفے پر بیٹھتے بولا۔

زخرف چپ چاپ سٹڈی کی جانب چلی گئی۔

جب وہ یہاں نئی نئی آئی تھی تو ان دونوں کے جھگڑے اس کی سمجھ سے باہر تھے۔ پھر ایک دفعہ تائی ساجدہ سے پوچھنے پر انہوں سے اسے ساری حقیقت بتائی۔ حسن اور زخرف کی پیدائش کچھ ہی دنوں کے وقفے سے ہوئی تھی۔ تایا کبیر کو بیٹی کا بے حد شوق تھا لیکن انکا بیٹا ہوا۔ البتہ یوسف کے گھر بیٹی ہوئی۔ تایا کو بیٹا ہونے کا دکھ نہیں تھا لیکن ڈاکٹر کے یہ بتانے پر کہ تائی ساجدہ اب مزید کوئی بچہ پیدا نہیں کر سکیں گی، ان کے رنج میں اضافہ ہو گیا۔ دوسری جانب زخرف کے پیدا ہوتے ہی ایما سخت بیمار ہو گئی۔ وہ اتنی بیمار تھی کہ چند دن کے لیے تائی ساجدہ نے اسے دودھ پلایا۔ اس لحاظ سے حسن اور زخرف دودھ شریک بہن بھائی بھی تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایما کے بیمار ہونے پر تایا کبیر نے یوسف اور ایما سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی ان کو دے دیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ایما کو صحت مند ہونے کی ضرورت ہے، ایسے میں وہ ایک بیٹی کو نہیں پال سکتی۔ جب وہ ٹھیک ہو گی تو اللہ ان کو اور اولاد دے دیگا۔ یوسف اور ایما نے ان کی تجویز سنتے ہی ٹھکرا دی۔

تایا کبیر نے صبر کر لیا لیکن اس سب کے باوجود وہ زخرف سے اپنی بیٹی کی طرح پیار کرتے تھے۔ وہ روز اپنے کام سے فارغ ہو کر اس سے ملنے جاتے اور اس کے لیے ڈھیروں چیزیں لے کر جاتے۔ ان کا پیار حسن سے زیادہ زخرف سے پڑ گیا تھا۔ یوسف اور ایما نے کبھی اس چیز پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

جب ایما کو دل کے مرض کی تشخیص ہوئی تو تایا کبیر نے پھر سے اپنی پرانی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے بہت زور لگایا لیکن یوسف نے صاف انکار کر دیا۔

جس دن یوسف نے زخرف کو کھو دیا تھا اس دن وہ دھاڑے مار مار کر روئے تھے۔ یوسف کے گھر لوٹنے پر انہوں نے یوسف کا گریبان پکڑ کر اسے کہا کہ میری بیٹی کو واپس لاو۔ انہوں نے یوسف کی کسی بات پر یقین نا کیا۔ وہ زخرف کو کھونے کا الزام صرف اور صرف یوسف کو دیتے تھے۔ زخرف کی محبت تھی یاں جو بھی انہوں نے یوسف سے قطع تعلق کر لیا۔ ان کے گھر تک آنا چھوڑ دیا۔ اگر کہیں ان کی ملاقات ہو جاتی تو صرف جھگڑا ہوتا۔

زخرف کے واپس آنے کے بعد ان کی تھوڑی بہت بات چیت شروع ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ اکثر بات کرتے جھگڑنے لگتے۔ ہر ایک کی سمجھ سے باہر تھا کہ ان کا یہ جھگڑا کیسے ختم ہو سکتا ہے۔

زخرف نے سٹڈی کا دروازہ ناک کیا اور اندر جھانکا۔ وہ اندر کرسی پر منہ دوسری جانب کیے بیٹھے تھے۔

"تایا جان، یہ جھگڑے ختم کیوں نہیں کر دیتے آپ لوگ؟ بابا کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔" وہ ان کے قریب آتی بولی۔

"اسی کا قصور ہے۔ اگر اس نے سالوں پہلے میری بات مان لی ہوتی تو تم ہم سے نا بچھڑتی۔"

"اگر آپ سے کوئی حسن کو مانگتا تو کیا آپ اسے دے دیتے؟"

"حسن کہاں سے آ گیا بیچ میں؟"

"وہی تو۔ اپنی اولاد کو کسی اور کو دے دینے جتنا حوصلہ کسی ماں باپ میں نہیں ہوتا۔ آپ بھی ماضی کو بھول جائیں اور ان کو معاف کر دیں۔"

وہ خاموش رہے۔

"اچھا نا چلیں اٹھیں۔ پہلے کتنی جلدی ڈالی تھی آپ سب نے۔"

"تم لوگ جاو، مجھے نہیں جانا۔"

"آپ کی سوچ ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔" اس نے آگے ہو کر ان کا بازو پکڑا۔

تایا کبیر نے افسوس سے زخرف کی طرف دیکھا۔ وہ انہیں سچ میں حسن سے زیادہ پیاری تھی اور اس کی بات ٹالنا ان کے لیے ناممکن تھا۔

کچھ دیر بعد وہ سب گاڑی میں تھے۔ تایا کبیر اور تائی ساجدہ آگے تھے جبکہ یوسف، زخرف اور حسن پیچھے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

زخرف اور حسن ایک دوسرے کے کان میں کھسر پھسر میں مصروف تھے۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا، پھپھو واقعی میرے رشتے کی بات کرنے آئی تھیں۔"

"دیکھا مجھے تو پہلے ہی اس زوہیب کے ارادے ٹھیک نہیں لگتے تھے۔ تمہیں نہیں پتہ وہ تمہیں غلط نظر سے دیکھتا تھا۔ شکل سے بہت شریف بنتا ہے لیکن ہے نہیں ہے۔"

"حسن، زخرف جب فیملی ساتھ ہو تو کانوں میں سرگوشیاں نہیں کرتے۔" تایا بیک ویو مرر میں ان دونوں کو دیکھتے بولے۔

"کیا ہے تایا جان۔ ہماری اپنی پرائیوٹ باتیں بھی ہوتی ہیں کچھ۔" وہ فورا بولی۔

"کونسی پرائیوٹ باتیں ہیں تم دونوں کی ہاں۔ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔" اب کے یوسف بولے۔

"اگر آپ کو بتانے والی ہوتیں تو پھر پرائیوٹ باتیں ہی کیوں ہوتیں وہ؟" وہ بولی اور وہ دونوں پھر سے سرگوشیاں کرنے لگے۔

"بابا نے سب سنبھال لیا تھا۔ انہوں نے فوری پھپھو کو انکار کر دیا۔"

"یعنی کہ آج وہ ہم سب سے منہ لٹکا کر بیٹھیں گی؟"

"بیٹھنے دو ہمیں کیا۔" کندھے اچکا کر بولی۔

"ویسے زخرف سوچو اگر واقعی تمہاری شادی زوہیب سے ہو جائے اور پھپھو تمہاری ساس بن جائے پھر تمہاری اور بوا کی لڑائیاں پھیکی پڑ جائیں گی۔ کتنا مزہ آئے گا جب تم دونوں لڑو گی؟" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"تمہارا دماغ بس ایسی فضول باتیں ہی سوچ سکتا ہے۔"

شادی پر پہنچنے پر پھپھو نے واقعی ان سے کوئی بات نہیں کی۔ یوسف نے بھی زخرف سے کہہ دیا کہ وہ اپنی پھپھو سے کوئی بات نا کرے۔ وہ خود شادی کے بعد اس مسئلے کو ہینڈل کر لیں گے۔

یوسف کبیر اور چچا معین کی فیملی ایک ہی ٹیبل پر بیٹھی تھی۔ البتہ پھپھو نے اپنے بچوں کو وہاں بیٹھنے سے منع کر دیا تھا۔ زخرف نے کھانا کھاتے واقعی نوٹس کیا کہ زوہیب اس کے ارد گرد منڈلاتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ زخرف نے اسے اگنور کیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ وہ ایک لڑکیوں کے گروپ میں آکر کھڑی ہو گئی اور ان سے باتیں کرنے لگی۔ ہنس کر کچھ کہتے زخرف کی نظر دور کھڑے کسی شخص پر پڑی۔ وہ لڑکیاں ہنس کر اس کو جواب میں کچھ کہہ رہی تھیں لیکن زخرف کے کانوں میں آتی ساری آوازیں ایک دم بند ہو گئی تھیں۔ وہ بے یقینی سے دور ایک مردوں کے گروپ میں کھڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ کیا وہ وہی تھا؟ کیا وہ ارسم تھا؟ زخرف کا دل کسی نے زور سے مٹھی میں دبایا تھا۔ اس کے گلے میں گزرتی سانسوں کا راستہ کسی شے نے روک لیا تھا۔ وہ اس سے کافی دور کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ بلیک سوٹ میں ملبوس، ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے وہ مسکرا کر زخرف کو ہی دیکھ رہا تھا۔ زخرف کے پیر خود بخود اس کی سمت میں مڑے۔

کیا وہ وہی تھا؟ کیا یہ کوئی خواب تھا جس سے یوسف ابھی اسے جگا دیں گے؟ شاید وہ خواب نہیں تھا۔ شاید وہ حقیقت تھی۔ وہ سچ میں وہاں کھڑا تھا۔ اس کے ارد گرد سے لوگ اچانک غائب ہو گئے تھے۔ اسے اس کے علاوہ اس جگہ پر کوئی نا دکھ رہا تھا۔ بس وہ تھا اور وہی تھا۔

ارسم نے قدم اس کی جانب بڑھائے تو زخرف کے قدم بھی خود بخود اس کی جانب اٹھ گئے۔ وہ سانس روکے، بنا پلک جھپکائے اسے دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ کیا پتا وہ پلک جھپکائے اور وہ کہیں غائب ہو جائے؟ جیسے برسوں پہلے ہو گیا تھا۔ نہیں وہ پلک نہیں جھپکائے گی۔ اس کی آنکھیں جھیل کی پانی سی وزنی ہونے لگی تھیں۔ اس کا چہرہ نا جانے کیوں دہکنے لگا تھا۔ زخرف کی حالت کے برعکس وہ دھیمی سی مسکراہٹ سے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

وہ دونوں اپنے ارد گرد ہر شے سے بے نیاز چل رہے تھے۔ وہ کہاں تھے شاید وہ بھول گئے تھے۔ وہاں بس ان کے چلتے قدم تھے اور ان کے بیچ موجود فاصلہ تھا۔

وہ تقریباً آدھ میں پہنچی تو ایک دم رکی۔ اس کے لیے آگے قدم بڑھانا مشکل تھا۔ وہ اس کا سامنا کیسے کرے گی؟ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی بھاری قمیض پیروں سے اوپر اٹھائی اور دوسری سمت میں بھاگی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ وہ بھاگتی، لوگوں سے ٹکراتی اس اوپن ہال کے اس حصے میں آئی جہاں ٹیرس بنا تھا۔ ٹیرس لوگوں سے پاک تھا۔ وہ دوڑ کر وہیں آئی اور ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر گہرے سانس لینے لگی۔ اس نے دل پر ہاتھ رکھا تو سینے میں موجود خون کا وہ لوتھڑا بے قابو ہو رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اور پھر اسی لمحے ٹیرس پر وہ قدم داخل ہوئے۔

وہ آگیا تھا۔ وہ واقعی آگیا تھا۔ یا اللہ وہ کیوں واپس آگیا تھا؟

"زخرف۔"

ارسم کی آواز نے ٹیرس کی اس خاموشی کو توڑا۔ زخرف نے آنکھیں بند کیں تو گرم آنسو دہکتے گالوں پر بہہ گئے۔ وہ خود کو کیسے سنبھالے؟ وہ پیچھے کیسے مڑے؟ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں کیسے ڈالے گی؟

"زخرف۔"

وہ آواز کسی ہتھوڑے کی طرح دل پر لگ رہی تھی۔ اسے یہ کرنا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے گال صاف کیے اور اس کی جانب مڑی۔ نظریں اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ دھیما سا مسکرا رہا تھا۔ بلکل ویسے ہی جیسے پہلے مسکراتا تھا۔

"کیسی ہو؟" ہلکی سی آواز میں بولا۔

"میں نہیں جانتی تم کون ہو۔" اس نے منہ موڑ کر بمشکل گلے سے آواز نکالی۔ ارسم اس کی بات پر کھل کر مسکرایا۔

"لیکن میں تمہیں بڑے اچھے سے جانتا ہوں۔" ہنسی دبائے بولا۔ ساتھ اس نے ہلکی سی نظر اس کی گردن پر موجود اس پینڈینٹ پر ڈالی۔

زخرف نے اپنا خفا چہرہ اس کی جانب موڑا۔

"کوئی ایسے جاتا ہے کیا جیسے تم گئے تھے؟" خفا لہجے میں بولتی وہ ایک قدم اس کی جانب بڑھی۔

"تو پھر کیسے جاتے ہیں؟" وہ بھی کہتا دو قدم اس کی جانب بڑھا۔

کچھ لمحے وہ ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھتے رہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں مجھ پر تھوڑا سا بھی غصہ نہیں ہے؟" اس کی گالوں پر آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔ ارسم نے اس کی گالوں پر بہتے ان آنسوؤں کو دیکھا۔

"نہیں بلکل نہیں۔"

پھر سے خاموشی چھا گئی۔

زخرف نے ہاتھ اٹھا کر زور سے اپنے گال رگڑے۔

"لیکن مجھے تم پر بہت غصہ ہے سمجھے۔ اتنا غصہ ہے کہ میں تم سے کوئی بات نہیں کروں گی۔" وہ بولتی اس کے ساتھ سے ہو کر آگے کی جانب بڑھ گئی۔

"زخرف رکو۔" ارسم کے روکنے پر وہ رک گئی۔ البتہ چہرہ نا موڑا۔

وہ چل کر اس کے سامنے آ گیا۔

"ایسے مت جاو۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"کیوں نا جاوں؟ تم بھی تو چلے گئے تھے نا۔" اس کی نظروں میں اس کے لیے بہت زیادہ شکوہ اور ناراضگی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پلیز مت جاو۔ ہمیں کچھ بات کرنی ہے۔" نرمی سے بولا۔

وہ خاموش رہی۔ ارسم نے ایک طرف پڑے جھولے کی طرف اشارہ کیا۔

"پلیز کچھ دیر بیٹھ جاو۔"

زخرف کچھ دیر اسے خفا نظروں سے دیکھتی رہی، پھر اس جھولے کی طرف آئی اور اس پر بیٹھ گئی۔

ارسم نے ایک کرسی پکڑی اور اس سے کچھ فاصلے پر رکھ کر بیٹھ گیا اور اپنا گلا صاف کیا۔

"تم کہتی تھی نا ہماری ملاقات اتفاق سے نہیں ہو سکتی زخرف۔ تم ہمیشہ کہتی تھی کہ اتنے اتفاق نہیں ہو سکتے۔" زخرف خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہتی تھی۔" اس نے رک کر اثبات میں سر ہلاتے ایک گہری سانس لی۔ جیسے خود کو اگلے لمحوں کے لیے تیار کر رہا ہو۔ "اس دنیا میں واقعی اتفاق نہیں ہوتے۔ ہم دونوں اتفاق سے نہیں ملے تھے۔ میں ایک خاص مقصد کے لیے وہاں آیا تھا۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور دور آسمان پر ایک دم بہت سے رنگ اٹھے۔ اندر سب کی جوش سے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔

ارسم اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اب سامنے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آسمان کا عکس تھا۔ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟

ارسم نے بولنا شروع کیا اور وہ یونہی آسمان کو دیکھتی رہی۔ آسمان پر بہت سے رنگ بکھر رہے تھے۔ بکھر کر ختم ہو رہے تھے۔ اس کی آنکھیں خشک ہو گئی تھیں اور اس کا دل تھم گیا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

باقی آئندہ

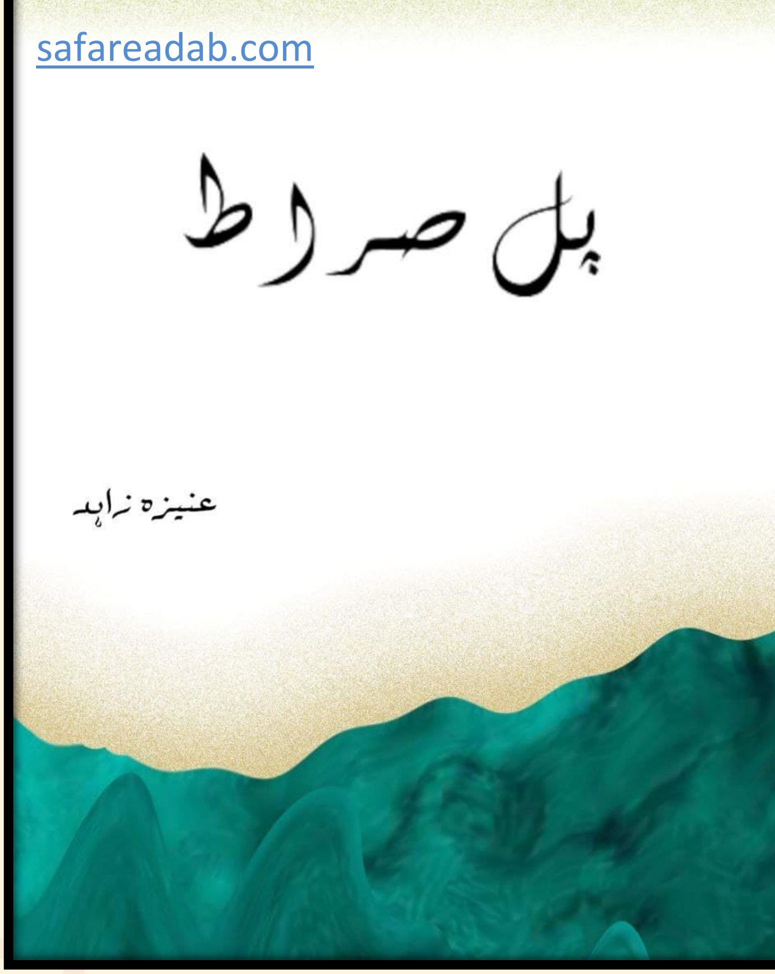

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہوگئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

'اور پھر۔۔پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

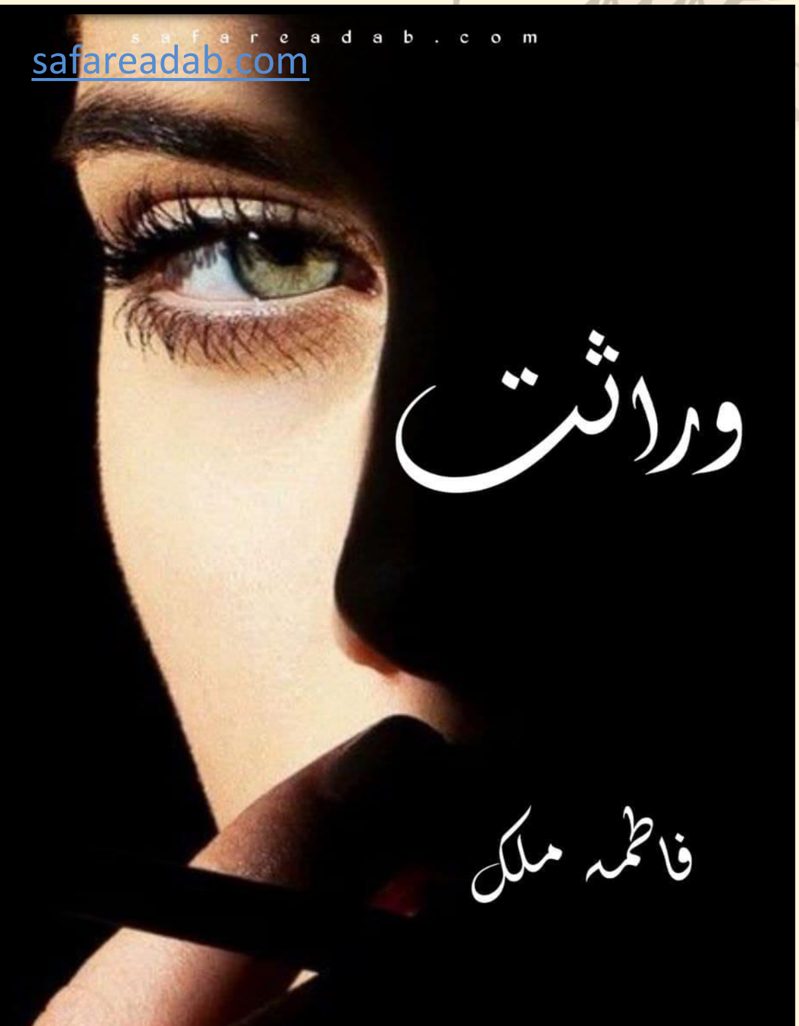

ناول خضرِ راہ کی ایک جھلک

"وہ دندناتا خضر ہاؤس میں داخل ہوا ہر سو خاموشی کا راج تھا میڈ سے پوچھنے پہ معلوم ہوا کہ مہر اپنے کمرے میں ہے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں داخل ہوا ایک لمحے کو ساکت رہ گیا وہ سیاہ اسکارف پہنے کوئی اداس مورت لگ رہی تھی۔ یہ ساکت رہ جانا صرف لمحے بھر کے لیے تھا اگلے ہی لمحے وہ غصے سے دندناتا اس کے پاس جا پہنچا تھا۔

"کہاں تھی تم صبح سے؟" اس کے تیور سخت جارحانہ تھے مگر مقابل یوں تھی جیسے سنا ہی نہ ہو۔

"خولہ تم کہاں تھی؟" وہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کر چکا تھا۔

"تمہیں کیا مطلب جہاں بھی ہوں" وہ اس سے دگنی آواز میں چلائی تھی اس کی بدتمیزی سے خضر کے غصے کا گراف مذید بڑھ چکا تھا۔

"تمہیں یاد ہو تو تمہارے سارے مطلب مجھ سے ہی ہیں"

"جو کہ جلد ختم ہونے والے ہیں" جواب دوبدو آیا تھا۔

"یہ جو تم طلاق کے نام پہ اتنا اچھل رہی ہو نا میری بات
کان کھول کر سن لو میں تمہیں طلاق نہیں دوں
گا" خولہ دنگ رہ گئی اسے اس آدمی کے ساتھ نہیں
رہنا تھا وہ رہ ہی نہیں سکتی تھی۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب